
یا محبت میں غم نہیں ہوتا
یا مرا شوق کــم نہیں ہوتا
مضامین کا مجموعہ
ابو حیان سعید

کچھ اس مجموعہ مضامین کے بارے میں

یہ مضامین محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ اپنے عہدِ حاضر خصوصاً پاکستان کے سیاسی، سماجی اور علاقائی منظرنامے کی بازگشت ہیں۔ جب ریاستی فیصلے عوامی زندگی پر اثر انداز ہوں، جب آئینی و معاشی مباحث قومی سمت کا تعین کر رہے ہوں، اور جب خطے کی سیاست داخلی استحکام سے جڑی ہو، تو آواز اٹھانا ایک فکری ذمہ داری بن جاتا ہے۔ یہی احساس ان تحریروں کا محرک بنا۔

یہ مضامین خاموشی کے خلاف ایک آواز ہیں۔ یہ تحریریں اُس کرب، اضطراب اور بے چینی کا اظہار ہیں جو سیاسی ناانصافیوں، سماجی تضادات اور قومی بے سمتی کو دیکھ کر دل میں جنم لیتی رہی۔

جب فیصلے عوام سے دور کمروں میں ہوتے ہوں، جب وسائل کی تقسیم میں شدید عدمِ توازن ہو، جب سچ بولنا دشوار اور خاموش رہنا آسان بنا دیا جائے تو آواز اٹھانا مجبوری نہیں، ذمہ داری بن جاتا ہے۔ یہی احساس ان مضامین کی بنیاد ہے۔

سنہ 2025 پاکستان کے لیے داخلی و خارجی دونوں حوالوں سے اہم اور فیصلہ کن سال ثابت ہوا۔ اندرونِ ملک سیاسی کشمکش، جمہوری عمل، معاشی دباؤ اور سماجی بے چینی زیرِ بحث رہے، جبکہ بیرونی سطح پر جنوبی ایشیا اور خطے کی بدلتی ہوئی صورتِ حال نے قومی پالیسیوں کو نئے سوالات سے دوچار کیا۔

بھارت کے ساتھ تعلقات بدستور پیچیدگی، بداعتمادی اور سفارتی تناؤ کا شکار رہے۔ سرحدی معاملات، بیانیے کی جنگ اور خطے میں طاقت کے توازن کی کشمکش نے اس تعلق کو مزید حساس بنا دیا۔ ان حالات میں قومی خودمختاری، وقار اور اصولی مؤقف پر قائم رہنے کی ضرورت مزید نمایاں ہو کر سامنے آئی۔

دوسری جانب چین کے ساتھ تعلقات اسٹریٹجک شراکت داری اور معاشی تعاون کے ایک اہم ستون کے طور پر سامنے آئے۔ علاقائی روابط، معاشی استحکام اور طویل المدتی منصوبہ بندی کے تناظر میں چین کے ساتھ تعلقات نے پاکستان کی خارجہ

پالیسی میں ایک مختلف سمت اور توازن پیدا کیا۔ تاہم ہر تعلق کی طرح اس میں بھی تدبر، قومی مفاد اور خود انحصاری کو پیشِ نظر رکھنا ناگزیر ہے۔

یہ تمام داخلی و خارجی عوامل اس مجموعے کی تحریروں میں مختلف زاویوں سے جھلکتے ہیں۔ یہ مضامین نہ تو جذباتی نعروں کا مجموعہ ہیں اور نہ ہی محض تنقید برائے تنقید؛ بلکہ ایک سنجیدہ فکری مکالمے کی کوشش ہیں۔

ڈیجیٹل دور میں اردو کی بورڈ اور سافٹ ویئر نے اظہارِ خیال کو سہولت فراہم کی۔ ابتدا میں یہ مضامین محدود حلقۂ احباب تک واٹس ایپ کے ذریعے پہنچے، پھر مختلف گروپس اور فیس بک کے ذریعے وسیع قارئین تک رسائی حاصل کرتے گئے۔ قارئین کی آرا، سوالات اور اختلافات ہی اس مجموعے کو کتابی صورت دینے کا سبب بنے۔

یہ مجموعہ کسی حتمی فیصلے کا اعلان نہیں بلکہ سوچنے کی دعوت ہے۔ اگر یہ تحریریں قاری کو اپنے وطن، اپنے سماج اور اپنے خطے کی سیاست پر سنجیدہ غور و فکر پر آمادہ کریں تو یہی اس کا اصل مقصد ہوگا۔

ابو حیان سعید
20 فروری 2026

abuhayyansaeed@protonmail.com

فہرست : صفحہ نمبر

****

مطلق اقتدار

انگریزی کا ایک لفظ ھے جس کی تشریح پاکستان کے آئین کی 27 ویں ترامیم نے واضح کر دی ھے وہ ھے Immense Power.
اگر کوئ ھم جیسے گستاخ اور بے ادب سے اس لفظ کے معنی و مفہوم پوچھے تو ھما را ایک ھی جواب ھوگا " الوہیاتی طاقت " یا " مطلق اقتدار " جسے عرف عام میں " خدائ طاقت " بھی کہا جا سکتا ھے ۔
یہ Immense Power آئین کی 27 ویں ترمیم کی شقوں کے ذریعے ایک عدد مٹی کے ڈھیر کو دی گئ ھے گویا پاکستانی پارلیمنٹ نےبہت بڑی اکثریت سے جدید دور کا ایک بہت بڑا بت تیار کیا ھے جس کی اطاعت نہ کی گئ تو انجام سے ابلیس بھی پناہ مانگے گا ۔ ابلیس کو بھی ایک شق کے علاوہ بےتحاشہ اختیارات دیئے گئے تھے لیکن پاکستانی پارلیمنٹ نے اپنے بت کو ایسے اختیارات دیئے ھیں کہ گیارہ ھزار سالہ تاریخ میں کسی بھی انسان حتیٰ کہ انبیا عَلَیہِالصلواۃ السَّلام کو بھی ایسے اختیارات حاصل نہ ھو سکے ۔

آخر یہ Immense Power کا تصور پاکستان میں آیا کہاں سے ؟ 1971 کے بعد وجود میں آنے والے نئے پاکستان میں مطلق حکمرانی کی خواہش ملٹری نرسری کے سب سے پہلے بچے ذوالفقار علی بھٹو کی آرزو تھی ۔ ذولفقار علی بھٹو نے سقوط ڈھاکہ کے بعد 20 دسمبر 1971 کو بطورِ سویلین چیف لا ایڈمنسٹریٹر (Civilian Chief Martial Law Administrator) اور صدر پاکستان حکومت سنبھالی۔ 21 اپریل 1972 کو ایک عبوری آئین (Interim Constitution) نافذ کیا جس کے زریعے سے مارشل ہٹا دیا گیا اور ذولفقار علی بھٹو نے بطورِ صدر پاکستان حکومت سنبھالی۔ وہ 14 اگست 1973 تک صدر کے عہدے پر فائز رہے اس کے بعد 1973 کا آئین نافذ کردیا گیا اور ذولفقار علی بھٹو نے بطورِ وزیراعظم پاکستان حکومت سنبھالی۔ ان کے دل میں مطلق حکمرانی کا سمندر جوش مار رھا تھا وہ چائینیز ماڈل سے متاثر تھے ، پے درپے سیاسی و معاشی حماقتوں اور آمرآنہ رویے کے باعث ایک حد درجے تابعدار جنرل کے ہاتھوں انجام کو پہنچے ۔ پھر اسی جنرل کے تصور مطلق حکمرانی نے پاکستان کو وہ دن دکھائے جس کا خمیازہ دو نسلیں بھگتا چکی ھیں اور مزید بھی بھگتائیں گی ۔
مطلق حکمرانی کی خواہشات کا خناس کھبی جمہوریت کی میٹھی گولی بے نظیر بھٹو کی صورت میں وقوع پزیر ھوا تو کھبی جاگ پنجابی جاگ کے خباثت بھرے سلوگن کی پرورش پاتا رھا تو کھبی جنرل حمید گل کے شیطانی اسلامی جمہوری اتحاد اور اسٹریٹیجک ڈیپتھ فارمولے کی آڑ میں صرف نام کے شریفوں کے مطلق اقتدار کی بھوک کو بڑھاوا دیتا رھا کہ ایک اور داعی مطلق اقتدار جنرل پرویز مشرف جلوہ افروز ھو ئے

اور فاشزم و خباثت کی ایک نئ تاریخ رقم ھوئ ۔ یہ وھی جنرل پرویز مشرف تھے جنہوں نے اپنے وزیر اعظم ، پاکستان ائیر فورس ، پاکستان نیوی ، تما م انٹیلی جنس ایجنسیوں سمیت بیشر کور کمانڈرز کو بے خبر رکھ کر کارگل جیسا تھرڈ کلاس خونی ایڈونچر کیا اور ساڑھے تین ھزار فوجی افسران اور جوانوں کو بھارتیوں کے ہاتھوں برفانی قبرستان میں مرنے چھوڑ دیا اور سوائے چند ایک کے انکی ڈیڈ باڈیز بھی واپس لینے سے انکار کر دیا ۔
مطلق اقتدار کی منزل کو پانے کے لیۓ جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کو تباھی کے دھانے پر لا کھڑا کیا بہرحال پھر وہ دور بھی تباھی مچا کر اپنے اختتام کو پہنچا ۔
ان تمام داستانوں کو اگر مختصر نہ کیا جاۓ تو ھر ایک دور پر کئ کئ کتابیں لکھی جا سکتی ھیں ۔ بہر حال قصہ مختصر کرتا ھوں اور درمیان کے بہت سے واقعات کو نظر انداز کرتے ھوۓ ماضی انتہائ قریب تک آ جاتے ھیں ۔

اب بات آ پہنچتی ھے سال 2017 کے جنوری میں کہ ایک جوان و ہینڈسم میجر جنرل کو آئ ایس آئ میں ڈی جی سی تعینات کیا گیا یہ میجر جنرل پہلے سندھ میں پنوں عاقل میں 16 ویں انفنٹری ڈویژن کو کمانڈ کر رھے تھے یہ تھے میجر جنرل فیض حمید ۔ ان کا آئ ایس آئ میں جنوری 2017 میں ظہور ھوا ۔ ڈی جی سی کی پوزیشن آئ ایس آئ میں ایسی ھوتی ھے کہ بندہ پورے پاکستان کا مالک ھی سمجھیں ، پورے دس دن کی ایسی جامع بریفنگ ھوتی ھے کہ بندے کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ھیں اور اس کا انگ انگ جوش سے بھر جاتا ھے پورے ملک کے سیاستدانوں ، صنعتکاروں ، سرمایہ داروں ، کاروباری اداروں ، بینکوں ، اسٹاک مارکیٹوں ، بینکوں ، گولڈ مارکیٹ ، منی ایکسچینجرز ، منشیات فروشوں ، لینڈ مافیاز ، منی لانڈرز ، صحافیوں ، جوئے کے اڈوں ، پیشہ ور قاتلوں ، نامی گرامی پیروں اور مزاروں ، ٹرانسپورٹروں ، بڑے اسپتالوں ، بڑے شاپنگ مالز، بڑے برانڈز، ٹی وی چینلز ، ایف آئ اے ، آئ بی ، ضلعی انتظامیہ ، پولیس ، رینجرز ، نامی گرامی وکلا ، ججوں ، مذھبی فرقہ پرست گروھوں ، غیر ملکی سفارت خانوں، پیشہ ور کال گرلز ، با قاعدہ ڈکلیئرڈ اور پوشیدہ غیر ملکی جاسوسوں ، اسمگلروں ، بڑے تعلیمی اداروں وغیرہ کے بارے میں تفصیلی بریفنگ اور ریکارڈ ڈی جی سی کے لیۓ دستیاب ھوتا ھے ۔
کون کیا کرتا ھے کہاں آتا جاتا ھے ،کون کس کس سے کتنے پیسے لیتا اور دیتا ھے ، کیا کھاتا اور کیا پیتا ھے کون کون سے شوق رکھتا ھے کس کس نے کتنی عورتیں پالی ھوئ ھیں کس کس کے گھروں خواب گاھوں باتھ روموں میں خفیہ کیمرے اور وائس ڈیواسز لگی ھیں مذید کہاں کہاں لگانی ھیں ، لاکھوں تصاویر اور وائس ریکارڈنگز وغیرہ ۔ اس کے علاوہ فنڈز کہاں کہاں سے جنریٹ ھوتے ھیں جو آئ ایس آئ کے مختلف آپریشنز میں استعمال ھوتے ھیں پورے ملک میں کون کون سا بندہ اپنی کرسی سے کتنے پیسے پیدا کررھا ھے کہاں لگا رھا ھے کس کے بچے کس ادارے میں پڑھ رھے ھیں ، کس کس پاکستانی افسر کے پاس دھری شہریت ھے ، کون سا افسر اندرون

ملک اور بیرون ملک سرمایہ کاری کر رہا ھے کس افسر کو کہاں لگوا کر بڑے بڑے کا م کروانا ھے کس چھوٹی تنظیم کو فنڈنگ کروا کر راتوں رات بڑا بنا کر اپنے کام کا بنانا ھے ، بڑے تاجروں زمینداروں کی مکمل ہسٹری شیٹ ڈی جی سی کے فنگر ٹپ پر ہوتی ھے ۔ ڈی جی سی بذات خود کسی کو فون کرکے کسی کام کا کہہ دے تو وہ بندہ خوشی سے ایسا نہال ھو جاتا کہ گویا آسمان اس سے مخاطب ھوا ھو ۔ یہ تو انتہائ مختصر تعارف ھم نے کرایا ھے تفصیل بتانے کے لیئے تو کم ازکم دو ہزار صفحات کی کتاب کی ضرورت پڑے گی یہ الگ بات ھے کہ یہ کتاب پاکستان کی تاریخ کی بیسٹ سیلر کتاب بن جائے گی لیکن ھم کو بیرون ملک فرار ھونا پڑے گا جو فی الحا ل ھم نہی چاہتے ۔ غرض یہ کہ ڈی جی سی بہت بڑی توپ چیز ھوتا ھے ۔
جنرل فیض حمید سے پہلے بھی ایک ایسے ڈی جی سی رھے جنھوں نے کافی تگڑم بازی کی لیکن ان کا کوئ ذاتی ایجنڈا نہی تھا وہ میجر جنرل سید احتشام ضمیر تھے جنھوں نے جنرل پرویز مشرف کے لیئے 2002 کے عام انتخابات کے لیئے نواز لیگ توڑ کر مسلم لیگ ق بنوائ ساتھ ھی پیپلز پارٹی کا ایک نیا دھڑا پی پی پی پیٹریاٹ کے نام سے کھڑا کر دیا ۔

اب ھم گذشتہ دس سالوں کا احاطہ کریں گے ورنہ یہ داستان کھبی ختم نہی ھوگی ۔ اب ذکر خیر شروع ھوتا ھے 29 نومبر 2016 سے جب وزیر اعظم میاں نواز شریف نے تین سینئر جرنیلوں کو نظر انداز کر کے نسبتا جونئیر لیفٹنٹ جنرل قمر جاوید باجوہ کو پروموٹ کر کے فور اسٹار جنرل بنا کر آرمی چیف نامزد کر دیا ، باجوہ اس سے پہلے راولپنڈی کور کو کمانڈ کر چکے تھے اور ماضی میں لیفٹنٹ کرنل اور بریگیڈئیر کی حیثیت سے راولپنڈی کور میں کئ سال گذار چکے تھے اور آرمی چیف بننے کی تقریبا تمام شرائط پر پورے بھی اترتے تھے کہ آرمی چیف بننے سے پہلے جی ایچ کیو میں پرنسپل اسٹاف آفیسر بھی تھے ۔ آرمی چیف بننے کے فورا بعد جنرل باجوہ نے اپنے پسندیدہ افسروں کی ٹیم بنائ سب سے اھم پوسٹنگ میجر جنرل فیض حمید کی تھی جنکو آئ ایس آئ میں ڈی جی سی لگا دیا گیا ۔ جب جنرل باجوہ 2015-2103 کور کمانڈر راولپنڈی تھے تو فیض حمید جو اس وقت بریگیڈئیر تھے جنرل باجوہ کے چیف آف اسٹاف رھے اور اس دوران وہ جنرل باجوہ کے قابل اعتماد افسر ثابت ھوۓ ۔ جنرل باجوہ نے آرمی چیف کا آفس سنبھالتے ھی میجر جنرل فیض حمید کو آئ ایس آئ میں طلب کر لیا جو اس وقت پنوں عاقل میں ڈویژن کمانڈ کر رھے تھے ۔ فیض حمید نے آب پارہ میں جب ڈی جی سی کی بریفنگز لیں تو ان پر ایک نئ دنیا کا انکشاف ھوا کیونکہ اس سے پہلے فیض حمید کسی انٹیلی جنس پوسٹنگ پر نہی رھے تھے ۔
جنرل باجوہ بھی اپنے پورے کیرئیر میں کھبی بھی انٹیلی جنس پوسٹنگ پر نہی رھے تھے ۔
میجر جنرل فیض حمید نے جنرل باجوہ کو اے ٹو زیڈ وہ ساری کہانیاں سنا دی جو انکو آئ ایس آئ بریفنگز میں ملی تھیں ۔ فیض حمید کو پراجیکٹ عمران وراثت میں ملا تھا

اس وقت پراجیکٹ عمران کے انچارج کرنل واجد عزیز تھے جو آج کل یعنی 2025 میں ڈی جی ایم آئ ھیں ۔ جنرل فیض حمید نے پراجیکٹ عمران اپنے ھاتھ میں لے لیا ۔
جنرل فیض حمید کے علم میں لایا گیا کہ عمران خان ایک روحانی خاتون شخصیت سے متاثر ھیں اور کھبی کھبی ان خاتون سے ملنے جاتے ھیں ۔ جنرل فیض حمید نے عمران خان کے ایک قریبی ساتھی کے ذریعے اس روحانی خاتون شخصیت سے رابطہ کیا اور ایک بہت طویل ملاقات کی جس کی تفصیلات کھبی کسی کے علم میں نہی آئیں بس لوگ اندازے ھی لگا رھے ھیں ۔ اس کے بعد پے درپے ملاقاتیں ھوئیں لیکن تفصیل کسی کے علم میں نہی آئیں ۔ صرف یہ معلوم ھوا ھے کہ 2017 میں تقریبا سولہ مرتبہ جنرل فیض حمید اور ان روحانی خاتون شخصیت کی ون آن ون ملاقاتیں ھوئیں ۔ ان ملاقاتوں کے بارے میں لوگ صرف اندازے ھی لگاتے ھیں کہ ان میں کیا کیا طے پایا تھا البتہ ایک طویل ملاقات 16 جون 2017 کو جنرل فیض حمید اور عمران خان کے درمیان ڈاکٹر عارف علوی کے گھر میں ھوئ یہ بھی ون آن ون ملاقات رھی صرف ڈنر میں ڈاکٹرعارف علوی بھی شریک تھے۔ ان تمام ملاقاتوں سے جنرل باجوہ با خبر تھے یا نہی تھے اسکا علم کسی انسان کو نہی ھے۔
وہ بڑا ھنگامہ خیز سال تھا 28 جولائ 2017 کو سپریم کورٹ نے پانامہ پیپرز کیس میں وزیر اعظم نواز شریف کو نااھل قرار دے کر انکی حکومت ختم کر دی ۔ جس پر نواز شریف آج بھی پوچھتے پھرتے ھیں کہ مجھے کیوں نکالا ؟

پھر آگیا فروری 2018 جس کی 18 تاریخ کو عمران خان اور روحانی خاتون بشری بی بی کا نکاح کا اعلان ھوا جو بڑی ھلچل مچا گیا ۔
پھر 2018 کے انتخابات 25 جولائ کو ھوۓ جس میں عمران خان کی تحریک انصاف 117 سیٹیں جیت کر سب سے بڑی پارٹی بن کر سامنے آئ۔ 2018 کے عام انتخابات میں بھی کافی دھاندلی ھوئ لیکن یہ دھاندلی تحریک انصاف کے خلاف تھی کہ اس کے چالیس سے زیادہ امیدواروں کو نتائج تبدیل کر کے ہروایا گیا ! کوئ بھی کہہ سکتا ھے کہ عجیب بات کی ھے آپ نے تو جناب اس وقت کی فوجی اسٹیبلشمنٹ تحریک انصاف کو واضح اکثریت سے جیتنے نہی دینا چاہتی تھی وہ چاہتی تھی کہ عمران خان ھمیشہ فوجی بیساکھی کے محتاج رھیں اور وقت نے ثابت بھی کیا کہ عمران خان حکومت ھمہ وقت جنرل باجوہ اور جنرل فیض حمید کی نظر کرم کی محتاج رھی ۔ تحریک انصاف اسمبلی میں بڑی جماعت تو تھی لیکن حکومت سازی کی منزل ابھی دور تھی ۔ پھر حرکت میں آۓ میجر جنرل فیض حمید اور ق لیگ ، ایم کیو ایم ، باپ پارٹی سمیت دو درجن سے زائد آزاد اراکین وغیرہ کو گدی سے پکڑ کرمیجر جنرل فیض حمید نے بنی گالہ عمران خان کے قدموں میں ڈال دیا ، یوں عمران خان سادہ اکثریت سے وزیر اعظم بنا دیۓ گۓ ۔
جب اسمبلی میں اعتماد کا ووٹ لینے کا مرحلہ آیا تو عمران خان 178 ووٹ لے کر باقائدہ وزیراعظم بنا دیۓ گۓ ممکن ھے کچھ قارئین کے مزاج پر " وزیر اعظم بنا دیۓ

گئے " گراں گزرے لیکن حقیقت یہی ھے - 60 اراکین اسمبلی جن کا تعلق الگ الگ جماعتوں سے تھا جن میں دو درجن سے زیادہ آزاد اراکین تھے کو عمران خان کی حمایت کرنے پر آمادہ کرنے کے میجر جنرل فیض حمید نے کس کس قسم کی چھلانگیں لگائ ھوں گی یہ تو وھی بتا سکتے ھیں البتہ یہ معلوم ھو سکا ھے کہ آئ ایس آئ کے چار بریگیڈئیرز اور چار سیکٹر کمانڈرز دن رات کام کرتے رھے اور چوبیس گھنٹے فیض حمید کی ہاٹ لائن بجتی ھی رھتی تھی -

میجر جنرل فیض حمید کو اس کارنامے کو انجام دینے پر انعام کے طور پر اپریل 2019 میں ترقی دے کر لیفٹنٹ جنرل بنا دیا گیا اور جی ایچ کیؤ میں ایڈجوٹنٹ جنرل تعینات کر دیا گیا جی ایچ کیؤ میں پوسٹنگ کا مطلب ھوتا ھے کہ بندہ آرمی چیف بننے کی پہلی سیڑھی کو پار کر لیتا ھے - اب فیض حمید لیفٹنٹ جنرل بن چکے تھے انھوں نے صرف تین ماہ جی ایچ کیؤ میں گزارے اور جنرل باجوہ نے انکو لیفٹنٹ جنرل عاصم منیر کی جگہ 17 جون 2019 ڈی جی آئ ایس آئ تعینات کر دیا - جبکہ لیفٹنٹ جنرل عاصم منیر کو گوجرانوالہ کور کا کمانڈر پوسٹنگ کر دی گئ جہاں عاصم منیر نے اکتوبر 2021 تک کور کمانڈ کی وھاں سے عاصم منیر کو جی ایچ کیؤ میں کوارٹر ماسٹر جنرل تعینات کیا گیا - خیر یہ ذکر تو برسبیل تذکرہ آگیا -
ھمارا موضوع فی الحا ل جنرل فیض حمید ھیں - جب فیض حمید نے ڈی جی آئ کا عہدہ سنھبالا تو تو آرمی چیف جنرل باجوہ کی ریٹائرمنٹ میں صرف پانچ ماہ اور بارہ دن باقی تھے-

اب شروع ھوتا نیا ڈرامہ کیونکہ عمران خان جنرل باجوہ کی ریٹائرمنٹ کے بعد نومبر 2019 میں نیا آرمی چیف بنانا چاہتے تھے ، کیوں چاہتے تھے کس کا دباؤ یا فرمائش تھی یہ بات آگے بیان کروں گا - مسئلہ یہ آرھا تھا کہ آرمی چیف بننے کے لیئے لازمی ھوتا ھے کہ بندے نے کور کمانڈ کی ھو جو کہ فیض حمید نے نہی کی تھی اور جی ایچ کیؤ میں بھی صرف تین ماہ ھی اسٹاف افسر رھے تو فیض حمید تو آرمی چیف کے لیئے اس وقت موزوں ھی نہی تھے تو جنرل باجوہ ، جنرل فیض حمید اور عمران خان میں فیصلہ یہ ھوا کہ کسی نئے آرمی چیف کا رسک لینے کی بجائے جنرل باجوہ کو ایکسٹینشن دی جائے -

جنرل باجوہ کی خوبی سمجھی جائے یا خامی کہ وہ ھفتے میں دو تین بار شام کو صحافیوں ، رنگ برنگے اینکرز وغیرہ کی محفل سجاتے تھے چونکہ جنرل باجوہ حد سے زیادہ بولنے کی نفسیاتی بیماری کا شکار تھے اس لیئے جنرل فیض حمید کی فراھم کردہ ڈس انفارمیشنز کو بلا جھجک ان لوگوں سے شیئر کرتے ھے آپ اندازہ لگا سکتے کہ آرمی چیف کوئ بات کرتا ھے تو اس کی بات تو سب ھی بہت سنجیدگی سے لیتے ھیں- جنرل باجوہ ملنے والوں کو بتاتے تھے کہ انھوں نے کس طرح عمران خان کو

اقتدار میں لانے کی راہ ہموار کی ، عمران خان میں کوئ صلاحیت نہی ھے اس لیئے انھوں نے مختلف ٹیکنو کریٹس کو عمران خان حکومت میں داخل کروایا ھے ، عمران خان تو کسی سے پیسے بھی نہی مانگ سکتا مجھے سعودیوں ، دبئ اور ابو ظہبی والوں سے ، چین سے ڈالر مانگنے جانا پڑتا ھے ، عمران خان جادو کے زیر اثر ھے وغیرہ وغیرہ ۔ منہ سے نکلی بات تو مائل بہ پرواز ھو ھی جاتی ھے یہ باتیں بھی عمران خان تک پہنچ جاتی تھیں بلکہ خاتون اول بشری بی بی صاحبہ تک بھی پہنچ جاتی تھیں۔

جنرل باجوہ کو عمران خان حکومت نے تین سال کی توسیع دینی چاھی تو سپریم کورٹ نے زبردستی کا آئینی اڑنگا لگا دیا ۔ اس موقع پر جنرل فیض حمید نے ایک بار پی پی پی اور مسلم لیگ ن کے اراکین پارلیمنٹ کو رسیوں سے باندھ کر پارلیمنٹ لا کر جنرل باجوہ کی توسیع کا بل پاس کروایا ۔ یوں جنرل باجوہ کو 2019 میں مزید تین سال کی توسیع مل گئ جس پر سپریم کورٹ اور پارلیمنٹ کے مہر بھی ثبت تھی ۔
اب نیا کھیل شروع ھو گیا عمران خان جنرل فیض حمید کو راولپنڈی کا کور کمانڈر بنانا چاہتے تھے تاکہ جنرل فیض حمید آرمی چیف بننے کی لازمی شرط یعنی کور کی کمان پوری کر سکیں اور جب جنرل باجوہ 2022 میں ریٹائر ھوں تو فیض حمید کو آرمی چیف بنا دیا جائے ۔ بظاھر تو بات لوجیکل تھی لیکن جنرل باجوہ کو پسند نہی آئ کیونکہ فوج میں یہ بات پھیل رھی تھی کہ جنرل فیض حمید اگلے آرمی چیف ھوں گے جس سے فوج میں جنرل فیض حمید مرکز نگاہ بن رھے تھے اس سے جنرل باجوہ کی انا کو زبردست ٹھیس پہنچی ظاھر ھے کہ کوئ بھی آرمی چیف نہی چاہتا کہ اس کے علاوہ کوئ اور بھی مرکز نگاہ ھو، جلتی پر تیل کا کام یہ ھوا لوگوں نے جنرل باجوہ کو تین سال کی ایکسٹینشن کے ساتھ ساتھ جنرل فیض حمید کی آئندہ آرمی چیف کی حیثیت سے انتخاب پر مبارکبادیں دینا شروع کر دی حتی کہ سعودی سفیر نے جنرل باجوہ سے کہا کہ آپ کے بعد آپ کا خاص بندہ آرمی چیف بن جائے گا ، کئ غیر ملکی سفرا جنرل باجوہ کی بجائے جنرل فیض حمید سے ملاقات کے خواہش مند تھے ان تمام باتوں سے جنرل باجوہ کو اپنی توہین کا احساس ھونے لگا۔

عمران خان نے جنرل باجوہ سے کہا کہ جنرل فیض کو دو سال کے لیئے کور کمانڈ کرنے دی جائے پھر واپس آئ ایس آئ میں لے آئیں گے ۔ یہ ساری فرمائشی پروگرام جنرل فیض حمید کا تھا جوعمران خان تک کسی مضبوط ذریعے سے پہنچایا جاتا تھا ۔ اب جنرل باجوہ سمجھ چکے تھے کہ جنرل فیض حمید کی " مطلق فوجی طاقت " کے حصول کی آرزو کی ڈور کس پراسرار شخصیت کے قبصے میں ھے اور جنرل فیض حمید کس ذریعے سے عمران خان پر دباؤ ڈلوا کر کور کمانڈ کرنا چاہتے ھیں تو جنرل باجوہ نے وزیر اعظم عمران خان کو بریفنگ کے نام پر جی ایچ کیو آنے کی دعوت دی اور اس روز تاریخ تھی 24 اپریل 2020 ۔ بھارت ، افغانستان ، ایران کے بارے میں بریفنگ تھی اور دو درجن سے زیادہ وردی پوش کور کمانڈرز ، پرنسپل اسٹاف آفیسرز

وہاں موجود تھے سویلئین کپڑوں میں صرف عمران خان اور آئ ایس آئ چیف لیفٹنٹ جنرل فیض حمید تھے ۔ وہاں عمران خان کو بڑے نرم انداز میں سمجھا دیا گیا کہ جی ایچ کیؤ اپنے اندرونی معاملات ٹرانسفرز اور پوسٹنگز میں کسی بھی قسم کی مداخلت برداشت نہی کرے گا ۔ یہ عمران خان کا 29 اگست 2018 کے بعد پہلا دورہ تھا ۔
کرونا کی وبا اپنی تباہ کاریاں پھیلا رھی تھی پاکستان میں توکیا پوری دنیا میں موت اپنے پر پھیلائے ناچ رھی تھی ، کاروبار انڈسٹری سیاست سب ماسک کے پیچھے غائب ہو چکا تھا ۔ پاکستان میں ہر قسم کی سیاست 2020 میں صفر ہو گئ تھی ہر ایک کو اپنی جان بچانے کی پڑی تھی لوگ گھروں میں چھپ گئے تھے ۔
پھر آگیا 2021 پاکستان میں آہستہ آہستہ شیطانی سیاست نے دوبارہ سانس لینا شروع کر دیا تھا ۔ عمران خان کی حکومت ڈیلئور نہی کر پا رھی تھی پاکستان کے پاور بیس پنجاب میں کرپشن کا ایک نیا ماڈل تو 2019 میں ھی متعارف ھوچکا تھا لیکن اس ماڈل کو بوسٹ ملا 2021 میں کہ پنجاب میں پوسٹنگز ٹرانسفرز میں بڑے لمبے پیسے چلنے لگے اور اس کی موجد تھیں تین سے چار ناموں والی ایک خاتون جن کو خاتون اول صاحبہ کی خاص الخاص کہا جاتا تھا ۔ پنجاب میں پوسٹنگز ٹرانسفرز شریف خاندان کے ہر حکمران کے دور میں بھرپور طریقے سے ھوتے تھے ، مشرف دور میں چوھدری پرویز الہی بھی اس کام میں ماھر تھے لیکن شریف خاندان اور چودھری خاندان سرکاری افسروں کی پوسٹنگز اور ٹرانسفرز کے ذریعے ان سرکاری افسروں کی وفاداریاں خریدتا تھا ۔ مال پانی وہ حکومتیں بڑے بڑے پروجیکٹس میں بناتی تھیں لیکن عمران خان کے دور میں تو ترقیاتی کام تقریبا بند تھے تو مال پانی بنانے کا دھندہ بھی ٹھنڈا پڑا تھا اس لیئے ضرورت ایجاد کی ماں والے فارمولے پر عمل کرتے ھوئے جدید کرپشن کی موجد کئ ناموں والی خاتون نے فاسٹ ٹریک فارمولے پر کام شروع کیا اور بیس سے چالیس کروڑ کے عیوض پنجاب میں پٹواری سے لے کر ڈپٹی کمشنرز اور ایس ایچ او سے لے کر ڈی پی او تک کی پوسٹنگز کیں ، کسی کو بھی نہی بخشا گیا ۔ چیف منسٹر پنجاب روزآنہ درجنوں پوسٹنگز فائلز پر دستخط کرتے تھے ، سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کا پورا محکمہ روزآنہ درجنوں پوسٹنگز ٹرانسفرز فائلز تیار کرتا تھا اور سیکریٹری سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن روزآنہ وہ درجنوں پوسٹنگز فائلیں لے کر صبح سویرے چیف منسٹر پنجاب کے دفتر میں خاتون صاحبہ کے روبرو حاضر ھوتا تھا اور چیف منسٹر عثمان بزدار لنچ سے پہلے پہلے تمام فائلز پر اپنی چڑیا بٹھا چکے ھوتے تھے کسی کو بھی اس کام میں دخل اندازی تو چھوڑیں سوچنے تک کی اجازت نہی تھی۔ محتاط اندازے کے مطابق کم از کم سو سے زائد سرکاری افراد اس کام میں خاتون صاحبہ کے مددگار تھے جو ڈیل کروانے میں دن رات مصروف رہ کر خود بھی بڑا مال پانی کما رھے تھے ، اس کے علاوہ پولیس میں بے تحاشہ بیٹرز مصروف عمل تھے ایس ایچ اوز اپنے نا پسندیدہ افسران کو کھڈے لائن لگوانے کی کھلے عام دھمکیاں دیتے تھے ایسے درجنوں واقعات ھوئے کہ ایس ایچ اوز نے ڈی پی اوز کی معطلی یا ٹرانسفر کے لیئے بیس بیس کروڑ روپے دیئے اور پٹواریوں نے تحصیل داروں کی معطلی کے لیئے پول کر کے دو

دو ارب روپے دیئے ۔ کام بڑے سائنٹیفک انداز میں ہو رہا تھا ۔ ایسا نہی تھا کہ سارا پیسہ خاتون صاحبہ کی جیب میں جاتا تھا لیکن اسی فیصد مال خاتون صاحبہ کی نذر ہو جاتا تھا صرف پبنجاب میں محتاط اندازے کے مطابق 2021 میں گریڈ اٹھارہ سے اوپر ساڑھے چھ سو بڑی پوسٹنگز اور ٹرانسفرر ہوئے اس سے نیچے ایس ایچ او، پٹواری ، گرداور، تحصیل داروں وغیرہ کی تعداد تو کئ ہزار تک جا پہنچتی ھے اور اصل پیسہ ان ھی سے کمایا گیا ۔
2021 میں پنجاب کے 41 اضلاع اور 156 تحصیلیں تھیں اور ان میں ہزاروں پٹواری، گرداور، نائب تحصیل دار ، تحصیل دار ، افسر مال گریڈ گیارہ سے سولہ سترہ تک کے اہلکاروں سے خاتون صاحبہ نے اتنے پیسے کمائے کہ کئ بڑے سوٹ کیس ڈالروں سے بھرے ہوئے عمران خان کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش ہونے سے ایک ھفتہ قبل ایک خصوصی طیارے سے پہلے دبئ اور پھر امریکہ خاتون صاحبہ کے ھمراہ کھبی واپس نہ آنے کا عزم کرتے ہوئے عازم سفر ہوئے اور اب تو خاتون صاحبہ یعنی فرح گوگی پاکستان سے جانے والے کوئ کال تک سننے کی روادار نہی ھیں سننے میں آرھا ھے کہ خاتون صاحبہ فرح گوگی نے کئ بڑی کمپنیوں کے شیئرز کے علاوہ دو عدد بڑے شاپنگ مالز میسا چوسٹس میں خریدے ھیں اور کاروں کے لیئے لیتھئم بیٹریاں بنانے والی ایک بڑی کمپنی میں ڈیڑھ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری بھی کی ھے ۔
سابق خاتون اول بشری بی بی صاحبہ کے صاحبزادے ابراھیم مانیکا نےنومبر 2022 میں دبئ جا کر فرح گوگی سے بڑی مشکل سے ملاقات کی اور اپنے حصے کی رقم کا مطالبہ کیا تو فرح گوگی نے آگے سے جواب دیا کہ توشہ خانے کی جو چیزیں تم نے ، زلفی چکنے اور شہزاد اکبر نے کروڑوں ڈالرز میں بیچی تھیں تو مجھے ایک بھی ڈالر نہی دیا اور نہ میں نے مانگا تو اب کیوں بھک منگوں کی طرح پیسے مانگنے آگیا ھے ؟

2021 کا سال جنرل باجوہ اور وزیر اعظم عمران خان کے درمیان کافی ٹینشن کا سال رھا اسکی وجہ جنرل باجوہ کے مطابق جنرل فیض حمید کی Immense Power کی خواہش تھی جس کو خاتون اول بڑھاوا دیتی رہتی تھیں ۔ جنرل باجوہ بھی متبادل کا سوچنے پر مجبور ہوتے جا رہے تھے ۔
جنرل باجوہ کے خیال میں پراجیکٹ عمران کو لپیٹنے کا وقت آ گیا تھا کہ عمران خان مسائل کا حل نہی بلکہ خود بہت بڑا مسئلہ بن چکے ھیں ۔
جنرل باجوہ نے پہلے مرحلے پر عمران خان حکومت اور جنرل فیض حمید سے فاصلہ اختیار کیا جنرل باجوہ اگلے سال خود بھی سیف ایگزٹ چاہتے تھے ان کے اپنے مالی معاملات پر باتیں شروع ہو گئیں تھیں جنرل باجوہ کے معاملات کو جنرل فیض حمید ہوا دے رہے تھے . جنرل باجوہ کے خیال میں سخت جارحانہ مزاج والے جنرل فیض حمید اقتدار کے بساط پر ایک ایسا عفریت بن چکے تھے جس کو قابو نہ کیا گیا تو پاکستانی فوج مسائل کا شکار ہو کر " فیض حمید آرمی " بن کر رہ جائے گی ۔ جنرل باجوہ نے جنرل فیض حمید اور عمران خان کا متبادل ڈھونڈنا شروع کیا تو فیض حمید کے متبادل

تو نصف درجن کے قریب فوج میں موجود تھے لیکن عمران خان کا متبادل کوئ نہی تھا
۔ عمران خان کے متبادل کی تلاش شروع ھوئ تو پتا چلا کہ شریف خاندان کے علاوہ
کوئ نہی تھا لیکن شریف خاندان میں سے نواز شریف پر جی ایچ کیؤ راضی نہی تھا اور
شہباز شریف اپنی نصف درجن بیماریوں اور بیویوں میں پھنسے ھوۓ تھے اسکے علاوہ
نواز شریف کھبی بھی شہباز شریف کو وزیراعظم بنوانے کے روادار نہی رھے وہ اس
آفر کو اپنے خلاف فوج کی سازش گردانتے رھے ۔ خیر جنرل باجوہ نے سب سے پہلے
جنرل فیض حمید کا پتا صاف کیا اور 19 نومبر 2021 کو کور کمانڈر پشاور بنا کر اپنی
جان چھڑوائ اور خود کو نیوٹرل قرار دے دیا جنرل فیض حمید وھاں 8 اگست 2022
تک رھے اسی دوران عمران خان کا دھڑن تختہ ھو گیا ۔ عمران خان نے اپنی ساکھ
کھوتی ھوئ غیر مقبول حکومت بچانے کے لیئے جنرل باجوہ کے گوڈے گٹے تک پکڑ
لیئے کہا جاتا ھے کہ عمران خان نے جنرل باجوہ کو تا حیات ایکسٹینشن کی آفر تک کر
ڈالی لیکن جنرل باجوہ نے ایک نہ سنی تو عمران خان نے امریکن سائفر کا سہارا لیا اور
جنرل باجوہ کو امریکی غلام ، میر جعفر میر صادق تک کہا یہ تک کہا جانے لگا کہ
نیوٹرل تو گدھی ھوتی ھے ۔

جنرل فیض حمید کی جگہ کراچی کور V کے کمانڈر لیفٹننٹ جنرل ندیم انجم کو ڈی جی
آئ ایس آئ مقرر کیا گیا ، جنرل ندیم انجم کھبی انٹیلیجنس پوسٹنگ پر نہی رھے اور
کراچی کور کمانڈ ر بھی بمشکل ایک سال ھی رھے ھوں گے جنرل ندیم انجم کے کچھ
اور ھی شوق تھے دو عدد جھگڑالو بیویوں اور کئ گرل فرینڈز میں رلتے رہتے تھے ،
جنرل ندیم انجم کے بارے میں ملٹری انٹیل یہ تھی کہ انتہائ غیر سیاسی ھیں اور بس
اپنے شوق میں مگن رہتے ھیں ۔ جنرل باجوہ کو ایسا ھی بیبا آئ ایس آئ چیف چاہیئے تھا
لیکن مسئلہ یہ تھا کہ آئ ایس آئ چیف کی اپائنٹمنٹ وزیر اعظم کرتا تھا ۔ عمران خان نے
بہت ان فن کی اور ایک ھفتے تک نوٹیفیکیشن نہی کیا لیکن جب صدر عارف علوی کی
مداخلت پر دونوں کی ون آن ون ملاقات ھوئ تو جنرل ندیم انجم نے بڑی دیر تک عمران
خان کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں سے تھامے رکھا اور اپنی تابعداری کا یقین دلایا تو پھر
عمران خان نے جنرل ندیم انجم کا نوٹیفیکیشن 20 نومبر 2021 کی تاریخ سے دستخط
کر دیا ۔ جنرل ندیم انجم کی خوبی یہ تھی کہ وہ ھر بات پر سر ہلاتے رہتے تھے ان کے
حواس پر گذشتہ رات کے اثرات اگلے پورے دن چھاۓ رھتے تھے۔
اب آگیا 2022 جنرل باجوہ ھر ایک سے کہتے پھر رھے تھے بلکہ نیند میں بھی زور
زور سے بڑبڑاتے تھے میں نیوٹرل ھوں ، میں نیوٹرل ھوں ۔ عمران خان کی حکومت تو
ناکام ھو چکی تھی جنرل فیض حمید پشاور کور کمانڈ کرنے جا چکے تھے عمران خان
کے اتحادی پرواز کے لیئے تیار تھے صرف اشارے کی دیر تھی عمران خان کی حکومت
بچانے کی بہت لوگوں نے کوششیں کیں لیکن جنرل باجوہ نے کانوں پر مفلر لپیٹ رکھا
تھا ۔ بہرحال عمران خان کے خلاف 8 مارچ 2022 کو عدم اعتماد کی تحریک پیش ھوئ
جو مختلف اقسام کی آئینی اور عدالتی مضحکہ خیز قلابازیوں کے بعد 10 اپریل 2025

کو قومی اسمبلی میں 174 ووٹوں سے کامیاب ہو گئ اس سے قبل جنرل باجوہ کے حکم پر ٹرپل ون بریگیڈ نے گن پوائنٹ پر ججوں کو اٹھا کر رات بارہ بجے سپریم کورٹ کھول کر صدر عارف علوی کے قومی اسمبلی ختم کرنے کے فیصلے کو معطل کر وا دیا۔ کہنے والے کہتے ھیں کہ فروری 2022 کے شروع میں ھی پشاور سے جنرل فیض حمید نے عمران خان کو اسمبلی توڑنے کا واضح مشورہ دیا تھا کہ جنرل باجوہ پر بازی پلٹنے کا بہترین موقع ھے کہ وزیر اعظم عمران خان آئینی حق استعمال کرتے ھوئے صدر پاکستان سے قومی اسمبلی تحلیل کرنے کا کہیں تو اسمبلی ختم ہو جائے گی اور عمران خان اس نعرے کے ساتھ نئے الیکشنز میں میدان میں آ جائیں گے کہ جی اتحادی حکومت تھی ، جرنیل مجھے کام کرنے کا موقع ھی نہی دے رہے تھے قوم مجھے واضح اکثریت دے تو میں اگلی ٹرم میں پوری طرح کام کر سکوں گا ۔ لیکن عمران خان نے جنرل فیض حمید کی بات نہی مانی اور پر اسرار وجوھات کی بنیاد پر پے درپے خطرناک سیاسی حماقتیں کر کر کے جیل آ پہنچے ۔

اب واپس جنرل باجوہ اور جنرل فیض حمید کی کہانی کی جانب چلتے ھیں ، جنرل باجوہ نے جنرل فیض حمید کو پشاور کور کی کمانڈ کا ایک سال بھی پورا نہی ھونے دیا اور نو ماہ کے اندر 8 اگست 2022 کو بہاولپور کور کا کمانڈربنا کر تبادلہ کر دیا ۔ جنرل باجوہ اب دو خواھشات کے غلام بن چکے تھے پہلی اپنے لیئے مزید تین سال کی ایکسٹینشن دوسری جنرل فیض حمید کو کسی بھی کور میں ایک سال پورا نہ ھونے دینا تاکہ جنرل فیض حمید آرمی چیف بننے کی بنیادی شرائط پوری نہ کر سکیں ۔ نگراں حکومت جسکے وزیر اعظم شہباز شریف تھے جنرل باجوہ کو اپنی مکمل تابعداری کا یقین دلا چکے تھے جس پر آئ ایس آئ اور ایم آئ بھی جنرل باجوہ کو رپورٹ دے رھی تھیں کہ شہباز شریف جنرل باجوہ کو ایکسٹینشن دینے کے لیئے تیار ھے ۔
دوسری طرف جنرل باجوہ کو اپنے لیئے مصیبت سمجھتے ھوئے میاں نواز شریف جنرل باجوہ کو توسیع دینے کے لیئے ھر گز تیار نہی تھے ۔ لندن ایک بار سازش کا گڑھ بنا اور نواز شریف ، شہباز شریف ، مریم صفدر، خواجہ آصف ، اسحاق ڈار کے درمیان طویل صلاح مشورہ ھوا جس میں ڈی جی آئ ایس آئ لیفٹنٹ جنرل ندیم انجم خصوصی طور پر شریک ھوئے تاریخ تھی 28 ستمبر 2022 . اس میں نواز شریف خاموشی سے شرکا کی گفتگو سنتے رھے ، خواجہ آصف نے بتایا کہ وزیر اعظم شہباز شریف جنرل باجوہ کو چھ ماہ کی توسیع دینا چاہتے ھیں تاکہ وہ جی ایچ کیو کے تجویز کردہ عام انتخابات مارچ 2023 میں کروائیں اور پھر نئ حکومت آکر نیا آرمی چیف لگائے ۔ اس میٹنگ میں ڈی جی آئ جنرل ندیم انجم ایک نئے روپ میں نظر آئے اور انھوں نےشرکا کو بریفنگ دی کی جنرل باجوہ تین سال ایکسٹینشن نہی چاہتے بلکہ وہ صرف دو سال کی مزید مہلت چاہتے ھیں اور انتخابات 2024 میں کروانا چاہتے ھیں ۔ اس ساری کاروائ کو میاں نواز شریف خاموشی سے سن رھے تھے انھوں نے صرف یہ پوچھا کہ جنرل باجوہ کے بعد سینئر جرنیل کون کون ھیں جس پر ان کو سینیارٹی لسٹ بمعہ سب کی تفصیلات حوالے

کر دی گئ ۔ اس بات سے جنرل ندیم انجم سمجھ گئے کہ میاں نواز شریف اب جنرل باجوہ کو مزید ایکسٹینشن دینے پر تیار نہی ھیں اور بات جنرل ندیم انجم نے واپسی پر جنرل باجوہ کو اچھی طرح سمجھا دی کہ آپ اب الوداعی ملاقاتیں شروع کر دیں۔
اب Immense Power کے دوسرے خواہش مند یعنی جنرل باجوہ کا سورج غروب ہونے کو تھا ۔
یہ اندازہ لگانا بہت مشکل ھے کہ جنرل باجوہ اور جنرل فیض حمید میں سے ایکدوسرے کو کون لے ڈوبا ؟ همارے خیال میں مطلق فوجی اقتداراور طاقت کی آرزو ان دونوں کو لے ڈوبی ! ان دونوں میں ایک عادت مشترک تھی کہ یہ دونوں جرنیل ماضی میں فوجی امتحانات کے کورس کے علاوہ کوئ کتاب نہی پڑھتے تھے شاید ھی کوئ کتاب ھو جو ان دونوں نے پوری پڑھی ھو یہاں تک کہ جنرل باجوہ قومی اور بین الاقوامی اخبارات اور رسالے بھی نہیں پڑھتے تھے ان کا انحصار ایم آئ کے ناخواندہ حوالداروں کی معمول کی بریفنگ پر رہتا تھا ۔
سارے واقعات کا ذکر کروں تو یہ داستان ختم ھی نہی ھوگی ۔
بہرحال Immense Power کا خواب موجودہ آرمی چیف کو بھی آگیا اور لولی لنگڑی حکومت سے پے درپے خود کو فیلڈ مارشل اور اب چیف آف ڈیفینس فورسز بنوا کر کوئ تا حیات قسم کی ایکسٹینشن کی آرزو ھے ۔

کچھ دن قبل ایک دوست نے پوچھا تھا کہ آپ کی فیورٹ فوجی شخصیت کون ھے ؟
همارا جواب تھا کہ هماری فیورٹ فوجی شخصیات میں نئے پاکستان کے بعد جنرل ضیا الحق ، جنرل پرویز مشرف اور جنرل فیض حمید رھے ھیں ۔ وہ حضرت هماری شکل دیکھنے لگے اور گویا ھوئے کہ حضرت میں سمجھا نہی ۔۔ ھم نے کہا کہ ان فوجی جرنیلوں نے اپنے ادارے کے غیر انسانی ، غیر اخلاقی اور غیر جمہوری عزائم کو جس خوبصورتی سے ننگا کیا ھے اس وجہ سے ھم انکے عاشق ھیں اور اب ایسا لگ رھا ھے کہ همارے عشق کے سب سے اونچے پائیدان پر نئے نویلے چیف آف ڈیفنس فورسز فائز ھونے والے ھیں ۔

تاریخ کا سب سے بہترین سبق یہ ھے کہ تاریخ سے کوئ سبق نہی سیکھتا ۔

نصرت مہدی بھوپالی صاحبہ نے کیا خوب فرمایا ھے ---

عشق میں مجنوں و فرہاد نہیں ہونے کے
یہ نئے لوگ ہیں برباد نہیں ہونے کے

یہ جو دعوے ہیں محبت کے ابھی ہیں جاناں
اور دو چار برس بعد نہیں ہونے کے

کیا کہا توڑ کے لاؤ گے فلک سے تارے
دیکھو ان باتوں سے ہم شاد نہیں ہونے کے

نقش ہیں دل پہ مرے اب بھی تمہارے وعدے
خیر چھوڑو وہ تمہیں یاد نہیں ہونے کے

****

جنرل "جیاب" جو ویت نامی انقلابی رہنماؤں میں سے تھے نے ستر کی دہائی میں ایک عرب دارالحکومت کا دورہ کیا، جہاں فلسطینی "انقلابی" تنظیمیں موجود تھیں۔
وہاں جا کر اُس نے دیکھا کہ ان کے قائدین پرتعیش زندگی گزار رہے ہیں: جرمن گاڑیاں، کیوبا کے مہنگے سگار، اطالوی مہنگے جوتے ، انگلش سوٹ، اور فرانسیسی قیمتی خوشبوئیں۔
جب اس نے یہ سب اپنی ویت کانگ کے جنگلوں کی زندگی سے موازنہ کیا تو بے ساختہ ان سے کہا:
"آپ کی تحریک کبھی کامیاب نہیں ہوگی!"

انہوں نے پوچھا: "کیوں؟"
جنرل جیاب نے جواب دیا:
"کیونکہ انقلاب اور دولت اکٹھے نہیں رہ سکتے۔
وہ بغاوت جو شعور کے بغیر ہو دہشت گردی میں بدل جاتی ہے، اور وہ بغاوت جس پر مال و دولت برسائی جائے اس کے قائدین چور بن جاتے ہیں۔
اگر کوئی شخص انقلاب کا دعویٰ کرے مگر خود محلوں اور کوٹھیوں میں رہے، لذیذ کھانے کھائے، اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرے، جبکہ باقی عوام کیمپوں میں رہیں اور زندہ رہنے کے لیے بین الاقوامی امداد کے محتاج ہوں... تو سمجھ لو کہ وہ قیادت حقیقتاً انقلاب لانا ہی نہیں چاہتی۔
اور جس قیادت کو انقلاب کی کامیابی مطلوب ہی نہ ہو، اس کی تحریک کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔"

****

بوجھ تو اٹھانا ھی پڑے گا ۔۔

پاکستانی عوام کو سویلئن حکمران ڈنڈے ماریں یا فوجی حکمران اپنے بوٹوں سے لاتیں ماریں ۔۔ کیا فرق پڑتا ھے ۔ آئینی عدالتوں سے قبل پاکستانی عوام کواعلی عدالتیں حلوہ سوھن کھلا رھی تھیں ؟ شاید جو کئ دن سے ھر قسم کا میڈیا اور رنگ برنگے مداری اینکرز عدالتوں بارے آئینی ترامیم پر لن ترانیاں کر رھے ھیں ۔ ھر جرنیل شاھی فوجی آمریت نے ھر قسم کی من مانیاں کیں ھیں تو موجودہ فیلڈ مارشلی آمریت بھی کوئ نیا کام کر رھی ھے کیا ۔۔۔ وہ تو نوازشریف خاندان کو قدرت نے مزید رسوا کرنا تھا اس لیئے جنرل مشرف کا بس نہی چلا ورنہ بھٹو بننے میں کوئ کسرکم نہی رہ گئ تھی اور اب عمران خان اپنے دیوتاؤں کے ہاتھوں آہستہ آہستہ انجام کی جانب بڑہ رھے ھیں ۔۔ موجودہ صدر اور وزیراعظم اپنے اپنے خاندان کے ھمراہ فیلڈ مارشلی نظام کے سامنے حالت سجدہ میں پڑے ھوئے ھیں تو عمران خان آزاد ھو کرفیلڈ مارشلی نظام کے لیئے کون سا تیر مار لیں گے ۔!

اب ایک قصہ سنتے جائیے ۔۔۔

ایک دن ایک خرکار اپنے گدھوں پر بوجھ لاد کر جا رہا تھا۔اچانک دور سے اس نے دیکھا کہ ڈاکو آرہے ہیں۔ وہ گھبرا کر چلایا، "بھاگو بھاگو ! ڈاکو آرہے ہیں !" گدھوں میں ایک سیانا گدھا بھی تھا ، اس نے سادگی سے جواب دیا، "ہم کیوں بھاگیں؟ ہمیں تو بوجھ اٹھانا ہے، چاہے تیرا ہو یا ان ڈاکوؤں کا!"

یہ قصہ ان قوموں کے لیے ہے جو ظلم کے بوجھ تلے دب کر بھی سوچتی ہیں کہ غلامی میں کیا حرج ہے، آخر بوجھ تو وہی اٹھانا ہے! سویلئن کے لیئے ھو یا فوجی نظام کے لیئے ھو بوجھ سمیت ھر شئے تو اٹھانا ھی پڑے گی ۔۔

عرفان لکھنؤی نے خوب کہا ھے ۔۔

زمیں پر شور محشر روز و شب ہوتا ہی رہتا ہے
ہم اپنے گیت گائیں یہ تو سب ہوتا ہی رہتا ہے

یہ ہم نے بھی سنا ہے عالم اسباب ہے دنیا
یہاں پھر بھی بہت کچھ بے سبب ہوتا ہی رہتا ہے

تری خاطر کئی سچائیوں سے کٹ گئے رشتے
محبت میں تو یہ ترک نسب ہوتا ہی رہتا ہے

مسافر رات کو اس دشت میں بھی رک ہی جاتے ہیں
ہمارے دل میں بھی جشن طرب ہوتا ہی رہتا ہے

کوئی شے طشت میں ہم سر سے کم قیمت نہیں رکھتے
سو اکثر ہم سے نذرانہ طلب ہوتا ہی رہتا ہے

****

رمضان المبارک کا چاند بھی چیف آف ڈ یفینس فورسز فیلڈ مارشل سید عاصم منیر احمد شاہ کی وجہ سے فورا نظر آگیا ۔

دن تھا بدھ کا ، تاریخ تھی 18 فروری 2026 . پاکستان کے مقبول چینل اے آر وائی سے رویت حلال کمیٹی کا اجلاس دکھایا جا رہا ہے جس میں چاند کے اعلان کے ساتھ فیلڈ مارشل کی تعریف، بھارت کو دھمکی اور سیاسی گفتگو بھی ہورہی ہے۔
میرا علماء کرام کو ذاتی مشورہ ہے عاصم منیر کا نام جمعہ کے خطبہ میں بھی شامل کردیا جائے۔
جو عربی میں کچھ یوں ہو گا ۔

نَحْمَدُ اللهَ تَعَالَى وَنَشْكُرُهُ عَلَى أَنَّهُ مَنَّ عَلَيْنَا بِفِيلْدْمَارْشَل سَيِّد عَاصِم مُنِير أَحْمَد، الْحَكِيم كَأَمِير الْمُؤْمِنِينَ عُمَر الْفَارُوق، وَالشُّجَاع وَالْبَاسِل كَخَالِد بْن الْوَلِيد، وَبِأَنَّهُ أَنْعَمَ عَلَى إِقْلِيم بَنْجَاب بِحَاكِمَة كَرِيمَة، هِيَ الْمُحْتَرَمَة مَرْيَم نَوَاز، الَّتِي تَمْثُلُ فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالْعُلَمَاءِ الْكِرَام أَعْلَى مَنَازِلِ التَّقْدِير وَالاحْتِرَام.

ھم اللہ کے شکر گذار ھیں کہ اس نے امیرالمومنین عمرا لفاروق جیسا زیرک اور خالد بن ولید جیسا دلیر اور بہادر سپہ سالار فیلڈ مارشل سید عاصم منیر احمد ھم کو عطا فرمایا ھے اور وزیر اعلی پنجاب محترمہ مریم نواز جیسی سخی حکمران پنجاب کو عطا فرمائ ھے جو علما کرام کی انتہائ قددان ھیں ۔

****

آخر وفاق کیا چاہتا ھے ..

بلوچستان ٹرین ہائ جیک ، کاٹلنگ مردان میں ڈرون حملوں میں مویشی پال قبیلے کے عورتوں ،بچوں سمیت تیرہ افراد کی ھلاکت ، چولستان میں عجیب و غریب اور نا قابل فہم زرعی مقاصد کے منصوبوں کے لیئے دریائے سندھ سے چھ عدد نہریں نکال کر سندھ کا پانی ھڑپ کرنے کی سازش ، بلوچستان کے بعد خیبر پختوانخواہ کے قیمتی ترین معدنی وسائل پر غیر آئینی اور غیر قانونی قبضہ کرنے کے لیئے کسی پیچیدہ اور پوشیدہ جگہ پر تیار کیا جانے والا مائنز اینڈ منرلز بل کو بھونڈے طریقے سے خیبرپختونخواہ اسمبلی میں پیش کرنا ، خیبر پختونخواہ کے معدنی وسائل کے لیئے حصول کے آرمی چیف کی سربراھی میں برپا کی جانے والی بین الاقوامی انویسٹرز کانفرنس کا اسلام آباد میں ھونا اور اس میں خیبر پختونخواہ کی نمائندگی نہ ھونا اسکے علاوہ اور بہت سے نا قابل فہم واقعات کا وقوع پذیر ھونا اس طویل مضمون کا موجب بنا جو اپریل 2025 کے مہینے میں کئ اقساط میں قلمبند کئے گئے تھے ، یہ سات اقساط کی ایک سیریز ھے یہ سیریز ہزاروں افراد کی دل چسپی کا باعث بنی ، ان اقساط کو مئ 2025 میں یکجا کر کے پیش کیا جا رھا ھے لیکن قسط نمبر بھی ڈالا جا رھا ھے تا کہ ربط برقرار رھے ۔

ماضی میں ھونے والےکچھ تباہ کن بلنڈرز اور حالیہ واقعات کا آپس میں ربط بھی بیان کیا گیا ھے اور ان کے متوقع نتائج کا اندازہ لگایا گیا ھے ۔ تحریر میں کہیں تلخی ھے تو کہیں شگفتی ملے گی ، کوشش کی گئ ھے کہ دل آزاری نہ ھو لیکن حقائق تو بہرحال بیان ھی کیئے جانے چاہیئں۔

ابو حیان سعید
5 مئی 2025

آخر وفاق کیا چاہتا ھے ؟ قسط 1

پہلے گولڈ اور کاپر مائنز کے نام پر بلوچستا ن کو آگ و خون میں نہلایا ، پنجاب کے کسان سے گندم نہ خرید کر ظلم کیا اور پورے ملک کو گندم کے بحران میں مبتلا کرنے کی سازش ، طویل عرصے سے 80 فیصد ٹیکس دینے والے کراچی کو بجلی، گیس ، پانی کے شدید بحران میں جان بوجھ کر مبتلا رکھنا ، پھردریائے سندھ کے پانی پر کارپوریٹ فارمنگ کے نام پر قبضہ ، اوراب خیبرپختونخواہ مائنز اینڈ منرلز ایکٹ 2025 ،

ہوشیار خبردار ، بلوچستان کے بعد خیبرپختونخواہ کے قیمتی ترین معدنیات پر نظر بد --
خیبرپختونخواہ کے معدنیات لوٹنے کی تیاریاں ---
"خیبرپختونخواہ مائنز اینڈ منرلز ایکٹ 2025 کے نام سے
خیبر پختونخواہ اسمبلی میں جو منرل بل 4 اپریل 2025 کو پیش کیا گیا ہے ۔ یہ وھاں کے انتہائ قیمتی ترین معدنیات کو لوٹنے کی سازش ہے ۔ خیبر پختون خواہ کے قیمتی ترین قدرتی معدنی وسائل جن کی مالیت ہزاروں ارب ڈالر کی ہے اپ ذرا غور سے سنیے گا ، وھاں ہزاروں ارب ڈالر کے معدنی ذخائر ہیں اور جن کو قبضہ کرنے کے لیے خیبر پختونخواہ اسمبلی کے ذریعے پی ٹی آئ کے عقل سے بالکل فارغ ممبران اسمبلی نے جی ایچ کیو کے اشارے پرمائنز اینڈ منرلز بل پیش کیا گیا ہے اور اس میں ایسی ایسی دفعات ہیں جنکی رو سے ایسی اتھارٹی بنانے کی سازش ھے کہ اس منرل اتھارٹی کی اپنی وردی پوش فورس ھو گی اور اس منرل اتھارٹی کا ڈائریکٹر جنرل وفاق سے آ ئے گا، تو جناب جی ایچ کیو وفاقی حکومت کو موچڑے مار مار کر اس عہدے پر کسی لیفٹینٹ جنرل کو بٹھا دے گا اور وہ اپنی مرضی سے ان حد سے زیادہ نایاب قیمتی ترین معدنیات کے ساتھ کیا کرے گا ؟ کیا یہ بتانے کی بھی ضرورت ھے ! اس ڈائریکٹر جنرل کومن مانی کرنے سے کون روک سکے گا ؟ ۔ ایسے ھی خواب بلوچستان کے عوام کو دکھا کر سونے اور تانبے کے ذخائر کی لوٹ مار میں سے اپنا نقد کئ ارب ڈالر کمیشن وصول کر کے بین الاقوامی کمپنیوں کو بھگا دیا گیا جس کا اربوں ڈالر کا جرمانہ بین الاقومی عدالتوں میں قوم کو ادا کرنا پڑ رھا ھے ۔
اسی قسم کا کام اب خیبرپختونخواہ میں کرنے کی تیاری ھے ۔
اس تیار بل کو اسمبلی میں پیش کرنا خیبرپختونخواہ کے عوام کے ساتھ غداری ھے ۔
خیبرپختونخواہ کے عوام کو چاہیئے کہ اسمبلی کا گھیراؤ کر کے اس قسم کے کسی بھی پختونخواہ دشمن بل کو واپس کروایا جائے اور پی ٹی آئ ارکان اسمبلی سے استعفیٰ لیا جائے ۔
اس بل کی کاپی راقم کے پاس موجود ہے اگر کسی کو چاہیے تو رابطہ کر سکتا ہے ۔
ھمارا پھر یہی سوال ھے --
آخر وفاق کیا چاہتا ھے ؟

آخر وفاق کیا چاہتا ھے ؟ قسط 2 منرل ڈویلپمنٹ کا بخار :
پاکستان میں فارمی وزیر اعظم ھوں ، وفاقی کابینہ ھو ، جی ایچ کیو ھو ، آج کل ھر شخص کو منرل ڈویلپمنٹ کا بخار چڑھا ھوا ھے !
امریکہ سے ایک کلرک لیول کا بندہ آکر پورے ملک کو منرل ڈویلپمنٹ کی پھکی بانٹ رھا ھے ! حتی کہ جی ایچ کیو جا کر آرمی چیف کو بھی یہی پھکی کھلا دی ۔

54 افریقی ممالک سونے ، ڈاائمنڈ اور دیگر قیمتی دھاتوں و معدنیات کی عا لمی پیداوار کا سب سے بڑا سورس ھیں ، لیکن افریقن ممالک کے عوام کی حالت زار ملاحظہ فرمائیے ، بدن پر پھٹے پرانے کپڑے ، کھانے کو مناسب خوراک نہی ، علاج کے لیئے اسپتال اور دوائ نہی، پینے کو صاف پانی نہی ، دنیا بھر میں بے روزگاری سب سے زیادہ ، انفرا اسٹرکچر زیرو لیکن سونا ، ڈائمنڈ ، قیمتی دھاتوں کی پروڈکشن ھزاروں ارب ڈالرزکی ھوتی ھے ! دنیا بھر کی ڈائمنڈ مارکیٹ میں کانگو ، موزمبیق، ساوتھ افریقہ ، گھانا ، اریٹیریا کے اعلیٰ کوالٹی کےکھربوں ڈالرکے ھیروں کی زبردست کھپت ھے ، آخر یہ کھربوں ڈالر جاتے کہاں ھیں ؟ ان ممالک کے عوام تو ھمیشہ سے برے حال میں ھے ! افریقہ سے ھر سال ساڑھے چار سو ٹن سے زائد سونا صرف دبئ کی مارکیٹ میں آتا ھے جسکی مالیت 40 ارب ڈالر سے زائد ھے اس کے علاوہ جوسونا یورپ و امریکا جاتا ھے اسکی مالیت کا اندازہ لگانا بہت مشکل ھے ۔ اسکے علاوہ تانبے و دیگر قیمتی دھاتوں کی پیداوار بھی ھزاروں ٹن ھے جنکی مالیت کھربوں ڈالر ھے ، اب سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ ھیروں ، سونا اور قیمتی دھاتوں کی پیداوار کا مرکز افریقہ کسمپرسی کی حالت میں کیوں ھے ؟

اگر سونا ، ھیرے ، قیمتی دھاتیں و معدنیات ھی عوامی ترقی کے عوامل ھوتے تو لوگ یورپ و امریکا کی بجائے افریقی ممالک میں جا بستے ! البتہ افریقی ممالک کے فوجی و غیر فوجی سربراھان اور حکمران بھی ھماری طرح اپنے اربوں کھربوں ڈالر کی لوٹ مار اپنے عوام کی پہنچ سے بہت دور، بہت دور رکھتے ھیں۔

اب آتے ھیں اپنی پاک سرزمین کی جانب کہ قیمتی ترین نایاب دھاتیں و معدنیات بلوچستان اور خیبرپختونخواہ میں بہت بڑی مقدار میں موجود ھیں ،بین الاقوامی ادارے اندازے لگا رھے ھیں کہ ان معدنیات کی مالیت بیس لاکھ ارب ڈالر سے زائد ھے ۔ بلوچستان تو ھماری فوجی و غیر فوجی حکومتوں کی حرام کاریوں اور ھمارے تمام پڑوسی ممالک اور انٹرنیشنل مافیاز کی دخل اندازیوں کے باعث خونریزی کا شکار ھو چکا ھے تو ایسے ماحول میں خیبرپختونخواہ کے معدنیات کا محاذ کھولنا کہاں کی عقل مندی ھے ؟

فوجی و غیر فوجی حکمرانوں سے بلوچستان سنبھالا نہی جا رھا خیبرپختونخواہ میں انگلی دینے کی کوشش کی جا رھی ھے ! یہ تو ایسی مثال ھے کہ کسی آدمی سے ایک خونخوار بیوی سنبھالی نہی جا رھی دوسری معشوق تیار ھو رھی ھے ۔ اس معاشقے کا ایسا نتیجہ نکلے گا کہ نہ سہلائ جائے گی نہ دھوئ جائے گی ،بس ھائے ھائے ھائے ھائے رہ جائے گی --

.

آخر وفاق کیا چاہتا ھے ؟ قسط 3 .

4 اپریل صوبائی اسمبلی کے پہلے ہی اجلاس میں "مائننگ اینڈ منرل" کے عنوان سے 139 صفحات پر مشتعمل ایک متنازعہ بل پیش کیا گیا، جس کے اثرات نہ صرف صوبائی خود مختاری بلکہ وفاقی ڈھانچے کی اساس پر بھی گہرے اور خطرناک مرتب ہو سکتے ہیں۔ اس بل کی پیشکش، بظاہر تو معدنی وسائل کے بہتر نظم و نسق کے نام پر کی گئی ہے، مگر درحقیقت یہ ایک منظم سیاسی منصوبہ بندی کا حصہ ہے، جو اٹھارویں آئینی ترمیم میں دی گئی صوبائی خودمختاری کو غیر مؤثر بنانے اور قدرتی وسائل پر مرکز کے اختیار کو دوبارہ مسلط کرنے کی کوشش ہے۔

اٹھارویں ترمیم، جو 2010 میں ایک تاریخی سیاسی اتفاقِ رائے سے منظور ہوئی تھی، نے پہلی بار پاکستان کی محکوم قوموں کو ان کے وسائل پر حقِ ملکیت دیا۔ اس ترمیم کے تحت معدنیات، تیل، گیس، اور دیگر قدرتی ذخائر پر صوبوں کو اختیار دیا گیا تھا تاکہ وہ اپنے قدرتی وسائل کو اپنے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بروئے کار لا سکیں۔ لیکن حالیہ قانون سازی کا مقصد ان ہی وسائل پر مرکز کا کنٹرول دوبارہ قائم کرنا ہے، جسے کسی طور بھی آئینی، اخلاقی یا سیاسی جواز حاصل نہیں۔

خیبرپختونخواہ میں اس بل کی منظوری اور نافذ ہونے کی صورت میں، تمام معدنیات، خواہ وہ زمین کی سطح پر ہوں یا زیر زمین، وفاق کے اختیار میں چلی جائیں گی۔ نتیجتاً، وہ قرضے جو وفاقی حکومت نے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے لیے، اور جن کا استعمال عموماً اسٹیبلشمنٹ کی اسلحہ خریداری یا دیگر غیر پیداواری سرگرمیوں (وزیر اعظم ، وزیر اعلی پنجاب سمیت ان کے درجنوں عزیز رشتہ داروں کے دنیا بھر میں سیر سپاٹے ، سرکاری حج اوردرجنوں عمروں ، اربوں روپے کی شاپنگز ، مہنگے ترین ہوٹلوں کے بلز، لیموزین گاڑیوں کے بلز، درجنوں فوٹوگرافرز، سوشل میڈیا اور ٹک ٹاک کوریج کے اخراجات ، من پسند افراد کو اربوں روپےکی گرانٹس، صحافیوں کو لفافے دینے ، سرکاری دعوتوں) میں ہوا، ان کا بوجھ اب صوبوں پر ڈالا جائے گا۔ گویا محکوم قوموں کے وسائل کو گروی رکھ کر، ان پر زبردستی مالیاتی غلامی مسلط کی جائے گی۔

یہ محض ایک بل نہیں، بلکہ ایک گہری نوآبادیاتی سازش ہے، جو کہ پی ٹی آئی کی صوبائۂ حکومت ، مسلم لیگ کی وفاقی حکومت، بالخصوص پنجاب کی حکمران اشرافیہ، اور عسکری اسٹیبلشمنٹ کے گٹھ جوڑ سے عملی شکل اختیار کر رہی ہے۔ اس عمل سے نہ صرف اٹھارویں ترمیم کی روح پامال ہو رہی ہے، بلکہ پاکستان کی وفاقی وحدت بھی خطرے میں ڈال دی گئی ہے۔

یہ رویہ ہمیں قیام پاکستان کے بعد کی اُس پالیسی کی یاد دلاتا ہے، جس میں مغربی پاکستان کی لعنتی اشرافیہ نے مشرقی پاکستان کے قدرتی وسائل کو استحصال کا نشانہ بنایا تھا۔ آج وہی تاریخ دہرائی جا رہی ہے — صرف کردار بدلے ہیں، سازش کی نوعیت نہیں۔

وقت آ گیا ہے کہ صوبے، خاص طور پر خیبر پختونخوا اور بلوچستان، اس غیر آئینی اور غیر جمہوری اقدام کے خلاف متحد ہو جائیں۔ علمی حلقے، وکلاء، طلباء، اور سیاسی کارکنان کو اس بل کی مزاحمت کرنی چاہیے تاکہ قدرتی وسائل کے تحفظ ، آئینی بالادستی، اور صوبائی خودمختاری کا دفاع کیا جا سکے۔ اگر اس بل کو روکا نہ گیا تو آنے والی نسلیں صرف استحصال شدہ زمینیں ہی نہیں، بلکہ ایک غلامانہ معیشت کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی خودی کے ساتھ زندہ رہیں گی۔
اسلام آباد میں ایک منرل سمٹ کا انعقاد کیا گیا، جس میں 300 سے زیادہ عالمی سرمایہ کاروں نے شرکت کی، اور صوبوں کے وسائل پرصوبوں کی مرضی کے خلاف وہاں سرمایہ کاروں کیساتھ اربوں ڈالرز کمیشن ان ایڈوانس کی ڈیلز ہورہی ہیں، جبکہ بلوچستان اور خیبرپختونخواہ کا وہاں کوئ والی وارث موجود نہیں تھا کہ اپنے قومی حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو جواب دیتے۔
موجودہ فوجی اور غیر فوجی حکومت پہلے بلوچستان کے معاملات درست کر لے پھر خیبرپختونخواہ کے خواب دیکھے ۔
اچھی طرح سمجھ لیا جاۓ کہ خیبرپختونخواہ کے عوام بلوچوں کی طرح سرداروں کےغلام نہی ھیں کہ سرداروں کی پھکی کھا لیں گے نہ ھی وہ سیدھے سادے سندھی ھیں کہ موچڑے بھی کھائیں اور ہاتھ جوڑ کر آنسو بہاتے ہوۓ حاضر سائیں ، حاضر سائیں کرتے رھیں نہ ھی وہ کراچی والوں کی طرح ھیں کہ 1992 , 1995 کے فوجی آپریشنز کو خاموشی سے سہہ جائیں ۔

ایک لطیفہ سن لیں ، ایک فارما کمپنی کی پیٹ کے کیڑے مارنے والی دوا کسی دور دراز شہر میں بہت زیادہ فروخت ھوتی تھی ، کمپنی کو بہت تجسس تھا کہ آخر ایسا کیوں ھے ؟ کمپنی نے اپنے سب سے ھوشیار سیلز منیجر کو اس دور درازشہر میں سروے کے لیئے بیجھا ۔ کسی طرح بسوں اور ویگنوں میں دھکے کھاتا ھوا وہ سیلز مینیجر اس جگہ پہنچا ، ڈسٹری بیوٹر سے ملا ، بلآخر اس ڈاکٹر کے کلینک پر پہنچا ، کلینک پر بہت رش تھا ،وہ بھی ایک کونے میں بیٹھ کر تماشا دیکھنے لگا ، ایک مریض نے کہا ڈاک صاب میں درخت پر چڑھ کر کبوتر پکڑ رھا تھا کہ گر پڑا ، ڈاک صاب نے اپنی میز پر ڈھیر کیڑے مار دوائ کی دو بوتلیں اٹھائیں اور اسکو دے کر بولے ، ایک آج پینا ،ایک اگلے ھفتے پینا ، اگلا مریض ، ڈاکڈار جی میں اپنی گاۓ کے نیچے بیٹھ کر تازہ دودھ پینے ھی لگا تھا کہ گاؤ نے مجھے لات مار کر زخمی کر دیا ، یہ سن کر ڈاکڈار جی نے دو کیڑے مار دوائ کی بوتلاں اٹھا کر اس بندے کو دیں اور کہا دونوں آج ھی پی لینا ۔ مریضوں کا

سلسلہ کئ گنٹھے چلا اور سب کو یہی دوائ دی جاتی رھی ، آخر میں سیلز مینیجر صاحب سے ڈاکٹر کی ملاقات ھوئ تو ڈاکٹر بولے آپ سوچ رھے ھوں گے کہ آخر ہر مریض کو یہی دوائ کیوں دی جا رھی ھے ، اصل میں ان سب کے اندر بہت بڑے بڑے کیڑے ھیں جن کی وجہ سے کبھی کوئ درخت پر چڑھ جاتا ھے ، کوئ گائے کے نیچے بیٹھ کر دودھ پینے کی کوشش کرتا ھے ، کوئ کنوئیں میں کود کر نہانے کی حرکت کرتا ھے اسی لیئے میں ان سب کو آپ کی کمپنی کی کیڑے ماردوائ دیتا ھوں جو بہت موثر ھے تا کہ ان کے کیڑوں کا خاتمہ ھو سکے۔ سیلز مینیجر نے جانے کی اجازت طلب کی تو ڈاکٹر بولا ،ایک منٹ ٹہریئے دو بوتل اپنی کمپنی کے مالک کے لیئے بھی لیتے جائیں کیونکہ ان کے اندر بھی کافی بڑے بڑے کیڑے لگتے ھیں کہ آپ کو اس شدید گرم موسم میں بسوں ویگنوں میں دھکے کھلوا کر یہاں بیجھا ، ویسے مسٹر مینیجر ایک بوتل آپ بھی پی لینا ---

یہ خیبرپختونخواہ ھے یہاں اچھے اچھوں کے کیڑوں کا شافی علاج باآسانی اور انتہائی سستا کیا جاتا ھے --

باقی تسی سمجھدار آں ---

آخر وفاق کیا چاہتا ھے ؟ قسط 4 ..

1958 میں جنرل ایوب خان قوم کے نجات دھندہ بن کر سامنے آئے ،انڈسٹریل ترقی کا گلوبل دور تھا پاکستان میں بھی ھو نے لگی، ایوب خان کو ککھ بھی انڈسٹریل سینس نہی تھا ، دس سال سے زیادہ اقتدار میں رھنے کے بعد رخصت ھوئے تو ملک و قوم کی تباھی شروع ھو چکی تھی ، پھر جنرل یہوداہ آگئے ، منہ میں امپورٹڈ وھسکی کی بوتل ، پتلون ھمہ وقت پیشاب میں بھیگی رھتی تھی ، درجنوں کنجریاں لٹکے ھوئے خٹے سنبھال رھی ھوتیں تھیں۔ جماعت اسلامی شوکت اسلام کے جلوس نکال کر جنرل یہوداہ کو نجات دھندہ ثابت کرنے میں لگی رھی حتیٰ کہ ظلم و ستم کا ڈراپ سین ڈھاکہ میں ہتھیار ڈال کر ھوا ، پھر فخر ایشیاء، قائد عوام کا دور شروع ھوا جو ٹیلنٹڈ کزن ممتاز بھٹو اور شیر پنجاب غلام مصطفی کھر کی حرام کاریوں ، مخالفوں کو غائب کرنے ، دلائ کیمپ ، پنجاب کے غنڈوں پر مشتمل FSF کی وحشیانہ حرکتیں ، وزیر اعظم سمیت سندھ اور پنجاب کے وزراء اعلیٰ سمیت درجنوں وزراء کے بلا مقابلہ الیکشن جیتنے کی شیطانی حرکات ، شدید فاشزم اور سونے پر سہاگا سب سے تابعدار جونیئر لفافے ضیاءالحق کو چھ سات سینیئر جرنیلوں کو کھڈے لائن لگا کر آرمی چیف لگا دیا جس نے بلاخر فخرایشیا ،قائد عوام کو پھانسی گھاٹ کے درشن کروادیئے ۔

کہتے ھیں کینسر کے مریض کے مرنے کے بعد آگ ھو یا مٹی کینسر کو کھا جاتے ھیں لیکن ضیائ دور کے کینسر نے ایسے ایسے گل کھلائے کہ کئ سو سال تک ضیائ کینسر پوری آب و تاب کے ساتھ باقی رھے گا ۔ اسی ضیائ دور میں اسٹیرٹیجک ڈیپتھ نامی ابلیس کا جنم ھوا جس کے ابا جان کا نام حمید گل تھا ، ان جنرل حمید گل نے ایک یوٹوپیا

ملک میں انجیکٹ کر دیا تھا اس زھریلے انجکشن کے نشے سے نکلنے میں چالیس سال لگ گئے ھیں لیکن اس کے اثرات اب بھی اپنا کام دکھاتے رھتے ھیں ۔ ضیائ ابلیس کو آگ نے کھا لیا اور حمید گل کو ایسی شدید رسوائیوں کا سامنا کرنا پڑا کہ اس
کواسٹیرٹیجک ڈیپتھ کی فائلوں کے ساتھ ھی دفنا دیا گیا ۔ تباھی کی داستان بہت طویل ھے کہ ا دوار بینظیر ، ادوار شریفین ، دور دیسی ککڑ خان کی داستان پھر کبھی ---
پہلے کہتے رھے کہ حمید گل مارکہ اسٹیرٹیجک ڈیپتھ پاکستان کو سپر پاور بنا دے گا ،
پھر کہتے رھے کہ سی پیک گیم چینجر ھے
پھر کہا جانے لگا جنرل حافظ کا ایس آئ ایف سی پلان گیم چینجر ھے
اور اب کہتے ھیں کہ معدنیات گیم چینجر ھیں ۔
عوام کو نہ اسٹیرٹیجک ڈیپتھ سے کچھ ملا ، نہ سی پیک سے کچھ ملا ، نہ جنرل حافظ کے ایس آئ ایف سی پلان کی کوئ کل سیدھی ھے اورنہ ھی معدنیات سے کچھ ملے گا۔

عوام کے حصے میں کیا آیاِ ؟ غلامی، بھوک، ناانصافی، ظلم و جبر ، خونریزی اور حکومتی عیاشوں کے لیئے گئے قرضے جن کو عوام کا خون نچوڑ کر واپس کیا جاتا ھے ۔
اگر خیبرپختونخواہ میں قیمتی دھاتوں کے لیئے ڈرلنگ شروع کی گئ تو امریکہ و یورپ تو پہلے سے وھاں موجود ھوگا ، خود غرض چین سمیت بھارت بھی افغانستان کے راستے وھاں گھس جائے گا اور پھر بلوچستان سے بھی بڑا فساد برپا ھو جائے گا ۔ کوئ گھاس خور یہ کہنا شروع نہ کر دے کہ پاک آرمی سب سنبھال لے گی تو جناب آرمی سے عشروں سے اپنا آپ اور بلوچستان سنبھالا نہی جا رھا تو وہ خیبرپختونخواہ میں کیا تیر مار لے گی !

آخر وفاق کیا چاہتا ھے ؟ قسط 5 ..

عقل مندی اور بے وقوفی کے درمیان کیا فرق ھے ؟ عقل مندی کی ایک حد ھوتی ھے لیکن بےوقوفی تمام حدود سے بالاتر ھوتی ھے ۔
بے وقوفیاں تمام اقوام سے ھوتی ھیں، حکمرانوں میں بڑے بڑے عظیم الشان بے وقوف گزرے ھیں جن کی حرکتوں کی وجہ ان کی اقوام شدید بحرانی صورتحال سے دوچار ھوئیں۔ ورلڈ وار اول اور ورلڈ وار دوئم یورپ کا صریح پاگل پن تھا جس میں لاکھوں افراد مارے گئے ، جاپانی جرنیل کی ھٹ دھرمی کی وجہ سے جاپان ایسی جنگ میں کود گیا جو اسکی تھی ھی نہی اور جواب میں ھیروشیما اور ناگاساکی کے سانحات ھوگئے ، ترک سلطنت عثمانیہ کو جرمنی کی پھوپھی بن کر برطانیہ سے سینگ لڑانے کی حرکت لے ڈوبی ساتھ میں جرمنی کا بھی مکو ٹھپ گیا ۔ سویت یونین کو افغانستان میں مفت کی فوج کشی لے ڈوبی ۔

قدیم تاریخ میں انتہائ مبالغہ آرائ کی وجہ سے ھماری دلچسپی اب قدیم تاریخ میں بہت کم رہ گئ ھے لیکن ماضئ قریب کی تاریخ اب بھی ھماری توجہ کا مرکز ھے ۔ دوسری جنگ عظیم میں ھولناک تباھی کے بعد یورپ نے محض دس سالوں میں اپنے آپس کے بیشتر مسائل حل کر لیئے ، جاپان ھیرو شیما و ناگاساکی کے بعد محض بیس سالوں میں معاشی ترقی اور ٹیکنالوجی کے میدان میں کہاں سے کہاں پہنچ گیا ، نام نہاد خلافت عثمانیہ کو دفنانے کے بعد ترکی بیس سالوں میں ھی ترقی کے نئے دور میں داخل ھو گیا ، جرمنوں نے نازی ازم سے تقریباً چھٹکارا پا کر خود کو مغرب کا ٹیکنالوجی پاورھاؤس بنا ڈالا ، سویت یونین کو انجام تک پہچنے میں کچھ وقت لگا لیکن روس نے صرف دس سالوں میں زبردست ترقی کی اور سالانہ دو سے تین فیصد اضافے کی شرح کے ساتھ روس کی ایکسپورٹ 2024 میں 434 ارب ڈالر تک پہنچ گئ ۔علاقائ جنگوں میں پھنس جانے کے باوجود اپریل 2025 میں روس کے فارن ریزوز 122 ارب ڈالر ھیں جو ٹوٹل اس کے اپنے ھیں ۔

کوئ بھی یہ سوال اٹھا سکتا ھے کہ وفاق پاکستان کی بات کرتے کرتے ماضئ قریب کا قصہ کیوں لے بیٹھے ؟ وجہ یہ ھے کہ دوبارہ آپ کے علم میں لایا جائے کہ بڑی سے بڑی تباھی کے بعد بیشتر اقوام دس سے بیس سال کے اندر اندر نئ آب و تاب کے ساتھ دوبارہ کھڑی ھو گئیں ۔ ذرا دل سنبھال کر سنیں چین ، سنگاپور کبھی برسوں پاکستان سے قرضے مانگ مانگ کر اپنا کام چلاتے تھے اور اب وہ کہاں کھڑے ھیں اور پاکستان کہاں کھڑا ھے !

سوال تو پیدا ھوتا ھے جناب !

روٹی کپڑا اور مکان والی سرکار اور خاندان شریفاں کی تو بات کرنا تو اب بھینس کے آگے ڈسکو کرنے جیسا ھو گیا ھے ان سب کارتوسوں کو بار بار بھر کر چلایا جاتا ھے لیکن بار بار " پھس پھس " کی آواز ھی رہ جاتی ھے ۔

ھمارے جدید دور کے نجات دھندہ جو اب خیر سے سابق مہاتما وزیراعظم ھیں کی حکومت میں اسد عمر نام کی ایک مخلوق پائ جاتی تھی جو دن رات یہ وظیفہ دھراتے تھے " خان صاحب تسی فکر ھی نا کرو پاور میں آنے کے بعد اسیں ڈالر 60 روپے کا کر دیں گے(ڈالر اس وقت 96 روپے کا تھا) کانوں کے کچے مہاتما نے یہ تک نہ پوچھا کہ اسد عمر 96 روپے کا ڈالر 60 روپے کا کس طرح ھو گا ؟ ان اسد عمر کا فنانس سے ایسا تعلق ھے جیسا ھمارا نیوکلیئر فزکس سے ۔ جب کچھ چار سو بیس قسم کے صحافیوں نے مہاتما سے پوچھا کہ خان صاحب ڈالر96 روپے سے 60 روپے کا کس میکینزم کے تحت ھو گا تو خان صاحب بولے اوئے مینوں کج وی پتا نئیں ایہہ گل تو اسد عمر مینوں دسدا رھندا اے ، اوئے اسد عمر ایتھے آ ،اینوں سمجھا ، اسد عمر کو خود بھی ککھ پتا نہی تھا تو آئیں بائیں شائیں کر کے مارکیٹنگ کا کوئ فارمولا ان ڈونکی راجے صحافیوں کو سمجھا کر کھلا پلا کر رخصت کر دیا ، ان اسد عمر کو تو ورلڈبینک کا سربراہ ھونا چاہیئے تھا کہ مارکیٹنگ کا فارمولا فنانس پر اپلائ کر دیا ۔ مہاتما کی کابینہ ایک ایسا بندہ بھی وزیر خزانہ رھا جس سے اپنا بینک بھی نہی چلتا تھا اور اسکو

ملک کا وزیر خزانہ بنا دیا گیا ۔ ایک کنوارے بوڑھے شیخ ریلوے کے وزیر تھے توان کی مہربانیوں کی وجہ سے بدنام زمانہ کال گرلز لاتیں مار مار کر وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں گھس جاتیں تھیں اور جس کرسی پر وزیر اعظم بیٹھا کرتے تھے اسی کرسی پر ٹانگیں اٹھا کر بیٹھ جایا کرتی تھیں ، خود مہاتما وزیر اعظم کو آج اس رنگ کے کپڑے پہننے ھیں ، اس پتھر کی انگوٹھی دایاں ھاتھ کی تیسری انگلی میں پہننئ ھے ، اس رنگ کے جوتے پہننے ھیں ، فلاں کھوتے شاہ کے مزار پر ماتھا ٹیکنا ھے ، آج فلاں سے ملنا ھے ، فلاں سے نہی ملنا ھے ، آج یہ کھانا ھے ، تانبے کے گلاس میں پانی پینا ھے وغیرہ قسم کے کالے جادو کے چکر میں آ چکے تھے ۔ پھر تین کھلاڑی سامنے سے اور دوکھلاڑی پس پردہ رہ کر مہاتما وزیر اعظم صاحب کی کٹھیا کھڑی کرنے میں ھمہ وقت مصروف رھے ! پہلے حضرت پاکستان کی تاریخ کےطاقتور ترین جنرل فیض حمید رہے جو جنوری 2017 سے اپریل 2019 تک آئ ایس آئ میں DG C رھے ، یہ DG C کیا ھوتا ھے اگر ھم یہ بتانا شروع کردیں تو پوری پانچ ھزار صفحات کی کتاب بن جائے گی پھر بھی بات ادھوری ھی رھے گی لیکن دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مصداق یہ سمجھ لیں کہ یہ پاکستان کے سب سے طاقتور ترین سے بھی طاقتور عہدہ ھوتا ھے۔
ملک میں کتنے پلاٹ، کتنی گائے بھینسیں ، کتنے گدھے ، کتنی لومڑیاں ، کتنے درخت ، کتنی جادوگرنیاں ، کتنے عقل سے فارغ مہاتما ھیں ، ایم کیو ایم کے ڈاکٹر فاروق ستار 2026 میں بواسیر کے علاج کے لیئے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کس حکیم کی پھکی کھائیں گے ، علامہ یوسف سیجا کل کن کن سوالات کے جوابات دینے والے ھیں ، شیخ راشد احمد ایک سال بعد صوت الحق کے اپریل کے شمارے میں کس موضوع پر اداریہ لکھیں گے اور کس کس کے مضامین اس شمارے میں شامل ھوں گے ، الاستاذ نور احمد سندھی 2027 میں کن کن موضوعات پر کتنی تصائیف کو منظر عام پر لائیں گے ؟ 2026 میں مولانا ڈیزل کس ملک کا بنا ھوا دو انجن والا جیٹ ھوائ جہاز کتنے میں خریدیں گے، اور بھارتی وزیر اعظم کل کونسا لباس پہنےگا ، امریکی صدر کل صبح کا ناشتہ کس کے ساتھ کرے گا ، چینی صدر کو شام کو بخار کیوں ھو گیا تھا اور ان کو کون کون سی دوا دی گئ ، نیپالی وزیر اعظم صبح دھوتی کے نیچے کس کمپنی کا انڈرویئر پہنے گا ، جرمن چانسلر بھیس بدل کر کل کونسا سوٹ پہن کر کس کے ساتھ شام کو کافی پینے کس کافی شاپ میں جائے گا ، روسی صدر واڈکا میں کتنی رم اور کافی ملا کر پیتے ھیں اور کیوں پیتے ھیں ، ویٹیکن میں پوپ کل دوپہر لنچ میں کیا کھائے گا ، مفتی اعظم پاکستان کی نواسی کا رشتہ مانگنے کون سا خاندان کل شام کتنے بجے دارالعلوم کراچی جا رھا ھے ، یروشلم میں کل شام کتنے یہودی دیوار گریہ پر رولا رپا ڈالنے جائیں گے ، سعودی کراؤن پرنس کل اپنی بیگم کومحل کے کس کمرے میں کون سا فرینچ پرفیوم گفٹ کرنے والے ھیں اور پرفیوم کی بوتل میں کتنے قیراط کا کس ملک کا ھیرا تہہ نشین ھے ، جاپانی وزیر اعظم آج رات کو ادھ پکی مچھلی کھانے والے ھیں جس سے انکو آدھی رات کو خونی پیچش لگ جائے گی تو کونسا ڈاکٹر ان کا علاج کرے گا ۔ غرض یہ کہ DG C کو انسانی حدود میں سب علم ھوتا ھے ۔

مہاتما وزیر اعظم خان کو جیل کی ھوا کھلانے میں بہت بڑا ہاتھ ایک خاتون فرح گجر عرف فرحت شہزادی عرف فرح خان المعروف بہ فرح گوگی کا بھی رھا ،یہ خاتون فرح گوگی مسز مہاتما بشری بی بی کی خاص الخاص سہیلی ھیں ، ان فرح گوگی نے مال پانی بنانے کی ایسی ٹیکنالوجی ایجاد کی کہ جس پر خاندان زرداریہ اور خاندان شریفاں بھی انگشت بدنداں رہ گئے ۔ فرح گوگی نے پنجاب میں فاسٹ ٹریک ٹرانسفرز اور پوسٹنگز کو استعمال کرتے ھوئے پنجاب میں ھر قسم کی بیورو کریسی میں ھزاروں ٹرانسفرز اور پوسٹنگز میں صرف تین سالوں میں 365 ارب روپے پیدا کیئے اور مہاتما کی حکومت ختم ھونے سے تین دن پہلے ھی چارٹرڈ فلائٹ سے پہلے دبئ پھر امریکہ سدھار گئیں اور اب کسی کو ان پیسوں میں حصہ دینے سے انکاری ھیں ۔ اب کوئ نادان یہ نہ پوچھ بیھٹے کہ کس کے جہاز میں گئ اور کس ملک کی کرنسی کے کتنے سوٹ کیس تھے ؟ گویا وہ جہاز ھم ھی اڑا رھے تھے !

خان صاحب کی حکومت کا دھڑن تختہ کروانے میں گھر کے چراغ یعنی سابق خاتون اول بشری بی بی کا مقدس ہاتھ بھی شامل رھا ! وہ ایسے کہ ایک دن خاتون اول نے فرمایا " خان صاب میرا منڈا ابراہیم ما نیکا توشہ خانہ والی او گھڑی مانگدا پیا جے سعودی پرنس تساں کو گفٹ کی سی " خان صاب بولے " لے لیؤ ، اے کون سی وڈی شئے آں " خان صاحب کی اجازت کے بعد تو توشہ خانہ پر فرح گوگی ، فرزند اول ابراہیم مانیکا ، زلفی چکنے نے یلغار کر دی ، توشہ خانے سے سستے داموں سامان لیا اور جا پہنچے دبئ کی مارکیٹ اور سعودی کراؤن پرنس کی تحفے میں دی گئ گھڑی، سونے کے تاروں سے بنا ھوا ھینڈ بیگ ، سونے سے بنا ھوا لارج سائز پتہ ، سونے کی تلوار اور بہت کچھ دبئ میں بیچ ڈالا اس خرید و فروخت سے خان صاحب بے خبر رھے ۔ دبئ کی مارکیٹ میں جب یہ چیزیں فروخت ھو چکیں تو یہ خبریں سعودی انٹیلیجنس نے سعودی کراؤن پرنس تک پہنچا دیں کہ خان صاحب کو پیش کردہ تحائف دبئ میں فروخت ھو رھے ھیں تو کراؤن پرنس نےناگواری کا اظہار کیا کیونکہ یہ پہلی بار ھوا کہ اس قسم کےتحائف فروخت کیئے گئے ۔ خان صاحب تک بھی یہ خبر پہنچا دی گئ کہ ان کے گھر کے لوگ اس قسم کے دھندوں میں ملوث ھیں جواب میں خان صاحب نے سعودی کراؤن پرنس کا نام لے لے کر اپنی روایتی لن ترانی کی " وہ بڑا چوتیا آدمی ھے " ۔ خان صاحب کے یہ کمنٹس بھی سعودی سفیر کے ذریعے سعودی کراؤن پرنس تک پہنچانے میں بھی خان صاحب کے ادرگرد پھرنے والے لومڑوں کا ھاتھ رھا ۔ آپ کو بتانے کا صرف یہ مقصد ھے کہ پاکستان کی ملٹری جنتا کی مہربانی سے ملک پر کیسے کیسے ھیرے مسلط کیئے جاتے رھے ھیں۔ توشہ خانہ کا سامان اربوں روپے میں بیچ باچ کر باگڑ بلوں اور لومڑیوں کا گروہ معصوم بنا پھرتا رھا اور خان صاحب نے حد سے زیادہ احمقانہ موقف اپنایا کہ جی جو چیز مجھے ملی تھی تو میری مرضی میں نے بیچ دی ،چونکہ خان صاحب کو بین الاقوامی رکھ رکھاؤ کا ککھ بھی علم نہی تھا اور وہ سیکھنا بھی نہی چاہتے تھے اسی لیئے وہ ان سوداگروں کو عدالتوں میں بچانے کی کوششیں کرتے چلے آ رھے ھیں۔ دبئی میں فروخت کردہ توشہ خانہ تحائف کے اربوں روپے

خاتون اول کے بیٹے ابراہیم مانیکا کی جیب میں چلے گئے اور مقدمات خان صاحب بھگت رہے ھیں ، ایسا نایاب کانوں کا کچا ، فاتر العقل ، بھولا بھالہ بندہ پاکستان کی قسمت میں لکھاگیا تھا ۔

فرض کریں آپ ایک انتہائی سیدھے سادھے سیاستدان ھیں، آپ کا کوئ دوست اسی گھاگ جنرل کے اشارے پر آپ کو ایک خاتون روحانی شخصیت کے دربار تک پہنچا دیتا ھے ،پہلی ھی ملاقات میں وہ مقدس خاتون آپ کے ماتھے پر ھاتھ رکھ کر آپ کو ملک کا وزیر اعظم بننے کا مژدہ سنا دیتی ھیں ، پھر آپ کشاں کشاں اس مقدس خاتون کے دربار پر حاضری کے لیئے جانے لگتے ھیں، وہ آپ کو ھر بار کوئ نہ کوئ خوشخبری سنا کر آپ کو پکا کر لیتی ھیں ، پھر ایک دن وہ کہتی ھیں کہ اگر آپ اپنی دوسری بیوی کو فارغ کر دیں تو آپ پر منگل کا سایہ ھٹ جائے گا جو آپ کے وزیر اعظم بننے میں منحوست بنا ھوا ھے پھر آپ اپنی دوسری بیوی (جس کو برٹش انٹیلیجنس ایجنسی ایم آئ سکس نے پلانٹ کیا ھوا تھا) کو فارغ کر دیتے ھیں۔ کچھ ھی دن بعد وہ روحانی مقدس خاتون کہتی ھیں کہ رات کو میرے خواب میں ھمارے پیارے رسول ؐ آئے اور مجھے آپ سے نکاح کرنے کا حکم دیا تا کہ وزیر اعظم بننے کی آخری رکاوٹ بھی ختم ھو جائے ، آپ کو کئ سال سے ھی درجنوں افراد کے ذریعے پاکستان کا نجات دھندہ ھونے کی کہانیاں سنائ جا رھی تو رسول کریم ؐ کی بشارت سن کر آپ فوراً ھاں کر دیتے ھیں ،خیر نکاح ھو جاتا ھے اور آپ نئ دلہن کو بنی گالہ لے آتے ھیں، آپ صبح سو کر اٹھتے ھیں تو آپ کی زوجہ محترمہ آپ کو بتاتی ھیں کہ دوپہر تک فلاں فلاں پکا گھاگ بندہ اپنے جیٹ طیارے کے ھمراہ آپکی جماعت میں شامل ھونے والا ھے ،پہلے آپ مسکرا کر اس بات کو گپ سمجھیں گے اور زوجہ محترمہ کی ھوائ ھی سمجھیں گے لیکن دوپہر میں آپ کا سیکرٹری کم بوٹ پالشی کم ما لشی آپ کو اطلاع دے گا کہ فلاں فلاں صاحب ایک جلوس کے ساتھ بنی گالا کے باھرکھڑے ھیں اور پارٹی میں ھوائ جہاز سمیت شامل ھونا چاھتے ھیں تو آپ کو صبح والی پیشنگوئی یاد آ جاتی ھے ، اگلے دن پھر صبح سویرے آپ کو زوجہ محترمہ آپ کو بتاتی ھیں کہ فلاں شوگر کنگ بڑے نوٹوں سے بھرے سوٹ کیس لے کر آپ کی پارٹی کے سارے خرچے برداشت کرنے کی گارنٹی دے کر شامل ھونے صبح دس بجے آئے گا تو آپ کو یقین نہی آئے گا لیکن دس بجتے ھی آپ کو شوگر کنگ کےآنے کی اطلاع ملتی ھے تو آپ کا زوجہ محترمہ کی بھوش وانیوں پر کچھ یقین بننا شروع ھو جاتا ھے ، تیسری صبح زوجہ محترمہ بتاتی ھیں کہ شام تک آپ کو وی وی آئ پی پروٹوکول کے ساتھ زیڈ سیکیورٹی ملنا شروع ھو جائے گا اور امریکی سفیر ملاقات کی درخواست کریں گے ۔ اب آپ شام کا بے چینی سے انتظار شروع کردیں گے اور پھر شام آ ھی جاتی ھے اور زوجہ محترمہ کی یہ پیشن گوئ بھی پوری ھو جاتی ھے۔ اب تو آپ زوجہ محترمہ کے خاوند کم اور جانثار مرید زیادہ ھو جاتے ھیں انکی روحانی بلندی آپ کےدل میں گھر کر لیتی ھے، اصل بات کا آپ کو علم ھی نہی کہ یہ پورا گیم پلان بیگم صاحبہ اور جنرل فیض حمید کا تھا ، فیض حمید رات کو ھی اگلے دن

کے معاملات طے کر کے بیگم صاحبہ کو بتا دیتے تھے اور بیگم صاحبہ رات گزرنے کے بعد صبح سویرے یہ بات آپ کے کان میں بشارت کی صورت میں پھونک دیتی تھیں ۔ بلآخر 2018 کے الیکشن آ جاتے ھیں اور سیاسی ریس کے جیتنے والے کھرب پتی خچروں کی پوری پوری مکمل مدد اور آر اوز کے ذریعے مہاتما کی پارٹی بڑی پارٹی بن کر سامنے آجاتی ھے ،عوام کی حمایت بھی رھی لیکن حکومت بنانے کے لیئے سادہ اکثریت نہی تھی پھر جنرل فیض حمید نے راتوں رات ایم کیو ایم ، بلوچستان کی باپ پارٹی ، بی این پی اور ڈیڑھ دو درجن سے زائد آزاد خچروں پر لگامیں ڈال کر آپ کے قدموں میں ڈھیر کر کے آپ کو سادہ اکثریت سے وزیر اعظم پاکستان بنوا دیا ۔ جیسے ھی آئ ایس آئ کے سربراہ کی مدت ملازمت پوری ھوئ تو یہی حضرت جنرل فیض حمید ڈی جی بنا دیئے گئے اور جون 2019 سے نومبر 2021 تک ڈی جی ISI رھے۔
پلان بہت بڑا تھا جنرل فیض حمید جنرل باجے کے بعد تا حیات آرمی چیف بننے کی بڑی لمبی پلاننگ میں تھے ، وزیر اعظم کو بھی بیس سال حکمران رھنے کے پکے پکے خواب خاتون اول اور جنرل فیض حمید دکھا چکے تھے لیکن وزیراعظم کی رعونت اور سفارتی آداب سے بے رخی کی وجہ سے سعودی ، چینی ، امریکن نے آرمی چیف جنرل باجے کے کان مروڑے اور کھنے سینکھے کہ اس تکڈم یعنی جنرل فیض حمید ، خاتون اول ، وزیر اعظم خان کو فارغ کیا جائے۔ یوں پہلے جنرل فیض حمید کو پانچ منٹ میں آئ ایس آئ سے فارغ کر کے اگلی لالی پاپ پوسٹنگ دے دی گئ ، خاتون اول نے بہت روحانیت دوڑائ اور مہاتما خان نے بھی بہت اگر مگر کی لیکن کچھ نہ ھوا اور جنرل فیض حمید کا فیض خود منگل کی نحوست کی زد میں آ چکا تھا ۔
نیا پاکستان بنے 54 سال ھونے کو آ رھے ھیں اور ھم آج تک اپنی معاشی ، فارن، اندورنی پا لیسیز ھی نہی بنا سکے ۔ ضیاءالحق کے گیارہ سال ، مشرف کے دس سال ، کیانی کے چھ سال ، باجے کے چھ سال ہوں یا شریفین ، زرداریہ ، مہاتما خان کے علاوہ ھماری ملٹری جنتا کے ہاتھ خالی ھیں اور ھماری پیشن گوئ بھی آپ یاد رکھیئے گا کہ شریفین ، زرداریہ اور مہاتما خان کی تکڈم ہی پاکستان کا ایسا حشر کرے گی کہ دنیا بھر کے نصاب میں پڑھایا جانے والا سے اھم مضمون رھے گا ۔ بس کوئ دم میں بساط لپیٹ دی جائے گی۔

جنرل یہوداہ 1969 میں ارشاد فرماتے تھے " بنگالیوں کی اگلی دس نسلیں بھی بنگلہ دیش نہی بنا سکتیں " اور 2025 میں جنرل حافظ اعلان فرما رھے ھیں کہ " بلوچستان کو بلوچوں کی دس اگلی نسلیں بھی آزاد نہی کروا سکتیں ۔"
بہت اچھی بات ھے اگر آپ کو عقل آ جائے جو بظاھر نا ممکن ھے۔
جب یہ سطور لکھی جا رھی تھیں تو اسلام آباد میں اورسیز کنوینشن برائے سرمایہ کاری ھو رھا ھے جس کو آرمی چیف جنرل حافظ عا صم منیر ہیڈ کر رھےھیں،ھم انتہا ئ وثوق سے کہہ سکتے ھیں کہ اس قسم کے سرمایہ کاری کنوینشنز سے ایک ڈالر کی بھی سرمایہ کاری نہی ھو سکے گی ، پچھلے تیس سالوں میں اوورسیز پاکستانیوں نے

پاکستان میں اربوں ڈالرز کی سرمایہ کاری کی سرتوڑ کوششیں کیں ، انکے خرید کردہ انڈسٹریل پلاٹس پر کئ کئ دعوےداروں نے عدالتوں سے اسٹے لے لیا ، بجلی ،گیس ،پانی کے کنکشنز کے لیئے بھاری رشوتیں طلب کی گئیں ، انفرا اسٹرکچرز کے لئے درجنوں اقسام کے این او سی مانگے گئے ،امپورٹ کی گئی مشینری پورٹ پر سڑتی رھی، بالآخر اوورسیز پاکستانیوں نے اجتمائی توبہ کی اور اپنا سب کچھ لٹا کر ایسے گئے کہ جیسے کسی زمانے میں گدھے کے سر سے سینگ غائب ھوئے تھے ، کوئ ھم جیسا بے وقوف جاکر آرمی چیف کو اطلاع دے کہ پاکستان سے اپنا کاروبار و خاندان سمیٹ کر بنگلہ دیش ، سری لنکا ، کمبوڈیا جاکر انڈسٹریز لگانے والے پاکستانی صنعت کاروں پر اپنے ملک میں کیا گزرتی تھی ؟ ان پر ایسی کیا افتاد آن پڑی تھی کہ وہ اپنا بیسیوں سال پرانا جما جمایا کاروبار اٹھا کر بیرون ملک چلے گئے یہ کسی آرمی چیف نے ان لوگوں سے کھبی پوچھا ھے ؟ اٹلی ، بیلجئیم ، ترکی ، یونان ، ھالینڈ سے بیدخل کیئے گئے جرائم پیشہ افراد کو اوورسیز انویسٹرز(جنکی جیب میں اب پھوٹی کوڑی بھی نہی رھی) بنا کر آرمی چیف کے سامنے کس نے بٹھایا اس کی مکمل انکوائری ھونی چاھیئے ! اسٹیٹ کنٹرولڈ میڈیا پر ھیڈ لائنز چلوائ جا رھی ھیں کہ پاکستان پر ڈالروں کی بارش ھو گئ ھے، اوورسیز پاکستانیوں نے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے ھیں، ھم بھی سارا کام چھوڑ کر جلدی جلدی بڑے بڑے تھیلے لیئے گھر سے باھر نکل آئے کہ ڈالروں کی بارش سے کچھ ڈالر لوٹ سکیں ۔ پاکستان میں اب بھی بےوقوفوں کی بہت گنجائش ھے ۔

گاؤں کے چوہدری کی بھینس چوری ہو گئی سارا گاؤں چوری کےلئے قسم دینے آ گیا ، چادر پر قرآن مجید رکھ کر نیچے سے گزارا گیا سارا گاؤں گزر گیا چور نہیں پکڑے گئے ! کیونکہ انہوں نے چادر کے چاروں کونے جو پکڑے ہوئے تھے۔
یہئ حال وطن عزیز کا ھے ۔۔

آخر وفاق کیا چاہتا ھے ، قسط 6 ..

دنیا میں سب سے قیمتی چیز کیا ھے ؟ ھر شخص کا جواب مختلف ھو گا ۔۔ لیکن اگر معاشرے کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ھمارے نزدیک سب سے قیمتی چیز " بھروسہ " یعنی trust ھے ۔

اگر ھم صرف پاکستان کی ھی بات کریں تو کسی نے چلائی ھو یا نہ چلائی ھو وہ یہی کہتا نظر آئے گا " جاپانی گاڑیوں کی کیا بات ھے صاحب ، انجن ہو یا باڈی، رنگ ہو یا ٹائرز ، سیٹیں ہوں یا شیشے ہر چیز پرفیکٹ ھوتی ھے " جن لوگوں نے ھماری طرح

برسوں نوجوانی میں میڈ ان اٹلی ویسپا اسکوٹر سے عشق کیا وہ آج بھی یہی کہتے ھیں ویسپا کی کیا بات ھے ! آج بھی اگر کہیں ویسپا نظر آ جائے تو دل میں ایک ہوک سی اٹھ جاتی ھے اور ویسپا اسکوٹر سے وابستہ یادیں تازہ ھو جاتی ھیں ۔

مشینوں کی دنیا کی بات کریں تو پرنٹنگ پریس کی مشینیں ھوں ، گارمنٹس کی دنیا کی مشینری ھو ، پرنٹنگ ہو یا گارمنٹس میں استعمال ھونے والے رنگ ، کیمیکل ھوں پہلا نام جرمنی کا سامنے آتا ھے ۔ دنیا کے سرد ممالک میں لیدر گارمنٹس کے لیئے میڈ ان پاکستان اشیاء ہاتھوں ہاتھ لی جاتی ھیں ۔ سرجیکل آئٹمز کا یہ حال ھے کہ برطانوی کمپنیز پاکستان سے منگوا کر اپنی مہر لگا کر ری ایکسپورٹ کرتی ہیں۔ کھیلوں کے سامان میں سیالکوٹ کا سامان دنیا بھر میں جانا مانا جاتا ھے ۔ شیشے کے سامان کی بات ھو تو بیلجئیم ذہن میں آتا ھے ۔ کاغذ کی دنیا میں ملائشیا کی اشیاء بہت اعلیٰ ھوتی ھیں ۔

ہمارے لڑکپن میں کراچی کے کریم آباد پر واقع دھلی اسکول ، نارتھ ناظم آباد میں عظیم چلڈرن اکیڈمی، حسین آباد میں کراچی اکیڈمی ، عزیزآباد میں کمپری ھینسو اسکول ، اسکولنگ کی دنیا کے بڑے برانڈز سمجھے جاتے رھے، دوسری طرف حسین آباد کا میمن بوائز سیکنڈری اسکول اور ایف بی ایریا کے بلاک سولہ کے آخر میں واقع علامہ اقبال بوائز سیکنڈ ری اسکول بدمعاش ٹائپ لڑکوں کے اسکول سمجھے جاتے رھے ۔ آخر یہ ایسی ذھن سازی ھوتی کیسے ھے ؟ کیا یہ صرف پروپیگنڈا ھے ؟ ھمارا جواب ھے کہ شعبہ کوئ بھی ھو یہ ذھن سازی چیزوں کوبار بار برتنے کے بعد برسوں میں اسٹیبلش ھوتی ھے اور ایک بار اسٹیبلش ھو جائے تو ذھن سے نکالنے میں آدھی صدی بھی کم پڑ جاتی ھے ۔

بھروسہ (Trust) ایک ایسی چیز ھے کہ درجن بھر نت نئے رنگ برنگے اسلامی و غیر اسلامی بینک کھل رھے ھیں لیکن لوگ حبیب بینک ، یونائیٹڈ بینک ، الائیڈ بینک کو ھی ترجیح دیتے ھیں ، آخر کیوں ؟ ان تینوں بینکوں کی کسٹمر سروس بہت اچھی نہ ھونے کے باوجود لوگوں کا یہ یقین ھے ھے کہ ان سے مختلف حیلے بہانوں سے کوئ فراڈ نہی کیا جائے گا ، کسی کسٹمر کو فون کر کے پرسنل ڈیٹا یا ڈیبٹ کارڈ کا پن کوڈ نہی پوچھا جائے گا اور سب سے بڑھ کر بینک ان کا ڈیٹا کسی تھرڈ پارٹی کو کسی صورت میں نہی بیچے گا ۔ اسی بھروسے کی وجہ سے ان بینکوں کو ترجیح دی جاتی ھے ۔

پاکستانی عوام کا مزاج یہ رھا کہ ھم بہت جلد باتوں ، دعوؤں اور وعدوں پر بھروسہ کر لیتے ھیں چند مثالیں پیش کرتا چلوں ، پاکستان کی تاریخ کے سب سے شفاف اور آزادانہ و منصفانہ الیکشن 1970 کے تھے جو شیخ مجیب الرحمن کے چھ نکات اور ذوالفقارعلی بھٹو کے روٹی، کپڑا اور مکان کے پر فریب نعرے کی بنیاد پر لڑے گئے ، کسی نے یہ نہی پوچھا کہ عملی طور پر یہ چھ نکات اور روٹی، کپڑا اور مکان کس میکینزم کے

تحت وقوع پزیر ہوں گے ، ان تاریخی صاف و شفاف انتخابات کے نتیجے میں شدید خونریزی ہوئ اور ملک ٹوٹ گیا ۔ کیا کیا بھیانک مظالم ہوئے اسکا ہر ایک کوعلم ہے ، لاکھوں بنگالی اور غیر بنگالی قتل ہوئے، سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ بنگالیوں کا وفاق پاکستان سے بھروسہ ختم ہو گیا تھا ، بھروسہ ختم تو سب ختم ۔۔

پھر نئے پاکستان میں قائد عوام فخر ایشیاء کا دور آیا تو بچے کچے پاکستان میں فیشن کے طور پرخود کو چیئرمین ماؤ زے تنگ سے بھی بڑا سوشلسٹ کہلوانے کے کیڑے کے چکر میں نیشلائزیشن کے ذریعے ہزاروں انڈسٹریز کا تیا پانچہ کر دیا گیا وہ تو شکر ہے کہ مڈل ایسٹ میں کام شروع کرنے والی امریکن و یورپی کارپوریشنز کو بڑی تعداد میں سستی لیبر، دفتری ، ٹیکنیکل اسٹاف کی شدید ضرورت پیش آگئ تو پاکستان سے ہزاروں افراد مڈل ایسٹ چلے گئے ورنہ بھٹو کی نیشلائزیشن نے ہزاروں نکمے اور ناکارہ سیاسی مداری قومی اداروں میں بھرتی کرکے باقی ملک کا بھی بھٹہ بھٹا دیا تھا آج جو قومی اداروں پی آئ اے، پاکستان اسٹیل سمیت دیگر قومی اداروں کا جو حال ہے اس کی بنیاد بھٹو کے دور میں ہی رکھی گئ تھی بعد میں آنے والے فوجی و غیر فوجی حکمرانوں نے بھی یہی رویہ جاری و ساری رکھا جسکی وجہ سے یہ سفید ہاتھی بلکہ سفید ڈائنوسار سالانہ کھربوں روپے ہڑپ کر جاتے ہیں ۔ پاکستان ریلوے کی ہر ٹرین مسافروں سے بھری ہوئ ہوتی ہے لیکن ریلوے ہر سال اربوں روپے کا خسارہ دکھاتی ہے جبکہ پڑوسی بھارت میں ریلوے کا 2024 کا خالص منافع 850 ارب انڈین روپے تھا۔ ٹرینیں دونوں ملکوں میں بھری ہوئ ہوتی ہیں لیکن ایک جگہ اربوں کا خسارہ دوسری طرف سینکڑوں ارب کا خالص منافع ! چھوٹی چھوٹی چھ سات بھاری کرایہ پر لیئےگئے تھکے ہوئے ہوائ جہازوں والی پرائیویٹ پاکستانی ائرلائنز اربوں روپے منافع کما رہی ہیں اور قومی ائرلائن پی آئ اے کے 36 جدید ہوائ جہازوں کے پرزے تک بیچ ڈالے گئے ۔ بھٹو سے لیکر بے نظیر اور نواز شریف تک نے پی آئ اے میں ایسے ایسے ہزاروں افراد اوپر سے نیچے تک بھرتی کیئے جو ہوائ جہاز کے بارے میں اتنا ضرور جانتے تھے کہ یہ ہوا میں اڑتا ہے !

پاکستانی خاص طور پر پنجاب فوجی ڈکٹیٹرز کو بہت جلد اپنا نجات دھندہ سمجھ لیتے ہیں اور تو اور فوج کی نرسری میں پروان چڑھنے والے سول باگڑ بلوں کو بھی اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتے ہیں بھٹوز ہوں، شریفین ہوں یا تازہ ترین مہاتما خان ہوں سب ہی نے فوجی نرسری میں بہت فیڈر پیئے ہیں ان سب میں مشترک بات یہ ہے کہ ان سب کو اقتدار میں پنجاب لے کر آیا اور اقتدار سے باہر کرنے میں بھی پنجاب کا بڑا ہاتھ رہا !

اب صورتحال یہ ہے کہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ بلوچستان لہو لہان ہے بلوچ عوام کا ریاست پر بھروسہ ختم ہو چکا ہے ، دیہی سندھ پہلے ہی وفاق سے بیزار چلا آ رہا

تھا کہ اب سندھ کا پانی چوری کرنے کے لیئے چولستان میں کارپوریٹ فارمنگ کے نام پر نہریں بنانے کی شیطانی منصوبے نے پورے سندھ میں شدید بے چینی پیدا کر دی ھے ۔ رہے کراچی والے تو ان کے ویسے ھی برسوں سے پانی کے مسائل چلے آ رھے ھیں ، لائنوں میں پانی ھو نہ ھو رینجرز کے زیر قبضہ درجنوں واٹر ھائیڈرینٹس پر پانی کی ایسی ریل پیل ھے کہ روزآنہ ہزاروں ٹینکرز پانی بیچ کر رینجرز کروڑوں روپئے کا دھندہ کر رھے ھیں ۔ کراچی والے تو پہلے ھی تیس سالوں سے پانی خرید کر پیتے ھیں۔ کراچی میں پانی کی بلک سپلائی کے لیئے وفاق نے K4 منصوبے کا لالی پاپ کراچی والوں کو برسوں سے تھمایا ھوا ھے جو اس صدی میں تو پورا نہی ھو سکے گا کیونکہ پانی ھی نہی ھے تو K4 پائپ لائن کراچی والوں کے نلکوں میں کیا ڈیزل سپلائی کرے گی ؟

جی ایچ کیو کے منعقد کردہ مائنز منرلز انویسٹمنٹ شو سے قبل وفاق نے خیبرپختونخواہ کو ایک تیار شدہ مائنز اینڈ منرلز بل تھما کر صوبائی اسمبلی میں پیش کرا کر نیا فساد کھڑا کر دیا ، پی ٹی آئ کے جس فاتر العقل ممبر صوبائی اسمبلی نے بل پیش کیا وہ اس بل کی غرض و غایت کے بارے میں کچھ بھی نہی جانتا تھا صرف اسے انگریزی پڑھنا آتی تھی سو اس نے بل اسمبلی میں پڑھ دیا ۔ اس مائنز اینڈ منرلز بل کی تو سمجھ تو وزیر اعلیٰ گنڈاپور کو بھی نہی ھے باقی ممبران اسمبلی کو ڈیسک بجانا خوب آتا ھے رباب بجانا آئے نہ آئے ۔ اب رھے خیبرپختونخواہ کے عوام تو وہ صرف یہ جانتے ھیں کہ اس بل کے ذریعے وفاق فوج کے ذریعہ ان کے ھزاروں ارب ڈالرز کے معدنیات پر قبضہ کرنے کی سازش کر رھا ھے جیسا اس نے بلوچستان میں کیا ۔

بلوچستان میں تانبے اور سونے کے لیئے ڈرلنگ کرنے والی چینی کمپنی اور وفاق کے درمیان ایک شیطانی معاھدہ ھوا تھا جسکے تحت تانبے اور سونے کی آمدنی سے 50 فیصد چینی کمپنی کو اور 50 فیصد وفاق کو ملنا تھا اور وفاق کے حصے میں سے صرف 5 فیصد ، جی ھاں صرف 5 فیصد بلوچستا ن کو ملنا تھا ۔ چینی کمپنی کی سرمایہ کاری، تمام مشینری، لیبر اور ٹیکنیکل اسٹاف کی تنخواہیں، پروجیکٹس منظوری کے لیئے پاکستانی اعلیٰ حکام کو دی گئ ملٹی ملین ڈالرز کک بیکس یعنی بڑی بڑی رشوتیں جو کہ ایڈوانس میں دینی پڑیں اور اسٹاف کے لیئے چھوٹی موٹی سہولیات کی وجہ سے چینی کمپنی کو ملنے والے 50 فیصد حصے کا سمجھ میں آتا ھے لیکن وفاق کس نیک کام کے بدلے 50 فیصد ھڑپ کر رھا ھے اور جس صوبے کے تانبے اور سونے کو ڈکار لیئے بغیر کھا رھا ھے اس صوبے کو صرف 5 فیصد کی ھڈی پھینک رھا ھے ۔ بہت خوب ۔۔ آقائے بزرگ ایں حلوہ چہ خوب است ۔۔۔

بلوچستان میں مائننگ اور ڈرلنگ کے ذریعے اب تک جو بھی آمدنی ھوئ اس میں وھاں کے عوام کو کیا ملا ؟ دھشت گردی، خونریزی ، بد امنی اور الزامات کی بوچھاڑ کے علاوہ کچھ بھی نہی ملا تو خیبرپختونخواہ کے عوام کو مائنز اینڈ منرلز بل سے آب زم زم ملے گا یا تبلیغی ملاؤں کی بیان کردہ 133 فٹی حوروں کی کہانیاں ۔۔ وفاق نے ایک

غلطی کر دی یہ بل پر اگر ہم سے مشورہ کر لیا جاتا تو ہم یہ مشورہ دیتے کہ خیبرپختونخواہ کے ہر ضلع میں ایک تبلیغی اجتماع ہوتا اور اس اجتماع میں بیان ہوتا کہ مائنز اینڈ منرلز بل کو منظور کرنے والوں اور اس کے لیئے کوشش کرنے والوں کو جنت میں دراز قد حورعین کے علاوہ حسین اور خوبصورت لڑکے بھی ملیں گے تو یہ بل ایک گھنٹے میں منظور بھی ہو جاتا بلکہ سارے ملاء کدالیں اور پھاوڑے لے کر پورے کا پورا خیبرپختونخواہ کھود ڈالتے اور تمام اسٹرٹیجک دھاتیں نکال کر، صاف کر کے وفاق کے قدموں میں لا ڈالتے اسی طریقے سے شاید پختونخواہ کو بے وقوف بنایا جا سکتا تھا ؟ لیکن وفاق نے ہم سے مشورہ ھی نہی کیا ، شپہ لڑا خبرہ لڑا --- (رات گئ بات گئ)

اب رہ جاتا ھے پنجاب جو ملٹری کا پاور ھاؤس رہا ھے تو جناب پنجاب کے لاکھوں کسانوں کا حال یہ ھے کہ 2024 میں خود پنجاب کی صوبائی حکومت نے ان کسانوں سے لاکھوں ٹن گندم سرکاری ریٹ پر بھی خریدنے سے انکار کر دیا جس سے لاکھوں کسان گندم خراب ہونے کے ڈر سے خاندان شریفین کے حالی موالیوں کو آدھی قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور ہو گئے اور خاندان شریفین کے حالی موالیوں نے لاکھوں ٹن گندم دبئی بھیج دی جہاں سے واپس مہنگے داموں امپورٹ کرنے کی تیاریاں ھیں کیونکہ اس سال پنجاب کے کسانوں نے بہت کم گندم لگائ ھے تو ظاھر ھے جب گندم سرکار کو بہت کم ملے گی تو محترمہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے داماد حکومت کو مہنگے داموں دبئ میں پڑی گندم منگوا کردیں گے اور یہی مہنگی گندم بازار میں مہنگے داموں فروخت ہو گی ، مال ادھر سے ادھر کرنے میں اربوں روپے محترمہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے داماد اعلیٰ کی جیب میں اگست 2025 میں چلے جائیں گے۔ اس سال پنجاب کے گندم لگانے والے کسانوں کی بڑی تعداد نے بجائے گندم لگانے کے جانوروں کی خوراک والی برسیم ، شوتل، الفلفا ، سورج مکھی بڑی تعداد میں اگائ ھیں جو فوراً فروخت ھو جاتی ھیں اور ان پر کھاد ،اسپرے وغیرہ کا خرچہ نا ہونے کے برابر ھوتا ھے ،ساتھ ھی سرسوں بھی لگائ گئ ھے جو نقد آورفصل ھے پہلے تین بار ساگ کی صورت میں پیسے دے چکی ھے اور اب اگلے دو ماہ یعنی مئ ،جون 2025 میں بیج کی صورت میں ٹھیک ٹھاک پیسہ دے جائے گی۔ ساتھ ھی گندم کے کاشتکاروں نے مویشی خاص طور پر بکرے بکریاں بڑی تعداد میں پال لی ھیں جنکا چارہ اس سال بہت زیادہ ھے تو جناب بکرے بکریاں و دیگر مویشی کھڑے کھڑے نقد فروخت ھو جاتی ھیں۔ کسان کیا پاگل ھیں کہ گندم کی درد سری اٹھائیں !

جب کسان کا ریاست پر بھروسہ ختم ھوجائے تو پھر ریاست کی بقاء پر سوال کھڑا ھو جاتا ھے !

یہ گزارشات ہم نے قسط وار دائرہ تحریر میں پیش کیں ،اس دوران ہمارے ایک لاہوری دانشور دوست نے ایک سچی داستان بیان کی جو ماضی قریب کی ہے ، پیش خدمت ہے ، عبدالناصر صاحب سے شکریہ کے ساتھ ۔۔ سی ایم لطیف کی سرگزشت کہ پاکستان کے گھٹیا و موالی حکمرانوں نے وطن کے جینئس افراد کے ساتھ کیا کیا ظلم کیئے، اس وقت صرف سی ایم لطیف کی داستان حیات کا ایک مختصر ذکر --- ملاحظہ فرمایئے ۔۔

" والد نے ان کا نام محمد لطیف رکھا ، جب عملی زندگی میں بے شمار لوگوں کو روزگار فراہم کرنے لگے تو دوستوں اور تعلق داروں نے ان کو چودھری کہنا شروع کر دیا تو لوگ ان کو چودھری محمد لطیف کہنے لگے اور دنیا انہیں "سی ایم لطیف" کے نام سے جانتی تھی، وہ پاکستان کے پہلے وژنری انڈسٹریلسٹ تھے اور انڈسٹریلسٹ بھی ایسے کہ چین کے وزیراعظم چو این لائی' شام کے بادشاہ حافظ الاسد اور تھائی لینڈ کے بادشاہ ان کی فیکٹری دیکھنے کیلئے لاہور آتے تھے' چو این لائی ان کی فیکٹری' ان کے بزنس ماڈل اور ان کے انتظامی اصولوں کے باقاعدہ نقشے بنوا کر چین لے کر گئے اور وہاں اس ماڈل پر فیکٹریاں لگوائیں۔

سی ایم لطیف کی مہارت سے شام ، تھائی لینڈ ، ملائیشیا اور جرمنی تک نے فائدہ اٹھایا، وہ حقیقتاً ایک وژنری بزنس مین تھے۔ وہ مشرقی پنجاب کی تحصیل بٹالہ میں پیدا ہوئے' والد مہر میراں بخش آرائیں اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانا چاہتے تھے لیکن وہ لطیف صاحب کے بچپن میں فوت ہو گئے' لطیف صاحب نے والد کی خواہش کے مطابق اعلیٰ تعلیم حاصل کی' یہ 1930ء میں مکینیکل انجینئر بنے اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے دو کمروں اور ایک برآمدے میں اپنی پہلی مل لگائی' یہ صابن بناتے تھے'ان کے چھوٹے بھائی محمد صدیق چودھری بھی ان کے ساتھ تھے' صدیق صاحب نے بعد ازاں نیوی جوائن کی اور یہ قیام پاکستان کے بعد 1953ء سے 1959ء تک پاکستان نیوی کے پہلے مسلمان اور مقامی کمانڈر انچیف رہے' لطیف اور صدیق دونوں نے دن رات کام کیا اور ان کی فیکٹری چل پڑی' یہ ہندو اکثریتی علاقے میں مسلمانوں کی پہلی انڈسٹری تھی' یہ صابن فیکٹری کے بعد لوہے کے کاروبار میں داخل ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے علاقے میں چھا گئے اور لاکھوں میں کھیلنے لگے' پاکستان بنا تو ان کے پاس دو آپشن تھے' یہ اپنے کاروبار کے ساتھ ہندوستان میں رہ جاتے یا یہ کاروبار' زمین جائیداد اور بینک بیلنس کی قربانی دے کر پاکستان آ جاتے' سی ایم لطیف نے دوسرا آپشن پسند کیا' یہ بٹالہ سے لاہور آ گئے' لاہور اور بٹالہ کے درمیان 53 کلو میٹر کا فاصلہ ہے لیکن اگر حقیقی طور پر دیکھا جائے تو یہ دونوں شہر دو دنیاؤں کے فاصلے پر آباد ہیں'

آزادی نے سی ایم لطیف کا سب کچھ لے لیا' یہ بٹالہ سے خالی ہاتھ نکلے اور خالی ہاتھ لاہور پہنچے' بٹالہ میں ان کی فیکٹریوں کا کیا سٹیٹس تھا؟ آپ اس کا اندازہ صرف اس

حقیقت سے لگا لیجئے‘ ہندوؤں اور سکھوں نے ان کی ملوں پر قبضہ کیا‘ کاروبار کو آگے بڑھایا اور آج بٹالہ لوہے میں بھارتی پنجاب کا سب سے بڑا صنعتی زون ہے‘ سی ایم لطیف بہرحال پاکستان آئے اور 1947ء میں نئے سرے سے کاروبار شروع کر دیا‘ انہوں نے لاہور میں بٹالہ انجینئرنگ کمپنی کے نام سے ادارہ بنایا‘ یہ ادارہ آنے والے دنوں میں ”بیکو“ کے نام سے مشہور ہوا‘

بیکو نے پاکستان میں صنعت کاری کی بنیاد رکھی‘ لوگ زراعت سے صنعت کی طرف منتقل ہوئے اور ملک میں دھڑا دھڑ فیکٹریاں لگنے لگیں۔ سی ایم لطیف نے ملک میں بے شمار نئی چیزیں متعارف کرائیں‘ یہ سائیکل سے لے کر جہازوں کے پرزے تک بناتے تھے‘ بیکو گروپ یورپ سے لے کر چین ، کوریا اور جاپان تک مشہور تھا۔

جاپان، کوریا اور چین کی حکومتیں اپنے لوگوں کو ٹریننگ کیلئے بیکو بھیجتی تھیں ‘ 1971ء میں پاکستان ٹوٹ گیا اور ذوالفقار علی بھٹو موجودہ پاکستان کے صدر بن گئے‘ بھٹو نے 1972ء میں ملک کے تما م صنعتی گروپ قومیا لئے ، یوں صدر کے ایک حکم سے ملک بھر کے تمام بڑے صنعت کار فٹ پاتھ پر آ گئے‘
آپ تصور کیجئے‘ ایک شخص جس نے 1932ء میں بٹالہ میں کام شروع کیا اور وہ جب وہاں سیٹھ بنا تو اس کا سارا اثاثہ آزادی نے لوٹ لیا‘ وہ لٹا پٹا پاکستان آیا‘ اس نے دوبارہ کام شروع کیا‘

ایک ایک اینٹ رکھ کر ایسی عمارت کھڑی کی جسے دیکھنے کیلئے دنیا کے ان ملکوں کے حکمران آتے تھے جنہیں مستقبل میں ”اکنامک پاورز“ بننا تھا لیکن پھر ایک رات اس کا سارا اثاثہ اس ملک نے چھین لیا جس کیلئے اس نے 1947ء میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا‘ آپ تصور کیجئے‘ اس شخص کی ذہنی صورتحال کیا ہو گی؟ سی ایم لطیف حوصلہ ہار گئے‘ وہ پاکستان سے نقل مکانی کر گئے‘ وہ جرمنی گئے اور جرمنی کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں زندگی گزار دی‘ انہوں نے دوبارہ کوئی کمپنی بنائی‘ کوئی کاروبار کیا اور نہ ہی کوئی فیکٹری لگائی‘ وہ طویل العمر تھے‘ ان کا انتقال 2004ء میں 97 سال کی عمر میں ہوا‘ وہ باقی زندگی صرف باغبانی کرتے رہے‘ ان کا کہنا تھا‘ دنیا کا کوئی شخص مجھ سے پودے اور پھول نہیں چھین سکتا‘
افضل رحمٰن لکھتے ہیں ..
" اس المیے کا میں عینی شاہد ہوں۔ میرے سامنے فلیٹیز ہوٹل میں ڈاکٹر مبشر حسن نے صنعتوں کو قومیانے کا اعلان کیا۔ اگلے روز مال روڈ پر واقع بیکو کے صدر دفتر میں سی ایم لطیف کی جگہ ڈائیریکٹر انڈسٹریز پنجاب بیٹھا سگار پی رہا تھا۔
میں نے ریڈیو کے لئے انٹرویو کیا تو موصوف نے گول مول جواب دیے کیونکہ اس کو کچھ پتہ نہیں تھا بیکو کیا کچھ مینوفیکچر کرتا ہے۔

اس کے بعد کشمیر روڈ پر واقع میں سی ایم لطیف کے بنگلے پر گیا اور اندر پیغام بھیجا مگر انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا۔ پھر درخواست کی مگر نہیں مانے ".
وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا
جنرل ضیاء الحق نے 1978ء میں انہیں بیکو واپس لینے کی درخواست کی لیکن سی ایم لطیف نے معذرت کر لی' 1972ء میں جب بھٹو نے سی ایم لطیف سے بیکو چھینی تھی' اس وقت اس فیکٹری میں چھ ہزار ملازمین تھے اور یہ اربوں روپے سالانہ کا کاروبار کرتی تھی لیکن یہ فیکٹری بعد ازاں زوال کا قبرستان بن گئی' حکومت نے اس کا نام بیکو سے پیکو کر دیا تھا' پیکو نے 1998ء تک اربوں روپے کا نقصان کیا'
یہ ہر سال حکومت کا جی بھر کر خون چوستی تھی' بیکو ' بادامی باغ کے پسماندہ علاقہ میں تھی اسکی وجہ سے یہ علاقہ کبھی پاکستانی صنعت کا لالہ زار ہوتا تھا اور دنیا بھر سے آنے والے سربراہان مملکت کو پاکستان کی ترقی دکھانے کیلئے خصوصی طور پر بادامی باغ لایا جاتا تھا لیکن بھٹو حکومت کی ایک غلط پالیسی اور ہماری سماجی نفسیات میں موجود حسد اور خودکشی کے جذبے نے اس لالہ زار کو صنعت کا قبرستان بنا دیا اور لوگ نہ صرف بیکو کی اینٹیں تک اکھاڑ کر لے گئے بلکہ انہوں نے بنیادوں اور چھتوں کا سریا تک نکال کر بیچ دیا اور یوں پاکستان کا سب سے بڑا وژنری صنعت کار اور ملک کی وہ صنعت جس نے جاپان ، کوریا اور چین کو صنعت کاری کا درس دیا تھا' وہ تاریخ کا سیاہ باب بن کر رہ گئی' آج حالت یہ ہے' وہ لوگ جن کے لیڈر پاکستان سے صنعت کاری کے نقشے حاصل کرتے تھے' وہ لوگ سی ایم لطیف کے ملک کو بلڈوزر سے لے کر ٹریکٹر اور ٹونٹی سے لے کر ہتھوڑی تک بیچتے ہیں اور سی ایم لطیف کی قوم یہ سارا سامان خرید کر پاک چین دوستی زندہ باد کے نعرے لگاتی ہے اورجاپان کی عظمت کے گن گاتی ھے ۔

ہم کیسے بے حس لوگ ہیں ، ہم 1972ء میں ملک کو کاروبار اور صنعت کا قبرستان بنانے والوں کی برسیاں مناتے ہیں لیکن ہمیں سی ایم لطیف جیسے لوگوں کی قبروں کا نشان معلوم ہے اور نہ ہی یہ معلوم ہے یہ زندگی کی آخری سانس تک پاکستان کو کس نظر سے دیکھتے رہے۔ یہ المیہ اگر صرف یہاں تک رہتا تو شاید ہم سنبھل جاتے'شاید ہمارا ڈھلوان پر سفر رک جاتا لیکن ہم نے اب ڈھلوان پر گریس بھی لگانا شروع کر دی ہے، ھم چھبیس کروڑ لوگوں کی قوم نہی ھجوم ھیں ۔ کیا کاروبار کرنا ، کیا ترقی کرنا ، ہزاروں لوگوں کو روزگار پر لگانا جرم ہے؟ کیا ہم بھی سیاستدانوں' بیوروکریٹس اور جرنیلوں کی طرح دوبئی، لندن ، اسپین ، آسڑیلیا اور نیویارک میں بیٹھ جائیں ، کیا ہم بھی زرداریہ ، شریفین ، ایان علی، فرح گوگی بن جائیں' کیا ہم بھی اپنا پیسہ لیں اور ملک سے روانہ ہو جائیں؟ آ خر کتنے جا سکتے ھیں ؟

ہم اس ملک میں کام کرنے والے لوگوں کو سی ایم لطیف کی طرح دوسرے ملکوں میں کیوں دیکھنا چاہتے ہیں؟

مجھے اکثر اوقات محسوس ہوتا ہے‘ ہم اس ملک میں کام کرنے والوں اور ترقی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے‘ وہ لوگ جو ریاست کے گھر داماد بن کر پوری زندگی گزار دیتے ہیں‘ وہ ہمارے ہیرو ہوتے ہیں اور جو لوگ ملک بھر کے پیاسوں کے لیے کنوئیں کھودتے ہیں‘ہم جب تک سی ایم لطیف کی طرح انہیں کنوئیں میں نہ پھینک دیں‘ ہمیں اس وقت تک تسلی نہیں ہوتی‘ ہم محسنوں کو ذلیل کرنے والے لوگ ہیں‘ ہم نے اس ملک میں ملک بنانے والوں کو بخشا‘ ملک بچانے والوں کو بخشا اور نہ ہی ملک سنوارنے والوں کو بخشا‘
بیکو انڈسٹری لاہور "

قارئین یہ صرف ایک مثال ھے ، پاکستان میں تباھی کی ایسی لاکھوں داستانیں ھیں جو فوجی اور ان کے لاڈلے غیر فوجی گدھوں کی مجرمانہ حرکتوں کا شاخسانہ ھے ۔

سیاسی اور غیر سیاسی ملفوظات بہت ھو گئے اب ایک نیم سیاسی لطیفہ ---
ایک دن مُلا نصیر الدین اپنے گدھے کو گھر کی چھت پر لے گئے جب نیچے اتارنے لگے تو گدھا نیچے اترنے میں مزاحمت کرنے لگا ۔
جتنے جتن کئیے گدھا نیچے اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا آخر کار ملا تھک ہار کر خود نیچے آ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ گدھا خود کسی طرح سے نیچے آجائے.
کچھ دیر گزرنے کے بعد ملا نے دیکھا کہ گدھا چھت کو لاتوں سے توڑنے کی کوشش کر رہا ہے.
ملا پریشان ہو گئے کہ چھت تو بہت نازک ہے اتنی مضبوط نہیں کہ اس کی لاتوں کو سہہ سکے دوبارہ اوپر بھاگ کر گئے اور گدھے کو نیچے لانے کی کوشش کی لیکن گدھا اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا اور چھت کو توڑنے میں لگا ہوا تھا ملا آخری کوشش کرتے ہوئے اسے دوبارہ دھکا دے کر سیڑھیوں کی طرف لانے لگے کہ گدھے نے ملا کو خوب لاتیں ماریں اور ملا سیڑھیوں سے نیچے گر گئے اور پھر چھت کو توڑنے لگا بالآخر چھت ٹوٹ گئی اور گدھا چھت سمیت زمین پر آ گرا.
ملا کافی دیر تک اس واقعہ پر غور کرتے رہے اور پھر خود سے کہا کہ کبھی بھی گدھے کو مقام بالا پر نہیں لے جانا چاہئیے ایک تو وہ خود کا نقصان کرتا ہے دوسرا خود اس مقام کو بھی خراب کرتا ہے اور تیسرا اوپر لے جانے والے کو بھی نقصان پہنچاتا ہے.
ہم لوگ نااہل گدھوں کو مقام بلند پر بٹھاتے ہیں اور انہیں بڑے بڑے عہدے دیتے ہیں پھر یہ گدھے ہم کو ہی نیچے پھینک دیتے ہیں اور اس منصب کو بھی خراب کرتے ہیں۔

آخر وفاق کیا چاہتا ھے ، قسط 7 ..

شمالی کوریا کی فوج: چوکیدار سے بادشاہ تک!!
سب سے اس سلسلے کی ساتویں قسط کی ابتداء ڈاکٹر حفیظ الحسن صاحب کے تشبیہات سے مزین ایک طویل مضمون سے لیئے ایک اقتباس سے کرنا چاہتا ھوں ،ملاحظہ فرمایئے ..

" دنیا کی سب سے منظم پاکیزہ مقدس اور ہمہ وقت فارغ فوج شمالی کوریا کی فوج ہے۔ یہ فوج صرف بارڈر پر نہیں باورچی خانے بجلی کے بل اور اسکول کے نصاب میں بھی چوکس پائی جاتی ہے۔ اس کا نعرہ ہے ہم ہر اُس کام میں مداخلت کریں گے جس سے ہمارا کوئی تعلق نہ ہو۔

شمالی کوریا کے جنرل اتنے ذہین ہیں کہ ملک کا ہر مسئلہ انہیں بندوق سے حل ہوتا دکھائی دیتا ہے،مہنگائی ہو تو توپ تانک کی مشق، سیلاب آئے تو ٹینکوں کی پریڈ، بجلی کا بحران ہو تو توپ کا رخ سورج کی طرف۔

شمالی کوریا کی فوجی قیادت وہاں ایسی ہے جیسے کسی پرانے محل کی چابی ہر دروازے میں گھسی مگر کبھی کھولا کچھ نہیں، کبھی وزیر داخلہ کی جگہ کبھی وزیر اعظم کی نشست پر اور اکثر دلہن کے باپ کی طرف سے ولیمہ کرتے ہوئے بھی پائے گئے ہیں۔

شمالی کوریا میں انتخابات نہیں ہوتے بلکہ عوام کو باقاعدگی سے بتایا جاتا ہے کہ وہ کس سے محبت کرتے ہیں کیونکہ اگر وہ خود سوچنے لگیں تو کہیں ووٹ دینے کی گستاخی نہ کر بیٹھیں اور یہ گستاخی کم از کم آٹھ سالہ خدمت خلق یعنی جیل کا تقاضا کرتی ہے۔

وہاں کا ٹی وی ہر رات یہ یقین دلاتا ہے کہ دنیا کے سب سے خوبصورت لوگ وردی میں ہوتے ہیں اور سب سے بدصورت وہ جو وردی پر سوال اٹھاتے ہیں یوں وہاں خوبصورتی کا معیار بھی کنٹونمنٹ بورڈ طے کرتا ہے۔

تعلیم کا حال یہ ہے کہ بچوں کو جغرافیے کے لیکچر میں بتایا جاتا ہے کہ ہمارا ملک اس لیے اتنا خوبصورت ہے کیونکہ فوجی وہاں ڈیوٹی دیتے ہیں اور اگر کبھی فوج چلی گئی تو جغرافیہ بھی ساتھ لے جائے گی۔
جنرلوں کی قابلیت کا یہ عالم ہے کہ معاشی بحران ہو تو وہ گندم کے ساتھ مارشل لاء اگانے کی تجویز دیتے ہیں اور کسی بھی سیاسی مسئلے کا حل انہیں صرف وردی میں نظر آتا ہے شاید اس لیے اکثر کابینہ میں شیروانی سینے والے درزیوں کا فقدان ہوتا ہے

مگر وردی سینے والے درزیوں کی بہار ہوتی ہے ،شمالی کوریا کی فوج میں فوجی وردی سینے والوں کا ایک بہت بڑا شعبہ ھے جس کو " انٹر سروسز ٹیلرز ڈیپارٹمنٹ " یعنی ISTD کہا جاتا ھے۔
اور جب عوام کچھ پوچھ بیٹھے تو سپریم لیڈر کِم جونگ اُن عوام کو قائل کرتے ہیں کہ سوالات دشمن کی ایجنسیوں سے آئے ہیں اور اس کے بعد وہ خود ساختہ سوالات پڑھ کر آفیشل سچ جاری کرتے ہیں جو ہر حال میں ملکی سلامتی کے عین مطابق ہوتا ہے یعنی ہماری غلطی نہیں تمھیں سمجھنے میں مسئلہ ہے۔
شمالی کوریا کی فوج کا ایک خاص وصف یہ بھی ہے کہ یہ جب چاہے جمہوریت کو وقفہ دے سکتی ہے اور وقفے کے دوران ملک کو آئینی آکسیجن فراہم کرنے کے لیے ریٹائرڈ جرنیلوں سے نئی پارٹی بنا لی جاتی ہے جو اتنی محب وطن ہوتی ہے کہ حب الوطنی کو شرم آنے لگتی ہے۔

تو جناب دنیا کے ہر ملک میں فوج بارڈر کی رکھوالی کرتی ہے لیکن شمالی کوریا میں فوج جمہور کی بھی رکھوالی کرتی ہے، ووٹ کی بھی، سوچ کی بھی اور خوابوں کی بھی، ٹوئٹر کی بھی ، لوگوں کے بیڈ رومز کی بھی رکھوالی کرتی ھے اور اگر کسی کو یہ سب کچھ سن کر کسی اور ملک کی یاد آ جائے تو سمجھ لیجیے یہ محض ایک ذہنی مشابہت ہے اصل میں ہم بات صرف شمالی کوریا کی کر رہے تھے " ۔
اب هم اصل موضوع کی طرف آتے هیں ۔
یہ 1987 کی بات ھے مغرب کے چہیتے الباکستانی کرتا دھرتا جنرل ضیاءالحق اپنی ضیاء پاشیوں کے فیض و برکات سے دستبردار ھونے کو تیار ھی نہی ھو رھے تھے . امریکن انتظامیہ میں ان کے دوست ان کو کئ سال سے سمجھا رھے تھے کہ جنرل صاحب اب آپ مسائل کا حل نہی بلکہ خود ایک مسئلہ بن چکے ھیں اس لیئے آپ مکمل ریٹائرمنٹ لے کر مکہ مکرمہ میں مستقل قیام پزیر ھو کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں کیونکہ آپ کا نامہ اعمال بلکل سیاہ ھو چکا ھے یا رائیونڈ میں مقیم ھو جائیں اور تبلیغیوں کے ساتھ سیر سپاٹے کریں لیکن جنرل ضیاءالحق تو عقل کل تھے وہ امریکن کو سمجھا رھے تھے کہ تم امریکن بےوقوف ھو میں تو اب بھی تمہارا بہت کارآمد مہرہ ھوں ۔ بہر حال اچانک 17 اگست آ گیا اور امریکیوں نے جنرل ضیاءالحق اور انکی ٹیم سے اپنے ایک دو مہروں کی قربانی دیکر جان چھڑا لی۔ امریکنز کو سفید چونسا اور لنگڑا آم بہت پسند ھیں اس لیئے آپریشن کو " آموں کی پیٹی " کا نام دیا گیا ۔

آئ ایس آئ ، ایم آئ کو تو ایسی کسی سازش کی بھنک تک نہی تھی ، نہ ان دونوں ایجنسیوں کے پاس ایسی کوئ پلاننگ تھی کہ اگر ایسا کھبی ھوا کہ ساری کی ساری ٹاپ ملٹری براس کسی حادثے کا شکار ھو جاۓ تو کیا لائحہ عمل ھوگا ؟
17اگست کے جہاز حادثے کے بعد جنرل مرزا اسلم بیگ جی ایچ کیؤ پہنچے تو بچے کچے جونیئر جرنیلوں نے ان کے سامنے ملک میں مارشل لاء لگانے کی تجویز رکھی

ابھی اس تجویز پر غورھو ھی رھا تھا تو پینٹا گون سے جنرل بیگ کو کال آئ کہ کسی قسم کی مہم جوئ سے گریز کیا جائے ،اس وارننگ کے بعد جنرل اسلم بیگ اپنی پتلون سنبھالتے ھوئے اس وقت کی سینٹ کے چئیرمین غلام اسحق خان کی طرف بھاگے اور ان کو آئین کے مطابق صدر پاکستان کی حیثیت سے حلف اٹھانے کی دعوت دی۔
آئ ایس آئ کے کرتا دھرتا جنرل حمید گل کے ملک میں ھونے والے عام انتخابات کو دو سال کے لیئے ملتوی کرنے کے مشورے کو صدر غلام اسحق خان نے اٹھا کر کچرا کنڈی میں پھینک دیا کیونکہ صدراسحق کو اچھی طرح علم تھا اگر عام انتخابات نہ ھوئے تو جنرل حمید گل اینڈ کمپنی تمام معاملات خراب کر دے گی ۔ بہرحال کسی نہ کسی طرح عام انتخابات ھوئے امریکنز نے بچی کچی فوجی جنتا کے کھنے سینک دیئے تھے کہ خاموشی سے انتخابات ھونے دیئے جائیں۔ بینظیر بھٹو کی پارٹی اکثریتی پارٹی بن کر سامنے آئ ، لیکن حکومت بنانے کے لیئے سادہ اکثریت نہ ھونے کی وجہ سے جنرل اسلم بیگ نے ایم کیوایم کو گھسیٹ کر بینظیر بھٹو کے ساتھ حکومت بنانے کا آرڈر دیا تو اردو بولنے والے اپنے ووٹرز کو دکھانے کے لیئے ایم کیوایم نے بینظیر کے ساتھ ایک انتہائی لغو اور نا قابل عمل 56 نکاتی معاہدہ کیا جس کا نہ سر تھا نہ پیر اور اس نا قابل عمل فضول معاہدے کو " معاھدہ کراچی " کا نام دیا گیا ۔ چند ماہ بعد ھی ایم کیو ایم نےجنرل اسلم بیگ کے اشارے پر بینظیر حکومت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔
ایک آنکھوں دیکھا واقعہ جس میں بینظیر حکومت کے ساتھ " فرشتوں " کی حرکتیں واضح کی گئیں ھیں ، ملاحظہ فرمائیے ۔۔
" فوجی جرنیل کور کمانڈرز میٹنگ کے بعد وزیراعظم کو بریفنگ دینے آئے تھے جنرل حمید گل نے بینظیر کا تمسخر اڑانے کے انداز میں پوچھا وزیراعظم صاحبہ کشمیر کے بارے آپ کی پالیسی کیا ہے؟
آرمی چیف جنرل اسلم بیگ اور حمید گل آپس میں ہنستے اور آنکھوں سے اشارہ بھی کرتے رہے جب کہ بینظیر خاموشی سے نوٹس لیتی رہی۔
پہلے پہل تو صاحبزادہ یعقوب (مسلط وزیر خارجہ) کی ذمہ داری تھی کہ وہ جواب دیتے لیکن وہ خاموش رہے اور پھر کہا چلیں کھانا کھاتے ہیں بینظیر نے کہا نہیں مجھے جواب دے لینے دیں ۔

بینظیر بھٹو جرنیلوں سے مخاطب ھوئیں اور کہا ،
" جنرلز کل ہی کشمیر کی آزادی کیلیے جنگ کا پلان بنائیں میرے پاس لائیں بطور وزیراعظم میں آپکے پشت پر کھڑی ہونگی اور جنرل اسلم بیگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جنرل پلان بنانا آپ کا کام ہے۔ پھر جنرل حمید گل سے مخاطب ھوئیں اور کہا آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ ایک جنگ کس طرح ہاری جاتی ہے آخر جلال آباد کا تجربہ ھے آپ کے پاس ۔۔
تمام جنرلز کو سانپ سونگھ گیا اور بھارت سے جنگ کا سوچ کر جرنیلوں کی سٹی گم ھو گئ ، تمام جرنیل خاموش بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے کیونکہ سب کو علم تھا کہ گزشتہ

روز DDMO بریگیڈ ئر پرویز مشرف وزیر اعظم بینظیر کے سامنے کارگل پر قبضہ کرنے کا پلان پیش کر چکے ھیں۔ بینظیر جب میرے پاس سے گزری میری آنکھوں میں آنسو تھے اور میں نے صرف اتنا کہا

".....My Prime Minister! I Proud of You"
کامران شفیع پریس سیکریٹری ٹو وزیراعظم بینظیر بھٹو " کی یاد داشتیں

بلاخر بینظیر کو دو سال میں ھی چلتا کر دیا گیا ، 17 اگست 1988 کے بعد امریکنز پاکستان سے کچھ لا تعلق سےھو گئے تھے ظاھر ھے وہ بھی دنیا کے سب سے بڑے سر درد سے لا تعلق رہ کرکچھ آرام چاھتے تھے ۔
پھر جنرل حمید گل اور انکے خچروں نے گنجو کمار اینڈ برادرز کو پاکستان کی باگ ڈور ایسی سونپی کہ ھر بڑا پروجیکٹ چالیس فیصد پر ڈیل ھوا ، ادائیگیاں قطر،دبئ ، لندن میں ھوئیں۔ بینکوں سے لیئے گئے گنجو برادرز کے اربوں کے قرضے معاف کروائے گئے ، قرض اتارو ملک سنوارو کے کھربوں روپے کہاں گئے اسکی وضاحت گنجو برادرز کے منشی اسحق ڈار نے کئ بار کرنے کی کوشش کی لیکن ھر بار چور کی داڑھی میں ڈنڈا رہ گیا ۔ جب بڑے گنجو کمار نے اپنے ان داتاؤں کو تاؤ دلایا تو ان کو صدر غلام اسحق خان نے گھر بھیج دیا ۔ اسی قسم کی کہانی ایک بار پھر دھرائ گئ کھبی بی بی کھبی گنجو کمار ۔۔ پھر ان داتاؤں نے کچھ نیا کرنے کا سوچا تو مہاتما خان کو تھرڈ آپشن المعروف مسیحا کے طور پر سامنے لایا گیا اور ایسے ایسے بوگس ھیرے مہاتما خان کی پوشاک میں ٹانک دیئے گئے کہ آزمائش کی کسوٹی منہ دیکھتی رہ گئ اور یوں نیا پاکستان تماشہ ھی بن گیا۔
نوٹ : تفصیل کے لیئے ملاحظہ کریں " آخر وفاق کیا چاہتا ھے ؟ قسط 5"
ظلم یہ ھوا کہ ھمارے فیورٹ لالہ عطا اللہ عیسی خیلوی نے دل سے یہ گایا " جب آئے گا عمران سب کی جان ، بنے گا نیا پاکستان " تو کچھ ھی ماہ بعد نئے پاکستان بنانے والوں کی حرکتیں دیکھنے کے بعد لالہ جی دل کا روگ پال بیھٹے ۔
حاصل الکلام یہ ھے کہ ریاست پر بھروسہ نام کی شئے اب تیزی سے نا پید ھوتی جا رھی ھے۔

****

مکمل خاموشی تو صرف قبرستان میں ھی ھوتی ھے ---

مکمل خاموشی اور اطاعت کی خواہش ہر ڈکٹیٹر کے دل کی آواز ھوتی ھے لیکن ہر ڈکٹیٹر کی موٹی عقل میں یہ بات نہی آتی کہ مکمل خاموشی صرف قبرستان میں ہی ممکن ھو سکتی ھے اور مکمل اطاعت تو بمشکل گنے چنے انسان ھی خدا کی کر پاتے ھوں گے اگر مکمل اطاعت اتنی آسان ھوتی تو جنت کے ساتھ دوزخ نہ بنائ جاتی ۔ اگر مکمل اطاعت اتنا آسان کام ھوتا تو آسمانی کتابوں میں بار بار خدا کی نا فرمانی کی اتنی وعیدوں کا ذکر کیوں ھوتا اور انسان کو مکمل اطاعت ھی کرنی ھو تو خدا کی اطاعت کرتا موٹی عقل والے ڈکٹیٹروں کی اطاعت کیونکر کرے، بغاوت اور نافرمانی تو انسان کی گھٹی میں پلائ جانے والی اشیا ھیں تو جناب مکمل اطاعت کا سوال ہی خارج از نصاب سمجھا جانا چاہیئے ۔

خاموش تو گونگے و بہرے افراد بھی نہی رہ سکتے وہ تو اتنی انگیاں دکھاتے ھیں کہ اچھے خاصے صبر و تحمل مزاج لوگ بھی عاجز آجاتے ھیں تو قوت سماعت و گویائ رکھنے والوں سے مکمل خاموشی کی توقع رکھنا اب تو خواب و خیال میں بھی ممکن نہی رھا ھے ۔ ایسی توقعات رکھنے والے ذھنی مریضوں کو بجلی کے زوردار جھٹکے لگانے والی مشین کے حوالے کرنا چاہیئے ورنہ خدشہ ھے کہ عوام خود اپنے ہاتھوں میں ان ذھنی مریضوں کا انتظام لے لیں تو معاملہ فرانس کے گلوٹین سے بھی زیادہ بھیانک ھو جائے گا ۔
پاکستان میں اب بات اس نہج پر پہنچ گئ ھے کہ اگر فوج کے سابق مسیحائے اعظم عمران خان بھی یہ بھاشن دیں کہ پاکستانی جرنیل ایماندار، رحم دل ، عوام کے ھمدرد ، آئین کی بالا دستی پر یقین رکھنے والے اور انتہائ محب وطن ھیں تب بھی لوگ ان باتوں کو ماننے سے انکار کر دیں گے۔ عوام کے اندر فوج کے بارے میں کیا کیا خیالات پنپ چکے ھیں اگر یہ سب خیالات باھر آ جائیں اور عوام بدلہ لینے پر تل جائیں تو معاملہ کچھ کا کچھ ھو جائے گا ۔

پاکستانی جرنیلوں کے اردگرد ہمیشہ ایسے افراد بہ کثرت پائے جاتے ھیں جو جرنیلوں کو ظل الہئ ھونے کا دن رات خواب دکھاتے رہتے ھیں 1971 کے محبت کا زم زم بہہ رھا ھے سے لے کر 2025 کے مجاھد اعظم کا خطاب پانے والوں تک ابلیس کے حواری عباؤں و قباؤں و عماموں میں یہی ورد کرتے رھے ھیں کہ جی آپ تو ظل الہئ ھیں، اوتار ھیں ،نجات دھندہ ھیں اور آپ ھی کے دم سے یہ کائنات چل رھی ھے ۔

ھماری بھی سن لیجیئے ظل الہئ آپ جیسے کتنے ظل الہی اور جہاں پناہ اس زمین تلے گھل چکے ھیں کوئ حساب نہی ۔۔ موت کسی کو ایکسٹینشن نہی دیتی نہ ھی کسی کو تا

قیامت استثنا ملتا ھے۔ وقت نے بہت سے ظل الہیٰ اور جہاں پناہ صاحبان کو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر موت کی بھیک مانگتے دیکھا ھے ۔

بشیر بدر کیا فرماتے ہیں موت کے بارے میں --- ملاحظہ فرمائیں --

وہ جن کے ذکر سے رگوں میں دوڑتی تھیں بجلیاں
انہیں کا ہاتھ ہم نے چھو کے دیکھا کتنا سرد ہے

****

ملک بھر میں آٹھ دس ہزار روپے کی بجلی چوری کرنے والے ہر شخص کے خلاف کریک ڈاؤن میں فوج سے مدد لی جائے گی ---
اس سے پچیس تیس سال پہلے پنجاب میں گھوسٹ اسکولوں کے لیئے فوج سے مدد لی گئ تھی , ہزاروں فوجی مارے مارے پھر رہے تھے ، ھوا کچھ بھی نہی ، جنرل مشرف کے مارشل لاء میں پنجاب اور سرحد میں فوجی جوان میڈیکل اسٹوروں کے لائسنس چیک کرتے پھر رہے تھے ، ملک ھے یا چنڈو خانہ ؟
اربوں ڈالرز کی کک بیکس (رشوت کا معزز نام) لینے والوں، منی لانڈرنگ سے دنیا بھر میں اربوں ڈالرز جائیدادیں خریدنے والوں ، بینکوں کے کھربوں روپے کھانے والوں کو وزراء اعلیٰ اور وزراء اعظم بنا کر ، پنجاب میں پوسٹنگز ، ٹرانسفرز ، توشہ خانے کے سامان کو بیرون ملک بیچنے والی فرح گوگی کو چارٹرڈ جہازوں میں آنیاں جانیاں کی کھلی چھٹی دینے والوں ، ٹانگوں پر بم باندھ کر بینکوں سے اربوں روپے اپنے فرنٹ مینوں کے اکاوئنٹس میں ٹرانسفر کرانے والوں ، پنکچر والے ، سائیکل والے ، چھولے چاٹ بیچنے والوں کے اکاؤنٹس میں کھربوں روپے جمع کرانے والوں اور اینٹ سے اینٹ بجانے والوں کو ملک کی صدارت پلیٹ میں رکھکر پیش کر کے فوج سیلیوٹ کرتی ھے -- سر پر بٹھاتی ھے --
یہ جو دھشت گردی ھے اس کے پیچھے وردی ھے جیسے وطن دشمن نعرے لگانے والی مریم نوازکو جرنیلوں نے وزیر اعلی پنجاب لگا دیا ۔
فوج عوام کی ہڈیوں پر لگا گوشت بھی نوچ نوچ کر کھا رھی ھے ۔ یہ بیان خواجہ آصف نے قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ھوئے کہی تھی اور یہ خواجہ آصف آج وزیر دفاع ھے ۔
بمبئ حملے پاکستان سے ھوئے تھے ، یہ بیان میاں نواز شریف نے دیا تھا اور اب اس کا پورا خاندان اقتدار میں ھے جرنیلوں کی ترقی و تقرری میاں نواز شریف کی خوشامد سے مشروط ھے ۔

اچھا پیغام ھے --- پاکستان میں جو جتنا بڑا چور ، جتنا بڑا کھلم کھلا غدار ھے اتنی ھے زیادہ عزت ملتی ھے --- بڑے بڑے کام کرو -- دس بیس ہزار کی بجلی کی چندی چوری سے کیا ھو گا بھائی --

****

پاکستان میں پیسے کی بچت کا راستہ

جرنیلوں نے بیرون ملک آسٹریلیا ، اسپین میں جزیرے ، پیرس اور سوئٹزر لینڈ میں بڑے بڑے ولاز ، امریکہ اور یورپ میں فاسٹ فوڈز چینز ، دبئ اور ابوظہبی میں شاپنگ مالز اپنی تنخواہ سے بچت کر کر کے خریدے ھیں ۔ ساری عمر حکمرانی کے دوران ریاست ریاست کا وظیفہ کرتے گذر جاتی ھے اور جیسے ھی ریٹائر ھوتے ھیں اسی پوترریاست کو چھوڑ چھاڑ بیرون ملک جا بستے ھیں اور پینشن بھی ڈالروں میں وصول کرتے ھیں ۔
آموں کی پیٹی والے جرنیلوں کی اولاد کو اپنے اپنے باپوں کی بچت سے اربوں ڈالر وراثت میں ملے ، جنرل اسٹریٹیجک ڈیپتھ کی بیٹی نے دو سو کروڑ روپے سے ٹرانسپورٹ کمپنی اور بیٹے نے اربوں روپے سے بڑی جیپوں کی امپورٹ کا کاروبار اپنے ابا کی بچت کے پیسوں سے شروع کیا یہ بچت افغان ھیروئن کے کاروبار کا ایک معمولی نذرانہ تھا۔
لوگ باگ ھم سے تنگ آ چکے ھیں اور ھمارے شاگرد بھی ھماری کاپی کر کے ھمیں دق کرنے کی کافی کوششیں کر رھے ھیں --- بہر حال اس تناظر میں ایک شذرہ پیش خدمت ھے ---
ملاحظہ فرمائیے :

اسلام آباد کے ایک بڑے بینک کا سی ای او CEO اپنے جوتے ہر روز سڑک کے کونے پر جوتے پالش والے آدمی سے پالش کرواتا تھا۔ جوتے پالش کرواتے ہوئے وہ کرسی پر بیٹھ کر عام طور پر نجم سھیٹی کا اخبار "فرائڈے ٹائمز" پڑھتا تھا۔
ایک صبح، پالش والے نے سی ای او سے پوچھا:
"اسٹاک مارکیٹ کی صورتحال کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟"
CEO۔ نے طنز سے پوچھا: "آپ کو اس موضوع میں اتنی دلچسپی کیوں ہے؟"
پالش والے نے جواب دیا: آپ کے بینک میں میرے 300 کروڑ روپے جمع ہیں اور میں اس رقم کا کچھ حصہ اسٹاک مارکیٹ میں لگانے کا سوچ رہا ہوں۔
CEO۔ نے طنزاً مسکراتے ہوئے کہا: "ہاں ٹھیک ہے! تمہارا نام کیا ہے؟"
پالش والا جواب دیتا ہے: "آصف پالش والا"
اپنے بینک واپس آنے پر، CEO نے اکاؤنٹ مینیجر سے پوچھا:
" کیا ہمارے پاس آصف پالش والا نام کا کوئی صارف ہے؟"
مینیجر نے جواب دیا: "بالکل، وہ ایک معزز صارف ہے! اس کے اکاؤنٹ میں 300 کروڑ روپے ہیں۔" CEO ششدر رہ گیا۔
اگلے دن، جوتے شائن کرواتے ہوئے،CEO نے پالش والے سے کہا:

"مسٹر آصف پالش والا، میں آپ کو اگلے ہفتے ہماری بورڈ میٹنگ میں مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کرنا چاہتا ہوں۔ ہم آپکی زندگی کی کہانی سننا چاہتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم بہت کچھ سیکھیں گے۔"

اگلے ہفتے، بورڈ کی میٹنگ میں CEO نے بورڈ ممبران سے پالش والے کا تعارف کرایا:
"ہم سب مسٹر آصف پالش والا کو جانتے ہیں، جو ہمارے جوتوں کو بے مثال چمکاتے ہیں لیکن وہ ہمارے قابل قدر کسٹمر بھی ہیں جن کے اکاؤنٹ میں 300 کروڑ روپے ہیں. میں نے انہیں اپنی زندگی کی کہانی بتانے کے لیے مدعو کیا ہے۔ مہربانی کر کے مسٹر پالش والا بتائیں۔"

آصف اپنی زندگی کی کہانی بیان کرتا ہے:

ہم دو بھائ تھے . تیس سال قبل اپنی جوانی میں، میں نے چکوال سے اسلام آباد ہجرت کی۔ بھوک اور تھکن سے مجبور، میں نے کام کی تلاش شروع کی، اچانک، مجھے فٹ پاتھ پر دس کا ایک نوٹ ملا اور میں نےکچھ سیب خریدے....
میرے پاس دو راستے تھے: اپنی بھوک مٹانے کے لیے سیب کھاؤں یا کوئی کاروبار شروع کروں....

میں نے سیب بیچے اور پیسوں سے مزید سیب خریدے....
اس طرح میں نے پیسہ جمع کرنا شروع کر دیا ۔ پھر میں نے استعمال شدہ برش اور جوتوں کی پالش کا ایک سیٹ خرید لیا اور جوتے چمکانے کا کاروبار شروع کیا۔

میں نے کفایت شعاری سے زندگی گزاری، تفریح یا دنیاوی اشیا پر کوئی پیسہ خرچ نہیں کیا اور ایک ایک روپیہ بچایا۔
کچھ عرصے بعد، میں نے نئے برش، مختلف قسم کی پالشیں اور ایک کرسی خریدی تاکہ میرے کلائنٹ آرام سے بیٹھ سکیں....

میں نے کفایت شعاری سے جینا جاری رکھا اور ہر ممکن بچت کی. پھر چند سال پہلے، بازار میں چھوٹی سی دوکان خالی ہوئی تو میں نے خرید لی اور اسے کرائے پر چڑھا دیا آمدنی بڑھی تو کاروبار کو مزید بڑھایا۔

آخرکار معاملہ چلتا رہا ، تقریباً چھ ماہ قبل میرا بڑا بھائی، جو تیس سال پہلے کچھ پڑھ لکھ کر آرمی میں بھرتی ہو گیا تھا اور ترقی کرتے کرتے جنرل بن گیا تھا اوراس نے زندگی بھر شادی نہی کی تھی نہ ھی کبھی مجھے منہ لگایا تھا انتقال کر گیا میں ھی اس

کا واحد وارث ھوں اور وہ میرے لیے 800 کروڑ روپے کی اندرون ملک اور بیرون ملک جائیداد اور تینن سو کروڑ نقد کی صورت میں چھوڑ گیا جو میں نے آپ کے بینک میں جمع کرادیئے تھے اور اب میں آپ کے سامنے ھوں ۔

سبق : ریاست صرف جرنیلوں کے لیئے بچت کا ذریعہ ھے ۔

کیا خوب فرمایا ھے جالب نے ---

اپنوں نے وہ رنج دئے ہیں بیگانے یاد آتے ہیں
دیکھ کے اس بستی کی حالت ویرانے یاد آتے ہیں

اس نگری میں قدم قدم پہ سر کو جھکانا پڑتا ہے
اس نگری میں قدم قدم پر بت خانے یاد آتے ہیں

جن کے کارن آج ہمارے حال پہ دنیا ہنستی ہے
کتنے ظالم چہرے جانے پہچانے یاد آتے ہیں

****

امریکہ نے جنگ کے دوران ویت نامی انقلابیوں سے مذاکرات کے لیے پیرس میں ملاقات کا فیصلہ کیا۔ امریکیوں نے ویت نامی وفد کے لیے اعلیٰ ہوٹل اور ہر طرح کی سہولتوں کا انتظام کیا، لیکن وفد نے ان آسائشوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ایک ویتنامی طالب علم کے سادہ گھر میں قیام کیا۔

انہوں نے کہا کہ اگر وہ آرام و آسائش اختیار کریں گے تو ان کا ضمیر بدل سکتا ہے، اس لیے وہ سادگی پر قائم رہنا چاہتے ہیں۔ آخرکار انہی مذاکرات کے نتیجے میں امریکی قبضہ ختم ہوا۔ ویت نامی وفد نے یہ پیغام دیا کہ جو شخص اپنا ضمیر بیچ دیتا ہے، وہ اپنا وطن بھی بیچ دیتا ہے۔

****

غدار اور اقتدار ... الوداع 2025..

پاکستان خدا کے فضل سے پوری کائنات میں پایا جانے والا ایسا خطہ ھے جہاں ہر چند سال بعد غدار اور وفا دار کی تعریف بدل جاتی ھے ۔ چند سال پہلے جن کو گدی سے پکڑ پکڑ کر اقتدار سے باھر کیا جاتا ھے ان کے ارشادات کچھ اس طرح کے تھے ---

بمبئ حملے پاکستان سے ھوئے ۔ .. نواز شریف

طالبان پنجاب میں دھماکے نہ کریں ۔ شہباز شریف

میں جرنیلوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا ..۔ آصف زرداری۔

فوج عوام کی ھڈیوں پر لگا ھوا گوشت نوچ نوچ کر کھا رھی ھے ۔ خواجہ آصف۔

یہ جو دھشت گردی ھے اس کے پیچھے وردی ھے ۔ مریم نواز ۔

پھر ان غداروں کو نہلا دھلا کر جی ایچ کیؤ کے پوتر استھان پر پوتر پانی سے بپتسمہ دے تمام کے تمام کیسز عدالتوں سے واپس لے کر حتی کہ جن درجنوں کیسز میں سزائیں سنائ جا چکی تھیں وہ سب یک جنبش قلم ختم کر کے وزیر اعظم، وزیر دفاع ، وزیر اعلی پنجاب وغیرہ بنا دیا جاتا ھے اور کھربوں روپے کے قرضے پانی میں بلبلے کی طرح ایک ایک گھنٹے میں اعلی عدالتوں میں ختم ھو جاتے ھیں ۔ واہ ڑے واہ --- جو بندہ راک ووڈ پیلس یعنی سرے پیلس کی کرپشن کے پیسے سے خریداری اور ملکیت کا ببانگ دھل اعلان کرتا تھا اسکو صدر پاکستان بنا دیا جاتا ھے --

فیلڈ مارشل چیف آف ڈیفینس اسٹاف سید عاصم منیر پاکستان کے مسیحا ھیں ۔ علما و مشائخ کانفرنس کا اعلامیہ ۔ یہی کرایہ کے ٹٹو چند سال پہلے فوج کے ان ڈائریکٹ مسیحائے اعظم عمران خان کی ایسی ایسی تعریفیں اور خصوصیات بیان کرتے تھے کہ ان خوشامدیوں کے رخصت ھونے کے بعد عمران خان بار بار شیشے میں خود کو دیکھ کر سوچتے تھےکہ اچھا یہ یہ خصوصیات اور خوبیاں بھی مجھ میں ھیں مجھے تو پتا ھی نہی تھا ۔

جناب رؤف آغا نے معانی خیز مکالمہ بطور ریفرنس بیان کیا ہے --
” پاکستانی فوج سیاسی قیادت کو کیوں اُبھرنے نہیں دیتی؟ اصل مسئلے کی مکمل وضاحت ..

پاکستان کی پوری سیاسی تاریخ ایک ناقابلِ تردید حقیقت کو ثابت کرتی ہے:
یہاں فوج کسی بھی سیاسی لیڈر، عوامی بیانیے یا جمہوری ڈھانچے کو مستقل طور پر مضبوط ہونے نہیں دیتی۔ ہر دور میں ایک ہی فارمولا دہرایا گیا ہے اور اتنے تسلسل کے ساتھ کہ اب یہ حادثہ نہیں، بلکہ ایک باقاعدہ ادارہ جاتی نمونہ بن چکا ہے۔

سب سے پہلے سیاسی رہنما کو "غدار" قرار دیا جاتا ہے۔
پھر اسے جیل میں ڈالا جاتا ہے، اس کی جماعت کو توڑا جاتا ہے، اس کے ساتھیوں کو خاموش کرایا جاتا ہے۔
اور جہاں خطرہ مکمل طور پر ختم نہ ہو اسے راستے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔
یہ تمام کارروائیاں کسی ایک فرد کی وجہ سے نہیں ہوتیں، بلکہ ایک ایسے طاقتور ڈھانچے کی وجہ سے ہوتی ہیں جو ریاست سے بالا تر ہو چکا ہے۔

یہ حقیقت ایک مشہور جملے میں سمٹ جاتی ہے:
دنیا کے ہر ملک کی ایک فوج ہوتی ہے، مگر پاکستان وہ ملک ہے جو فوج کا ہے۔

صرف چند جرنیل نہیں یہ پورے ادارے کی سوچ ہے ۔
ہر دور میں کچھ موسمی تجزیہ کار یہ دلیل دیتے ہیں کہ مسئلہ چند جرنیلوں کا ہے یا فلاں آرمی چیف غلط تھا۔

مگر سوال یہ ہے:
اگر مسئلہ صرف چند افراد کا ہے تو 76 سال میں ایک بھی اچھا آرمی چیف کیوں پیدا نہ ہو سکا؟

یہ تضاد خود بتاتا ہے کہ مسئلہ افراد کا نہیں، ادارے کے ڈھانچے کا ہے وہ ڈھانچہ جو سیاسی اختیار کو اپنے لیے خطرہ سمجھتا ہے۔

پاکستان کا اصل فوجی معاشی بوجھ --- اصل تصویر ھے کیا ؟
ریاستی بجٹ میں فوج کے اخراجات ایک محدود رقم کے طور پر دکھائے جاتے ہیں، لیکن حقیقت اس سے کئی گنا بڑی ہے۔ جب تمام اخراجات کو ملا کر دیکھا جائے تو پورا منظر یکسر بدل جاتا ہے۔

1 . دفاعی بجٹ (براہِ راست اخراجات)
ہر سال تقریباً 2.55 کھرب روپے ریاست براہِ راست فوجی اخراجات پر خرچ کرتی ہے۔جو موجودہ شرحِ تبادلہ کے مطابق تقریباً 9 ارب ڈالر بنتا ہے۔

2 . فوجی پنشن (ریاستی خزانے سے علیحدہ)
پنشن کے لیے سالانہ 742 ارب روپے ادا کیے جاتے ہیں یہ دفاعی بجٹ میں شامل ہی نہیں ہوتے-جو ڈالر میں تقریباً 2.6 ارب ڈالر بنتا ہے-

3 . مراعات، سبسڈیاں اور اشرافیائی فائدے
بین الاقوامی جائزوں کے مطابق پاکستان کی اشرافیہ جس میں فوج بھی نمایاں حصہ دار ہے ہر سال 17 سے 22 ارب ڈالر کے برابر ٹیکس چھوٹ، زمینیں، پلاٹس، کاروباری مراعات اور ریاستی وسائل حاصل کرتی ہے-

یعنی سرکاری دفاعی بجٹ سے تین سے چار گنا زیادہ-
یہ اخراجات بجٹ میں پوری طرح دکھائے نہیں جاتے، لیکن معاشی بوجھ کے طور پر قوم انہیں برداشت کرتی ہے-

اصل مسئلہ فوج کا معاشی مفاد اور طاقت کا جال
پاکستان میں تقریباً ۵۰ لاکھ حاضر سروس اور ریٹائرڈ فوجی اہلکاروں کی پوری معاشی زندگی پنشن، پلاٹس، ٹیکس استثنیٰ، اسٹیل ملز، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹیز، فوجی فاؤنڈیشنز، کارپوریشنز، کنٹریکٹس، کاروباری ایمپائرسب کچھ ایک ہی ادارے کے گرد گھومتا ہے-

یہ معاشی جال اتنا بڑا ہو چکا ہے کہ اسے محفوظ رکھنا خود فوج کی پہلی ترجیح بن گیا ہے- اس لیے آرمی چیف کا نام کچھ بھی ہو
چہرے بدل سکتے ہیں، بیانیے بدل سکتے ہیں، مگر فوج کے معاشی مفادات کے تحفظ کی پالیسی کبھی نہیں بدلتی-

اسی لیے فوج ہر سیاسی قوت، ہر عوامی قیادت اور ہر جمہوری تصور کو وجودی خطرہ سمجھتی ہے-کیونکہ اگر سیاسی قیادت مضبوط ہو گئی، تو فوج کی معاشی سلطنت لرز جائے گی- اور یہ وہ چیز ہے جو فوج نہ کبھی ہونے دیتی ہے، نہ ہونے دے سکتی ہے-

اصل بیماری وہ طاقتور نظام ہے جو
1970 سے جاگیرداروں ، فاشسٹ وڈیروں، قرضہ خور سرمایہ داروں، فرقہ پرست ملاؤں ، کھلاڑیوں کو جمہوری لیڈر بنا کر عوام کے سامنےپیش کرتا ھے ۔ پھر اسی لے پالک لیڈر کو غدار بناتا ہے، ہر سیاسی جماعت کو توڑتا ہے، اس کے پیٹریاٹ، نیشنل ، ترقی پسند ، حقیقی وغیرہ گروپ بنا دیتا ھے ۔

پہلے خون آشام لسانی تنظیموں کی برسوں پرورش کر کے ان کو قتل و غارت گری اور دہشت گردی کی کھلی چھٹی دیتا ھے پھر اپنی حکم عدولی پر آپریشن شروع ھو جاتا ھے جس میں قاتلوں سے زیادہ عام آدمی مارا جاتا ھے ۔
ہر عوامی فیصلے کو کمزور کرتا ہے اور ریاست کو عوام کی بجائے فوج کی ملکیت بنا دیتا ہے۔
جب تک یہ ڈھانچہ قائم ہے:

لیڈر اُبھارے جائیں گے، مگر زندہ نہیں رہنے دیے جائیں گے۔
پارٹیاں بنائ جائیں گی، مگر ٹکڑے کیے جائیں گے۔
عوام ووٹ ڈالیں گے، مگر حکومت کہیں اور بنے گی۔
اور پاکستان ہمیشہ عوام نہیں، فوج کے قبضے میں رہے گا۔ "

اب حسب عادت ایک واقعہ سنتے جائیں ---
کنڈیکٹر کو کرایہ دینے کے لیے سائیڈ جیب میں ہاتھ ڈالنے لگے
تو ساتھ بیٹھےاجنبی نے اُن کا ہاتھ سختی سے پکڑتے ہوئے کہا
"نہیں بابو صاحب ! آپکا کرایہ میں دیتا ہوں."

بابو نے بہت کہا کہ وہ اپنا کرایہ خود دے گا لیکن اجنبی بہت مہربان ہو رہا تھا اور اُسکا کرایہ کنڈیکٹر کو دےدیا...

اگلے سٹاپ پر اجنبی بس سے اُترا اور بابو کسی چیز کو جیب سےنکالنے لگا تو سر تھام کر بیٹھ گیا,اُس اجنبی نے اُس کی جیب کا صفایا کر دیا تھا....

دوسرے دن بابو صاحب نے اُس چور کو بازار میں پکڑا تو وہ چور بابو کو گلے لگا کررونے لگا."

بابو صاحب ! مجھے معاف کر دو تم سےچوری کرنے کے بعد میری بیٹی مرگئی"

بابو نے نرم دلی کےساتھ اُس کو معاف کردیا...

چور چلا گیا لیکن گلے ملتےوقت اُس نے پھر بابو کی جیب کا صفایا کر دیا تھا...

چند دن بعد بابو صاحب موٹرسائیکل پر کہیں جا رہے تھے کہ راستےمیں اُن کو اُس چورنے روکا....

چور نے روتے ہوئے بابو صاحب سے معافی مانگی ، بابو کو اُس کے سارے پیسے بھی لوٹا دیے اور پاس کی دوکان میں لے جا کر کولڈ ڈرِنک پِلانے کے بعد چلا گیا.....

بابو خوشی خوشی جب اپنی موٹرسائیکل کے والی جگہ آیا تو دیکھا کہ اِس بار چور اُسکی موٹر سائیکل لے گیا تھا

اب یہی حال ہِماری عوام اور ہمارے حُکمرانوں کا ہے عوام بار بار اُن پر اعتماد کرتے ہیں اور حُکمران ہر بار اُنہیں نئے نئے طریقے سے لُوٹتے ہیں...!

عوام کھبی روٹی کپڑا اور مکان کے غیر انسانی نعرے کے پیچھے دوڑ پڑتے ھیں ، کھبی نظام مصطفی کی لے پر مست قلندر بن جاتے ھیں ، کھبی جرنیلی اسلامی نظام کی مالا جپتے نظر آتے ھیں ، کھبی جرنیلی روشن خیالی اور سب سے پہلے پاکستان کے پرویز مشرف ازم پر محو رقص نظر آتے ھیں ، کھبی ان کو زندہ ھے فلاں زندہ ھے کی دھن پر مست دیکھا جا سکتا ھے ، کھبی دختر مشرق کا ڈرامہ چل پڑتا ھے ، کھبی جاگ پنجابی جاگ کا نعرہ جی ایچ کیؤ میں تخلیق کیا جا رھا ھوتا ھے ، کھبی جی ایچ کیؤ کا تخلیق کردہ گانا جب آئے گا عمران سب کی جان بنے گا نیا پاکستان چل رھا ھوتا ھے اور اسد عمر، شاہ محمود قریشی، موٹو گینگ ، اسد قیصر، بابر علی ، شوکت ترین ، علیم خان، شوگر کنگ ترین، فرح گوگی، زلفی چکنا ، شہزاد اکبر، شیخ رشید جیسے ففتھ کلاس لوگ جنرل باجوہ اور جنرل فیض حمید کی گائیڈ لائن پر نیا پاکستان تخلیق کرنا چاہ رھے تھے - ان دونوں جرنیلوں اور ان کے تمام سابقہ و موجودہ پنٹروں کو سو سو کوڑے لیاقت باغ میں مارے جانے چاہییں-

بہت طویل داستان ھے -- کہاں تک سنو گے ---

لیکن عوام ھیں کہ عقل کے اندھے ھیں....!!! رھے نام جی ایچ کیؤ کا --

****

کیا پاکستان اور انڈیا کے لوگوں میں نفرت ختم ہو سکتی ہے؟

کیا پاکستان اور انڈیا کے لوگوں میں نفرت ختم ہو سکتی ہے؟
اور اس کے لیئے ہم کیا کر سکتے ہیں؟

ھمارے ایک بہت پڑھے لکھے دوست ہیں ، مطالعہ بہت وسیع ہے ، برصغیر کے معاملات پر انتہائی گہری نظر رکھتے ہیں انہوں نے 5 جون 2025 کی صبح ھم سے یہ سوال کر کے ایک وسیع ڈائیلاگ کو نئے سرے سے شروع کر دیا ہے ۔

دیکھیئے جیؤ پولیٹیکل معاملات جلیبی کی طرح الجھے ہوئے ہوتے ھیں ، جیؤ پولیٹیکل معاملات میں جو نظر آ رھا ھوتا ھے وہ ھوتا نہی ھے اور جو نظر نہی آتا وہ ھو رھا ھوتا ھے ۔
سب سے پہلی بات تو ھم یہ واضح کر دیں کہ پاکستانی عوام بھارت کے لوگوں سے نفرت نہی کرتے ۔
بھارت میں اکھنڈ بھارت کا فلسفہ عشروں سے موجود تو ضرور ھے لیکن یہ کیسے وقوع پذیر ھوگا یہ خود اکھنڈی بھی نہی جانتے !

بھارت میں جو لوگ یا گروہ اکھنڈ بھارت کے ہوائی قلعے بناتے رہتے ہیں ھم ان سوچ و فکر سے عاری لوگوں اور گروہوں سے یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ آپ سے بھارت کے چھبیس کروڑ مسلمان تو سنبھلتے نہی ہیں تو پاکستان کے ستائیس کروڑ اور بنگلہ دیش کے انتیس کروڑ مسلمان سب ملا کر تقریباً اسی کروڑ سے زیادہ مسلمان کیسے سنبھل سکیں گے ؟
اکھنڈتا کے پرچارک سے پوچھا جانا چاہیئے کہ پندرہ کروڑ پاکستانی پنجابیوں ، پانچ کروڑ پختونوں ، دو کروڑ سندھیوں ، چار کروڑ اردو بولنے والوں ، ایک کروڑ بلوچوں کو اور انتیس کروڑ بنگالی جنتا کو آپ کیسے کنٹرول کریں گے کہ ان تمام اقوام میں ایک سے بڑھ کر ایک فسادی کھلاڑی موجود ھے یہ سب ملکر اکھنڈ بھارت کی پھنگی بجا دیں گے اور جو بچا کچا بھارت ھے اس کو ڈکار لیئے بغیر ھڑپ کر جائیں گے۔
جسطرح بھارت میں ھندتوا کی اکھنڈ بھارت کی بغیر سوچی سمجھی لفاظیاں ہوتی ہیں ویسے ہی بھارت کو ڈراوئے دینے کے لیئے پاکستانی کھلاڑیوں نے غزوۃ الہند کا ڈول بھی ڈالا ہوا ہے ، اکھنڈ بھارت کے مقابلے پریہ داستان بھارتیوں کو ڈراوئے دینے کے لیئے سنائی جاتی رہی ہے۔ بھلا ہم کیوں پیچھے رہیں -- ہم بھی قصے کہانیاں گھڑنے اور سنانے میں مہارت رکھتے ہیں ۔

بہرحال ایک بات تو بالکل صاف ہے کہ دونوں طرف عوام ایکدوسرے سے نفرت نہی کرتے ۔
تو اب مسئلہ ہے کیا ؟ پاکستان بھارت مسئلہ کثیر الجہتی ہے ۔
بھارت کا ڈیفنس بجٹ اسی ارب ڈالر کو چھو رہا ھے اس بجٹ کا ستر فیصد یعنی چھپن 56 ارب ڈالر ملٹری ہارڈ ویئر خریدنے میں لگ جاتا ھے ، اسی طرح پاکستان بھی 5 ارب ڈالر کا دفاعی ساز و سامان دنیا بھر سے خرید رھا ہے ۔ جن ملٹری ہارڈ وئیر بنانے والی کارپوریشنز کی جیبوں میں یہ 61 ارب ڈالر جا رہے ہیں وہ کسی بھی صورت ان دونوں ملکوں کے درمیان امن نہی چاہیں گی لیکن یہ معمولی ایشو ھے کیونکہ پاکستان اور بھارت ہزاروں ارب ڈالرز اور اربوں صارفین کی کاروباری سرزمین ھے ۔
جیؤ پولیٹکل معاملات بھی بہت سنگین ہیں سویت یونین کے خاتمے کے بعد امریکنز چین کو قابو کرنے کے لیئے بھارت کو ہر طرح سے تیار کرنے میں پورا پورا دفاعی ،معاشی تعاون کر رھے ہیں بھارت کے ایسے ناز نخرے اٹھائے جا رہے ہیں جیسے افغان وار کے دوران پاکستانی جرنیلوں کے ناز نخرے اٹھائے جاتے تھے اگر کسی پاکستانی جنرل کو چھینک بھی آ جاتی تھی تو رونالڈ ریگن سمیت سی آئ اے کو بخار چڑھ جاتا تھا بالکل اسی طرح امریکن ایک عشرے سے نریندرا مودی کے ناز نخرے اٹھا کر مودی کو ایشیاء کا لیڈر بتا رھےھیں جیسے کبھی پاکستانی جرنیلوں کو دنیا میں امن کی ضمانت بتایا جاتا رھا تھا ۔ امن کی ضمانت پاکستانی جرنیلوں کو تو سی آئ اے نے آموں کی پیٹیوں کے حوالے کر دیا تھا لیکن مودی کے ساتھ کیا ھوگا کسی کو کچھ پتا نہی ۔ سوچ کس کی ہوتی ھے ؟ منصوبہ کون بناتا ھے ؟ فنڈنگ کون کرتا ھے ؟ منصوبے کو آپریشنل کون کرتا ھے ؟ منصوبے پر عمل درآمد کون کرتا ھے ؟ بہت زیادہ پہلو ھوتے ہیں جو نہ پاکستانی جرنیلوں کے علم میں تھے نہ ھی مودی جیسے شاہکار نفسیاتی کو پتا لگیں گے ۔
آئیے اس صورتحال کو ایک وسیع کینوس پر دیکھتے ہیں اس وسیع کینوس پر چین سب سے اھم فیکٹر ھے ۔
چین کی موجودہ آبادی ایک ارب چالیس کروڑ ہے اتنی بڑی آبادی کی معاشی و سماجی ضروریات کو پورا کرنا انتہائ مشکل ترین کام ہے اس کے لیئے ہر بالغ چینی کو سر جھکا کر کام کرنا پڑتا ہے ، چین بجائے خود ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے لیکن جدید چینی ریاست کے معمار ڈینگ زیاؤ پنگ نے مارچ 1978 ایک پالیسی نافذ کر دی تھی کہ کام کام اور صرف کام ھر بالغ چینی کا مذہب ھوگا اور اسکے بدلے میں ریاست اپنے ہر شہری کو تمام ممکنہ سہولیات دے گی ۔ اسکے ساتھ ساتھ لاکھوں چینی طالب علموں کو اسکالرشپ پر مغرب کی بڑی یونیورسٹیز میں اعلیٰ تعلیم کے لیئے بیجھا گیا جنھوں نے دنیا بھر کی ٹیکنالوجی سیکھی اور ایک ھی عشرے بعد چین کو ترقی کی ایسی راہ پر ڈال دیا جسکا توڑ دنیا میں کسی انسان کے پاس نہی ھے ، ڈینگ زیاؤ پنگ کے بعد جیانگ زی من اور ہو جن تاؤ نے بھی سائنس و ٹیکنالوجی کے تعلیمی اور معاشی فروغ کے تسلسل کو مزید آگے بڑھایا اور بات شی جی پنگ تک آ پہنچی جنہوں نے چینی ترقی

کو اسطرح بڑھایا کہ زمین ھو یا زیر زمین ھو یا سطح آب ھو یا زیر آب ، فضاء ھو یا خلاء ہر جگہ چین بیٹھا ہوا ہے ، دنیا بھر کے سپر کمپیوٹرائزیشن میں چینی ہارڈویئرگسھا ہوا ہے زمین کے اندر ہو یا سمندر کے اندر چین کہاں نہی ھے ؟ سمندروں میں انٹر نیٹ کیبل ھو، گھروں اور دفاترمیں وائ فائ ڈیوائس ، لیپ ٹاپ ھو یا ٹیبلٹ ، نوکیا ھو یا آئ فون یا موٹرولا ، سی سی ٹی وی ھو موبائل ڈیوائسز ، لیپ ٹاپ ، ٹیبلیٹ میں استعمال ھونے والی لیتھیم بیٹریاں ھوں ، پوری دنیا کے سیٹلائٹ چینی سازوسامان سے لبریز ھیں ، یا امریکی صدر کے زیر استعمال ٹوتھ برش ، قلم ، چشمے کے فریم اور تمام کا تمام انٹرکام سسٹم سب کے سب میڈ ان چائنا ھیں حتیٰ کہ امریکی صدر کی کھانے کی میز پر سجی کراکری بھی چینی ساختہ ھیں حتیٰ کہ امریکی صدر ٹرمپ کے دانتوں کی روٹ کنال میں اور امپلانٹس میں استعمال ھونے والی اشیاء اور کف لنکس تک چینی ساختہ ہیں -

آپ بھی سوچ رہے ھونگے کہ پاکستان و بھارت کے بیچ میں چین کی بات کہاں سے آ گئ ، چین کی اکنامک پالیسی میں پاکستان سب سے اھم کریکٹر ھے ، چین کی اکنامک پالیسی کو سمجھے بنا ان معاملات کو سمجھنا مشکل ھے ، اور چین کو سمجھنے کے لیئے شی جی پنگ کو سمجھنا پڑے گا ، سنجیدہ مسکراہٹ سجائے انتہائی کم گو شی جی پنگ ایک ایسا بوتل کا جن ھے جو بوتل سے آزاد ھو گیا ھے، شی جی پنگ نے اپنی نائب صدارت کے پانچ سالہ دور2008~2103 کے دوران چین کی ایکسپورٹ پالیسی کو انتہائ تیز رفتاری سے آگے بڑھایا اور دنیا بھر میں چین چھا گیا ، 2013 میں جب شی جی پنگ صدر بنے تو ان کی معاشی پالیسی تو چل ھی رھی تھی صدر بننے کے بعد شی جی پنگ نے دفاعی ساز و سامان اور جدید جنگی ٹیکنالوجی کو اپنا ٹارگٹ بنا ڈالا اور دنیا بھر کی ڈیفنس مارکیٹ میں بھی چین چھا گیا -

آئیے چین کے موجودہ ٹریڈ روٹ پر نظر ڈالیں ، چین کی ایکسپورٹ اور امپورٹ کا زیادہ دارومدار سمندر کے ذریعہ رھا ھے جسپر وقت اور خرچہ بہت زیادہ ھوتا ھے ، چین تیار اشیاء کی ایکسپورٹ تو کرتا ھے ساتھ ھی خام مال بھی بے تحاشہ امپورٹ کرتا ھے جس میں خام تیل ، کاٹن یارن، اسکریپ دھاتیں ، پولیمر ، پلاسٹک اسکریپ ، کیمیکلز وغیرہ شامل ھیں۔ مڈل ایسٹ ، افریقہ ، یورپ ، امریکہ سے چین زیادہ ترایکسپورٹ امپورٹ سمندر کے راستے کرتا ھے جو ملائشیا اور انڈونیشیا کے درمیان واقع ایک تنگ سمندری راستے سے ھوتی ھے جسے Strait of Malaya کہا جاتا ھے اس راستے سے چین آنے جانے کا سفر تیس سے پچاس دنوں کا ھوتا ھے یعنی مڈل ایسٹ سے تیس دن ، افریقہ تک پینتس دن ، یورپ سے چالیس دن ، لاطینی امریکہ تک پینتالس دن اور شمالی امریکہ تک پچاس دن سے زائد لگ جاتے ھیں - فی الحال ھم خود کو سی پیک تک محدود رکھتے ھیں مثال کے طور پر مڈل ایسٹ سے چین کو تیل کی سپلائی کا سفرسمندری راستے سے بارہ ہزار کلو میٹر تک ھے اور اس میں کم سے کم تیس دن لگ جاتے ہیں لیکن سی پیک روٹ شروع ھونے پر گوادر کے راستے یہ سفر چار ھزار کلو

میٹر سے بھی کم رہ جائے گا اور تیل کو چین پہچنے تک صرف پانچ سے چھ دن لگیں گے اور سفری خرچ آدھے سے بھی کم ھو جائے گا۔
چین دنیا بھر میں بندرگاھوں کی تعمیر و ترقی میں کئ سو ارب ڈالرز کی سرمایہ کاری کر چکا ھے ،چین سے باھر 115 پورٹس پر جین کی بھاری سرمایہ کاری ھے ، 17 پورٹس چین کی ملکیت ھیں ، ان میں سے 14 پورٹس ایسی بھی ھیں جنکو چائینیز نیوی بھی استعمال کر سکتی ھے ۔

چین کی ایکسپورٹ کا والیم 2025 میں ساڑھے تین ہزار ارب ڈالر کوکراس کر چکا ھے ساتھ ھی چین دنیا بھر سے تین ہزار ارب ڈالرز کی اشیاء امپورٹ بھی کررھا ھے ۔ یعنی دنیا کی معیشتوں کا بہت بڑا حصہ چینی معیشت سے جڑا ھوا ھے ۔

اب جو سب سے اھم بات یہ کہ چین 2035 تک اپنی ایکسپورٹ دس ہزار ارب ڈالر تک لے جانے کی تیاریاں کر چکا ہے لاگت کم کرنے کے لیئے مختصر اور طویل زمینی روٹس پر کام بہت تیزی سے جاری ھے، یہ ایکسپورٹ ٹارگٹ پورا کرنے کے لیئے چین امریکہ اور یورپ کی معیشتوں کو کھا جائے گا ،اسی لیئے چین کا راستہ روکنے کے لیئے امریکنز مختلف حربے استعمال کر رھے ہیں۔
پاکستان کے حوالے سے پہلے یہ بات سمجھ لی جائے ۔
یہ تو میں بتا ھی چکا ھوں کہ چین کی امپورٹ ایکسپورٹ کا زیادہ تر دارومدار سمندری راستے سے ھے جو ملائشیا اور انڈونیشیا کے درمیان واقع تنگ سمندری راستے strait of Malaya کہلاتا ھے اس سمندری راستے کو امریکن اور بھارتی بحریہ کسی بھی وقت بند کر سکتی ھے ظاھر ھے کہ چین اسکی شدید مزاحمت کرے گا جس سے اس سمندری راستے میں جنگ کا ما حول بن جائے گا اور تمام تر سمندری تجارتی سرگرمیاں معطل ھو جائیں گی ایسی کسی صورتحال کا سامنا کرنے کے لیئے ھی چین نے کئ عشرے پہلے ھی پلاننگ کر لی تھی ۔
سی پیک چین کا معاشی ترقی کا بظاہر صرف ایک واحد زمینی راستہ نہی ھے چین اور بھی کئ زمینی راستوں پر ون بیلٹ ون روڈ کے تصور پر تیزی سے عملی کام کر رھا ھے لیکن یہ راز کی بات آپ کو بتاتا چلوں کہ چین کسی بھی مسئلے کو آرام و سکون سے حل کرتا ھے کوئ جلد بازی ، نعرے بازی ، ہڑبونگ یا کسی قسم کی ریاست کے اندر ریاست ، کسی قسم کی اسٹریٹیجک ڈیپتھ کی ذلت آمیز شیطانی حرکات کا کوئ سوچ بھی نہی سکتا ۔ لیکن چینی تاریخ میں یہ پہلی بار ھوا ھے کہ چین نے سی پیک کو اپنی ناک کا مسئلہ بنا لیا ھے اورامریکہ کو سبق سکھانے کا فیصلہ کرکے پہلے پاکستان ایئر فورس کے ہاتھوں بھارت کے ٹڈی رافائل ، MIG 29 ،SU- 30 کی پھینٹی لگوا دی اور اب آگے مزید بات بڑھے گی تو امریکی F-35 کی پھنٹی تک جائے گی جب ھی تو 11 جون 2025 کوامریکی سینٹ میں امریکن سینٹرل کمانڈ ، سینٹ کام کے چیف جنرل مائیکل ایرک کوریلا نے اپنی بریفنگ میں پورے وقت پاکستان کے نخرے اٹھائے رکھے

کیونکہ سینٹ کام کو اپنی پڑ گئ ھے کہ PL-17 کی رینج 400 کلو میٹر ھے جو بحیرۂ ہند و بحیرۂ عرب میں لنگر انداز سینٹ کام کے ائیرکرافٹ کیرئر سمیت دیگر پندرہ بحری ٹڈیوں کو کسی بھی وقت خاموشی سے نگل جائیں گے اور جنرل کوریلا کو گوریلا میں ٹرانسپلانٹ کر دیا جا سکے گا ۔

امریکہ براہ راست تو چین کے سی پیک کے راستے میں روڑے نہیں اٹکا سکتا لیکن وہ بھارت کو استعمال کر رہا ہے کہ سی پیک کا جو بہت اہم حصہ بلوچستان اور خیبر پختونخواہ کے کچھ علاقوں سے گزرے گا اس میں گڑبڑ پھیلانے کے لیے امریکنز بھارت کو استعمال کر رہے ہیں، چین کو اچھی طریقے سے یہ بات پتہ ہے کہ بھارت امریکہ کے ہاتھوں بلوچستان میں استعمال ہو رہا ہے تو اس لیے اس نے خاص طور پر پاکستان ایئر فورس کو اتنا زیادہ مضبوط کر دیا ہے کہ بھارت کسی بھی قسم کی گڑبڑ کرے تو اس کو اچھے طریقے سے سبق سکھایا جاسکے اوراس پر پاکستان ائیر فورس نے عمل بھی کر دکھایا۔ اس کے علاوہ چین بلوچستان کے معاملات اپنے ھاتوں میں لینے والا ھے اور اس کے لیئے زمین ، زیر زمین ، سطح سمندر ، فضا اور خلاء سب کو استعمال کیا جاۓ گا ، اس وقت اس سے زیادہ کہنا مناسب نہی ھوگا ۔
اب چین کا فوری منصوبہ یہ ھے کہ پاکستان ائیرفورس کو جدید ترین J-35 اسٹیلتھ طیاروں سے لیس کردیا جاۓ تاکہ بھارت کے سر پر ہمیشہ پاکستان ائیر فورس کی تیز دھار تلوار لٹکتی رھے۔ بھارت تو کیا بحیرہ عرب اور بحیرۂ ھند میں بھی لنگر انداز امریکن طیارہ بردار جہازوں کے ریڈارز بھی ان طیاروں کو نہی دیکھ سکیں گے۔
چین سے خبریں آ رھی ھیں کہ پاکستان ائیر فورس کی ضروریات کا فیصلہ چین اب خود کرے گا اسکے کے لیئے صرف پاکستان ائیر فورس کو اعتماد میں لیا جاۓ گا ، ایک لطیفہ یہ بھی ھو چکا ھے جب 2019~2020 میں چین نے پاکستان ائیر فورس سے J-10 C طیاروں کی ٹریننگ کے لیئے پچاس نوجوان ھوا باز طلب کیئے تو جنرل باجوہ کے ایک قریبی جرنیل نے چینیوں سے پوچھا کہ اتنے ھواباز کیوں چاہیئں ؟ تو ایک چینی میجر جنرل نے کہا کہ جنرل آپ نے کبھی کوئی لڑاکا طیارہ اڑایا ھے تو جنرل صاحب بولے میرا تعلق تو انفنٹری سے ھے میں بھلا کیوں لڑاکا طیارہ اڑانے لگا ؟ میں تو کبھی کسی لڑاکا طیارے کے کاک پٹ میں بھی نہی بیھٹا ۔ اس پر چینی جنرل بولے کہ میرا تعلق توپ خانے سے ھے لیکن میں نے اس J10-C پر ایک سو تیس گھنٹے فلائ کیا ھے اور میرے علاوہ بھی چین میں دو ھزار سے زائد جرنیل ایسے ھیں جو J-10 کے علاوہ بھی کئ جدید طیاروں کو باآسانی اڑا سکتے ھیں آپ کبھی چین آیئے تو ھم آپ کو بھی ایک سال میں ماھر فائیٹر پائیلٹ بنا دیں گے ۔

اب کچھ عرصے سے مغربی میڈیا یہ پروپگنڈہ بھی کر رہا ہے کہ چین پاکستان کو شمالی کوریا جیسی خوفناک فوجی طاقت بنانے کے لیے کام کر رہا ہے تو اب ظاہر ہے کہ جغرافیائی اور جیو پولیٹیکل حالات ہی ایسے بن گئے ہیں کہ بھارت بار بار پاکستان

کو مختلف حیلے بہانوں سے اپنی بھینگی آنکھیں دکھاتا ہے تو اب بحالت مجبوری کہ بھارتی بھینگی آنکھوں کے آپریشن واسطے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔

جس دن یہ مضمون لکھا جا رہا تھا اسی دن بھارتی فضائیہ کے ایک سابق اعلیٰ افسر کا واویلا مغربی و بھارتی میڈیا میں فلیش ہو رھا ھے جس میں وہ فرما رہے ہیں کہ بھارت کو روسی ساختہ جدید ترین اسٹیلتھ طیارہ SU-57 خریدنے سے باز رہنا چاہیئے کیونکہ اس طیارے میں الیکٹرانک کنٹرول ، نیوی گیشن اور راڈار سسٹمز وغیرہ چینی ساختہ ہیں جنکا سورس کوڈ صرف چینی مینوفیکچررز کو پتا ہوتا ہے اور وہ ان سسٹمز کو کسی بھی وقت جام کر سکتے ہیں ۔
سخوئ ایس یو 57 اسٹیلتھ فائٹر کو یونائیٹڈ ایئرکرافٹ کارپوریشن (یو اے سی) کے ذیلی ادارے سخوئ ڈیزائن بیورو نے تیار کیا ہے۔ یہ روس کا ففتھ جنریشن ملٹی رول لڑاکا طیارہ ہے، جو فضائی برتری اور درست اسٹرائیک مشن دونوں کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ Su-57 جدید اسٹیلتھ ٹیکنالوجی، سپر مینیووریبلٹی، اور مسلسل سپرسونک رفتار سے لیس ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ طیارہ روسی ، الیکٹرانکس آلات چینی ساختہ جن پرچینی سیٹلائٹ کنٹرول رھے گا اوراستعمال کنندگان کچے پکے شوخے بھارتی ہواباز جو ہالی ووڈ اور بولی ووڈ کی ائیرفورس موویز دیکھ دیکھ کر خود کو ٹام کروز ، ریتک روشن سمجھ رھے ہیں ۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے !
حالیہ جھڑپوں میں پاکستان ائیر فورس کے ہاتھوں بھارتی طیاروں کی تباھی کو دیکھتے ہوئے امریکی کانگریس کے ارکان نے بھی بھارت کو F-35 طیاروں کی فروخت کے منصوبے کے خلاف احتحجاج کرتے ھوئے کہا ھے کہ بھارت کے غیر سنجیدہ شوخے ہوابازوں سے کچھ بعید بھی نہی ھے کہ بھارتی ہوا باز پاکستان ائیر فورس کے ہاتھوں F-35 کی قبریں تیار کرا دیں جس سے دو ہزار ارب ڈالر کا F-35 پروگرام کا بھٹہ بیٹھ جائے اور دنیا بھر میں امریکن کی مزید بھد اڑائ جائے ۔
کیا پتا کسی دن یہ بھی خبر آ ھی جائے کہ امریکن جن F-22 اور F-35 طیاروں پر طرم خانی دکھا رھے ہیں ان طیاروں کے رڈار ، نیوی گیشن ، الیکٹریفکیشن ، لینڈنگ گئیر سسٹمز چینی ساختہ نکال آئیں ۔
یہ تو صرف ایک ہائ ٹیک مثال ہے ورنہ دنیا بھر کی بڑی مارکیٹ تو چھوڑیئے امیزن کے جنگلات اور افریقہ کے خطرناک ریگستانوں میں بھی چینی اشیاء آپ کو باآسانی مل جائیں گی ۔

چین کو بھارت بارے امریکی پالیسی کا علم ھے شی جی پنگ کی بالکل واضح پالیسی ھے کہ بھارت سے مقابلے اور بحیرۂ عرب میں موجود امریکن سینٹکام کولگام دینے کے لیئے پاکستان کو دفاعی ریاست کی بجائے طاقتور حملہ آور فورس بنا دیا جائے جسکے لیئے طاقتور ائیر فورس بہت ضروری ھے اس لیئے چین ایسے ریڈار سے اوجھل جدید لڑاکا طیارے J-35 اور ان پر لگنے والے لانگ رینج میزائل بن مانگے پاکستان کو دے

رھا ھے جو دنیا کی سوچ سے باہر ھیں ابھی حال میں ھی ھونے والی جھڑپ میں J-10 طیاروں اور ان کے ریڈار پر نظر نہ آنے والے خوفناک طوفانی رفتار والے میزائلوں نے بھارتی فضائیہ کے ٹڈی بدمعاش رافائل ، مگ 29 ، سخوئ 30 کو اسطرح نشانہ بنایا کہ انکے ریڈار بچاؤ کا سگنل بھی نہ دے سکے اور باقی درجنوں ٹڈی بدمعاشوں کو جان بچا کر بھاگنا پڑ گیا یہ تو صرف وارننگ کے طور پر ٹوکن دیا گیا تھا ۔
گزشتہ کئ سالوں سے مودی حکومت کے اصرار کے باوجود رافائل بنانے والی ڈیسالت بھارت کو رافائل بھارت میں تیار کرنے کا لائسنس دینے سے انکاری تھی لیکن پاکستان ائیرفورس کے ہاتھوں رافائل کا حشر دیکھنے کے بعد رافائل طیارے بنانے والی فرانسیسی کمپنی ڈیسالت ایوی ایشن نے بھارتی کمپنی ٹا ٹا سے رافائل کے ڈھانچے و پرزہ جات وغیرہ بھارت میں ھی بنانے کے لیئے معاھدہ کیا ھے واضح رھےکہ ٹا ٹا بھارت میں اپنے اسٹیل کے کاروبار کے علاوہ ٹرک ، بسیں اور دیگر ٹرانسپورٹ بنانے والی سب سے بڑی کمپنی ھے ، ٹا ٹا بھارتی فوج کے لیئے آرمرڈ وہیکل اور ہیوی ٹرکس بھی بناتی رھی ھے ۔

حالیہ 2025 پاک بھارت جھڑپوں میں پاکستان ائیر فورس کے ہاتھوں رافائل طیاروں کی تباھی کے بعد بھارت میں رافائل کی جنگی صلاحیت کے بارے میں بے تحاشہ سوالات اٹھائے جا رھے ہیں حتیٰ کہ رافائل کو کالی بھیڑ بھی کہا جانے لگا ھے تو یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رافائل بنانے والی فرنچ کمپنی ڈیسالت نے مزید بدنامی سے بچنے کے لیئے رافائل کو بھارت کے متھے مارنے کا فیصلہ کرتے ھوۓ رافائل کو بھارت میں ھی بنانے کے لیئے ٹا ٹا سے معاھدہ کر لیا ھے جس پر بھارتی گودی میڈیا پر خوشی کے شادیانے بجاۓ جا رھے ہیں اور امید کی جا رھی ھے کہ رافائل میڈ ان انڈیا کے ڈھانچے اب بھارت کی سڑکوں پر دوڑتے نظر آئیں گے ساتھ ھی بھارتی فوج کا آرٹلری کا سامان بھی ادھر سے ادھر ڈھوتے دکھائی دیں گے اور بھارتی ٹینکوں اور توپوں کو ملک بھر میں یہاں وھاں گھسیٹنے کا کام بھی رافائل سے لیا جاۓ گا ۔ بھارت اب دنیا کو یہ بتارھا ھے کہ وہ کچرا طیاروں سے بھی کام لینا جانتا ھے ۔ ساتھ ھی امریکنز کو بھی یہ پیغام چلا گیا ھے کہ تم نے اپنے ناکارہ F-35 بھارت کو بیچنے کو کوشش بھی کی تو بھارت سے کچھ بعید نہی ان F-35 طیاروں کو پاکستان ائیرفورس کے خونی پنجوں کے آگے ڈال دے گا ۔

اب میں اپ کو موجودہ صورتحال سمجھا رہا ہوں کہ تقریبا پچھلے ایک سال سے پاکستان ائیر فورس کے نوجوان پائلٹس چین میں جے 35 اے اڑانے کی تربیت لے رہے ہیں اب معاملہ یہ بن رہا ہے کہ چین بہت جلد جے 35 اے اسٹیلتھ طیارے پاکستان ائیرفورس کے حوالے کرنے جا رھا ھے یہ خبریں بھی آ رہی ہیں کہ PL-17 میزائل جس کی رینج 400 کلومیٹر ہے وہ بھی پاکستان کو دیۓ جا رہے ہیں اورچین بھارت کوپکی پکی لگام دینا چاہتا ہے۔ پاکستانی ائیر فورس کے ذریعے بحیرۂ عرب میں امریکی سینٹرل کمانڈ(

سینٹ کام) کے جو ایئر کرافٹ کیریئر لنگر انداز ہے ان کے سر پر بھی چین نے دو دھاری تلوار لٹکا دی ہے اورامریکنز کی راتوں کی نیندیں اڑا دی ہیں کیونکہ اس سے پہلے پاکستان کے پاس جو ٹیکنالوجی تھی وہ اسٹیلتھ ایئر کرافٹ نہیں تھے تو اب کراچی سے یا کسی بھی پاکستانی ائیرفورس بیس سے یہ J 35 اے اسٹیلتھ فائٹر اڑیں گے تو وہ بھارت تو چھوڑیں امریکنز کو بھی نظر نہیں ائیں گے کیونکہ چینی سیٹلائٹس نے خلاء میں امریکی اور یوروپئین سیٹلائٹس کو بھی وخت ڈالا ہوا ھے اور بحیرۂ ہند اور بحیرۂ عرب میں لنگر انداز سینٹ کام کے بحری بیڑے پرجوریڈار لگے ہوئے ہیں ان کو بھی اس کا کچھ بھی نہیں پتہ چلے گا کہ J-35 A کب اڑے اور کب انہوں نے کیا کاروائی ڈال دی اور امریکی سوچتے ھی رہ جائیں گے کہ کاروائ یمنی حوثیوں نے کی ھے یا ایرانیوں نے یا جنات نے کیونکہ امریکی سیٹلائٹس اورراڈاردیکھنے سےمعذور ھوں گے.
یہ سب چین اس لیے کر رہا ہے کہ تاکہ وہ امریکہ اور بھارت کولگام ڈالے اور سی پیک کی تکمیل کے لیے جتنے بھی امریکی اور بھارتی روڑے اٹکائے جا رہے ہیں ان سب کو ختم کیا جا سکے اور اپنا معاشی ٹارگٹ حاصل کیا جا سکے اور ساتھ ہی پاکستان کو مستقل میں درپیش بھارتی اور امریکی دباؤ سے ازاد کیا جا سکے.
بات ذرا مو ضوع سے معمولی سی جدا لگے گی لیکن غیر متعلق نہی ہوگی اگر ہم مستقبل کا نقشہ سمجھ لیں چین کا مفاد یہ ہے کہ پاکستان اور افغانستان کی سرزمین پر امن رھے تا کہ اسکے تمام پروجیکٹس سی پیک ھو ، پاور جنریشن ھو، گوادر پورٹ ھو اور آگے چل کر مستقبل میں سی پیک کے اطراف میں بننے والے ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز ھوں جو کامیابی سے رواں دواں رہیں اور ایک بہت حیرت انگیز خواہش چینی صدر شی جی پنگ کی یہ بھی ھے کہ بھارت کی سر زمین بھی پر امن رھے کیونکہ بھارت کا پر امن رہنا بھی چین کے مفاد میں ھی ھے لیکن شی جی پنگ کے بہت سمجھانے کے باوجود بھارت یہ بات سمجھ نہی رھا اور اگر بھارت پرامن رہنے کی چینی خواھش پرعمل نہ کر پایا تو ایک اور بات کی میں پیشنگوئی کر دیتا ہوں کہ چین چند ہی سالوں میں پاکستان کوشمالی کوریا سے بھی آگے کی ہیبت ناک فضائی طاقت بنا کے بھارت اور امریکی سینٹ کام کے سر پر بٹھا نے جا رھا ھے ۔

اگر کسی بڑے حادثے کو روکنا ہے تو پہلے بھارت کو امریکہ کی بائی بننے سے خود کو روکنا ھوگا اور جیؤ اور جینے دو کی پالیسی اپنانی پڑے گی ورنہ امریکہ کی دلالی میں سب سے زیارہ نقصان بھارت کو ھی ھوگا کیونکہ اب 1971 اور کارگل ماضی بن چکے ہیں اور پاکستان ائیرفورس ایک بپھرا ہوا خطرناک سانڈ ہے جو مارو یا مر جاؤ کا اٹل فیصلہ کر کے کچھ بھی کر سکنے پر کاربند ھے اور اس کے لیئے پاکستان ائیر فورس کو کسی کی اجازت کی ضرورت نہی ھے ، کسی کو بھی کسی قسم کی خوش فہمی میں نہی رہنا چاہیئے کہ پاکستان ائیرفورس اسکے احکامات کا انتظار کرے گی . کارگل کا زمانہ ختم ھوا ۔

قابل اجمیری نے خوب کہا ھے ---
راستہ ھے کہ کٹتا جاتا ھے
فاصلہ ھے کہ کم نہیں ہوتا
وقت کرتا ھے پرورش برسوں
حــادثہ ایک دم نہیں ہوتـــا

****

پاکستان ایئر فورس کی طرف سے مار گرائے گئے انڈین ایئر فورس کے طیاروں اور متعلقہ پائلٹوں کی معلومات

1: میراج-2000 مقام: پامپور پائلٹ کا نام: ونگ کمانڈر اومان کتم سروس نمبر: 30384
شاٹ کریڈٹ: J-10C بذریعہ PL-15

2: مگ 29 مقام: رام بن پائلٹ کا نام: سکواڈرن لیڈر کیشو یادو سروس نمبر: 32394
شاٹ کریڈٹ: Jf-17 بذریعہ PL-15

3: سخوئی Su-30 MKI مقام: اکھنور
پائلٹ 1: ونگ کمانڈر للت گرگ سروس نمبر: 29690
پائلٹ 2: فلائٹ لیفٹیننٹ منڈٹ تیواری۔ سروس نمبر: 36415
شاٹ کریڈٹ: J-10C بذریعہ PL-15

4: رافیل ای ایچ مقام: بھٹنڈا پائلٹ: ونگ کمانڈر ارون پنوار سروس نمبر: 30217
شاٹ کریڈٹ: J-10C بذریعہ PL-15

5: رافیل ای ایچ مقام: پنجاب (بھٹنڈا کا شمالی)
پائلٹ: ونگ کمانڈر منیش سروس نمبر: 27976
شاٹ کریڈٹ: J-10C بذریعہ PL-15

6: رافیل ای ایچ پائلٹ: سکواڈرن لیڈر سنیل سروس نمبر: 32091
شاٹ کریڈٹ: J-10C بذریعہ PL-15

****

دهشت گرد کی تکرار اور ساکھ کا سوال ...

فوجی ترجمان نے پوچھا کہ دہشت گرد تحریک انصاف پہ حملے کیوں نہیں کرتے ؟
یہ سوال نہی تھا بلکہ اشارہ تھا ۔

دہشتگرد ایرانی تیل کی اسمگلنگ جو جرنیلوں کی اربوں روپے ماھانہ کی کمائ کا دھندہ ھے روکنے کےلیے سپلائی پہ حملہ کیوں نہیں کرتے ؟

دہشتگرد بڑے بڑے فوجی کاروباروں نور پور ڈیری پراڈکٹس کے کارخانوں، عسکری سیمنٹ بنانے والے کارخانوں،عسکری بینک کی ملک بھر میں پھیلی سینکڑوں شاخوں ، فوجی افسروں کی عالی شان رہائشی اسکیموں عسکری I سے لے کر عسکری V تک ، فوجی فرٹیلائزر کے پروڈکشن یونٹس اور هزاروں ریٹیل شاپس ، این ایل سی کے ٹرالرز وغیرہ پہ حملہ آور کیوں نہیں ہوتے ؟

دہشتگرد جرنیلوں پہ حملہ کیوں نہیں کرتے ؟

دہشتگرد کور کمانڈرز پہ کبھی حملہ کیوں نہیں کرتے ؟

دہشتگرد جرنیلوں کی پیاری ن لیگ پہ حملے کیوں نہیں کرتے ؟

دہشتگرد جی ایچ کیؤ کے سیاسی امام مولانا فضل الرحمان کی جماعت پہ حملے کیوں نہیں کرتے ؟

دہشتگرد جرنیلوں کی راج دلاری پیپلز پارٹی پہ حملے کیوں نہیں کرتے ؟

دہشتگرد جرنیلوں کی لونڈی ایم کیو ایم پہ حملے کیوں نہیں کرتے ؟

پالشی ہمیں بینظیر کے قتل کا چورن مت بیچیں کیونکہ لیاقت علی خان سے لیکر بھٹو اور بے نظیر تک ہر قاتلانہ منصوبے کا کھرا ایک ہی سمت جاتا دکھائی دیتے ہیں۔
ایک ھی نعرہ۔۔ پنڈی چلو یا بھنڈی تلو ---

اب حسب سابق ایک قصہ سنتے جائیے ---

یہ 1998 کی بات ھے کہ سعودی شاھی خاندان کے قبر میں پاؤں لٹکاۓ ایک حضرت نے ایک حسین مصری لڑکی سے شادی کی ، مصری حسینہ نےشادی میں بہت ساری دیگر شرائط کے ساتھ یہ شرط بھی رکھی کہ ھنی مون لندن میں منایا جاۓ گا اور جب ھم میاں بیوی لندن جائیں گے تو ائیرپورٹ سے باھر برانڈ نیو رولز رائس کھڑی ھونی چاہیئے جس پر سوار ھو کر ھم اپنے گھر جائیں گے ۔ شیخ صاحب نے دیگر تمام باتوں کی طرح یہ بات بھی مان لی ۔ نکاح کے تیسرے روز لندن جانا طے ھو گیا ۔ نکاح والے روز ھی شیخ کے سیکرٹری لندن روانہ ھوگئے اور رولز رائس کے ہیڈ آفس کے موٹرسیکشن میں جاکر ایک عدد رولز رائس خریدنے کا ارادہ ظاھر کیا ، یہ بات آ پ کے علم میں ھوگی کہ رولز رائس کا ھر ماڈل اسپیشل ایڈیشن ھوتا ھے جو آرڈر پر ھی تیار کیا جاتا ھے ھیڈ آفس میں ان کی ملاقات جس مینیجر سے ھوئ اس نے سیکرٹری صاحب کو بتایا کہ رولز رائس آرڈر پر گاڑی تیار کرتی ھے اور یہ گاڑی جو ابھی تیاری کے آخری مراحل میں کھڑی نظر آرھی ھے اس کے لیۓ خاص انجن چند روز میں فٹ ھو گا اور یہ گاڑی اردن کے بادشاہ کے آرڈر پر تیار کی جا رھی ھے آپ کے آرڈر پر کام کا نمبر دو ماہ آۓ گا یہ سن کر تو شیخ کے سیکرٹری صاحب کے توتے کیا سارے پرندے بھی اڑ گۓ انھوں نے شیخ کو کال کر کے ساری صورتحال بتائ تو شیخ صاحب کے پسینے چھوٹ گۓ فون پر بات کرتے وقت زوجہ محترمہ ذرا فاصلے پر بیٹھی انگوروں سے شوق فرما رھی تھیں ۔ شیخ نے رولز رائز موٹرز کے سی ای او گراھم مورس کو فون ملایا تو اس نے بھی کمپنی کی پالیسی دھرا دی مایوس ھو کر شیخ نے اردن کے بادشاہ کو فون کر کے اپنا مسئلہ بتایا تو انھوں نے کہا کہ آپ میری والی رولز رائس استمال کر لیں میں گراھم مورس کو بتا دیتا ھوں۔ خیر یہ مسئلہ حل ھو گیا تو اگلے روز شیخ صاحب اپنی نئ نویلی زوجہ کے ساتھ لندن پہنچے۔ ائیرپورٹ کے باھر چم چماتی ھوئ رولز رائس کھڑی تھی شیخ نے فخریہ انداز میں گاڑی کا دروازہ خود کھولا اور بیگم صاحبہ سوار ھوئیں ، شیخ نے گاڑی خود ڈرائیو کی چھ کلومیٹر چلنے کے بعد گاڑی اچانک بند ھو گئ اور آٹو میٹک لاک بھی بند ھو گۓ شیخ نے گھبرا کر رولز رائس کو کال کر کے اس مصیبت سے آگاہ کیا تو چند ھی منٹ میں چیف انجینئر اپنی ٹیکنکل ٹیم کے ساتھ آن پہنچا اور شیخ و مسسز شیخ کو گاڑی سے باھر نکالا ، شیخ کے سامنے گاڑی کا بونٹ کھولا گیا تو پتا چلا کہ گاڑی میں تو انجن ھی نہی تھا شیخ بہت حیران ھوا کہ گاڑی انجن نہ ھونے کے باوجود چھ کلو میٹر تک کیسے چلی ؟ چیف انجینئر مسکرایا اور بولا یہ گاڑی اپنی ساکھ پر چھ کلو میٹر چل گئ لیکن اب یہ انجن پر ھی چل سکے گی کیونکہ ساکھ صرف کچھ دیر تک ھی ساتھ دیتی ھے باقی کام انجن کو کرنا پڑتا ھے ---

انجن نہی تو ساکھ تیل لینے چل دیتی ھے --

یہی حال پاکستانی جرنیلوں کا ھے --- ساکھ تو گئ تیل لینے ، انجن سیز ھو چکا ھے ---
اور اب ھے 2026 ...

شمیم عباس کیا گہری بات کہہ رہے ھیں ---

بس ایک بار فقط ایک بار کم سے کم
سوا مرا ہو ترا اختیار کم سے کم

ہر ایک رنگ تجھے ڈھانپ دوں گا سر تا پا
تری ہر ایک کا بدلہ ہزار کم سے کم

نہ ساتھ ساتھ سہی اتنی دور بھی تو نہ جا
اجاڑ مت مرے قرب و جوار کم سے کم

یوں اپنی ساکھ بچائی کیا اسے عریاں
کہ اپنا شیوہ نہیں تو تکار کم سے کم

سبھی ہیں رام بھروسے خدا کی بستی میں
کوئی تو خود پہ کرے انحصار کم سے کم

شکست پر کوئی نوحہ نہ فتح پر نعرہ
نہ زندگی سے ہو اتنا فرار کم سے کم

****

اٹھارویں ترمیم ، صوبائ اختیارات میں اضافہ یا بادشاھی نظام ...

آئین پاکستان میں بیشتر مضحکہ خیز بلکہ میں تو ان کو مجرمانہ ترامیم کہتا ہوں کے علاوہ چند ایک ھی کارآمد ترامیم ہوئیں ھیں جن میں ایک اٹھارویں آئینی ترمیم بھی ھے اس ترمیم کی رو سے صوبوں کے اختیارات میں اتنے اضافے کیئے گئے کہ گویا صوبوں کو ملنے والے اختیارات کو بادشاھی اختیارات سے تعبیر کیا جانے لگا ۔
دیگر صوبوں کی طرح سندھ کو بھی وفاق سے ہزاروں ارب روپے سالانہ این ایف سی ایوارڈ کی مد میں برسوں سے مل رھے ھیں ۔اس آئینی ترمیم میں صوبوں کو پابند کیا تھا کہ ھر صوبہ پراوینشل فنانس کمیشن بنا کر لوکل باڈیز اور ضلعی سطح پر فنڈز کی منتقلی کا نظام نافذ کرے گا ۔
آٹھارویں ترمیم کا دوسرا پہلو اختیارات اور وسائل کی لوکل باڈیز گورنمنٹ سسٹم کو منتقلی تھی۔
صوبائی فائیننس کمیشن کا قیام , باقاعدگی کے ساتھ اجلاس اور اسکے تحت آبادی کے تناسب سے سندھ کے شہروں کو فنڈز کی تقسیم کو یقینی بنانا تھا۔
تیرہ سال گذر گئے اس پر تو کوئ عمل ھی نہی ھوا جب سندھ حکومت نے صوبائ فنانس کمیشن قائم ھی نہی کیا تو فنڈز کی لوکل باڈیز یا ضلعی سطح پر تقسیم کیسے ھوتی ؟ ھر سال ھزاروں ارب روپے سندھ حکومت ہڑپ کر جاتی ھے جب کھبی کراچی والوں کی طرف سے سندھ کو ملنے والے ھزاروں ارب روپے میں سے اپنے حصے کا مطالبہ کیا جاتا ھے تو سندھ حکومت سندھی قوم پرستوں کو دس بیس کروڑ روپے دے کے جس قسم کا شور و غوغا شروع کروایا جاتا ھے اس کی ایک جھلک پیش کرتا ھوں " کراچی سندھ کا دل ھے " " اردو بولنے والے باھر سے آئے ھیں " ، " کراچی کو الگ صوبہ نہی بننے دیں گے " ، " اردو بولنے والوں کو واپس بھیجا جائے " ، " کراچی ھمیشہ سندھ کا حصہ رھا ھے "، " سندھی راجہ داھر کو ہیرو مانتے ھیں " وغیرہ وغیرہ ۔
اٹھارویں ترمیم کے بعد 2025 تک تیرہ سالوں میں این ایف سی ایوارڈ کی مد میں سندھ کو بائیس ھزار کروڑ روپے ملے ہیں ۔ سندھ میں کوٹہ سسٹم کے لحاظ سے شہری آبادی 40 فیصد ھے جبکہ یہ سراسر غلط ھے کیونکہ صرف کراچی کی آبادی ھی سندھ کی آبادی کا 65 فیصد ھے ۔ چلیں سندھ حکومت کی بات ھی مان لیتے ھیں کہ شہری سندھ کو چالیس فیصد حصہ تسلیم کیا جائے تو شہری سندھ میں کراچی 80 فیصد ھے ۔ سندھ کی حکومتوں کے اعداد و شمار کے مطابق شہری سندھ (کراچی ، حیدرآباد ، سکھر) کا حصہ 8800ارب بنتا ھے اور اس میں کراچی کا حصہ 7240 ارب روپے بنتا ھے !
جناب یہ کراچی کا حصہ تو کراچی کو ملا ھی نہی ۔۔
وفاق سے ملنے والی 22000 ارب روپے کی رقم جسے سندھ میں صحت تعلیم انفرا اسٹرکچر اربن و رورل ڈویلپمنٹ پر خرچہ ہونی تھی
یہ 22000 ارب روپے سندھ میں کہاں خرچ ہوے ہیں ؟
پھر کراچی کے حصے کے 7240 ارب روپے کراچی میں کہاں خرچ ہوے ہیں ؟

آپ 2025 کا ہیومن ڈویلپمنٹ انڈیکس دیکھ لیں صوبہ سندھ پختونخوا جو ایک دھشت گردی کا نشانہ ڈسٹرب صوبہ ہے اس سے بھی پیچھے ہے۔

سندھ کو ہر سال این ایف سی میں ملنے والے 2400 ارب روپے سندھ پر نہی لگتے کراچی پر نہی لگتے تو ھزاروں ارب روپے آخر جاتے کہاں ھیں ؟
پھر یہ کھربوں روپے کہاں خرچ ہوے ہیں ؟؟؟

جنوری 2026 کے پہلے ھفتے میں سندھ کے شراب کی بوتل میں شہد والے وزیر شرجیل میمن کا ایک بیان جنگ کراچی کے بیک پیج پر چھپا کہ ھم نے سندھ میں نو ھزار ترقیاتی منصوبے مکمل کیئے ھیں ۔ شاید یہ منصوبے سندھ کی بجائے مریخ پر مکمل ہوئے ھوں گے سندھ میں تو ترقیاتی منصوبے سندھ کے عوام کو تو نظر نہی آرھے ۔ کراچی میں تو نیپا کے فٹ پاتھ پر بیس عدد پودے لگائے گئے ھیں ان پر بورڈ لگا ھوا ھے کہ یہ پودے ورلڈ بینک کے مالی تعاون سے لگائے گئے ھیں ۔ یہ تو حال ھے سندھ کا ۔

پھر جو مختلف نوعیت کے کھربوں کے صوبائ ٹیکسز کراچی والوں سے وصول کیے جاتے ہیں وہ الگ ہیں۔

یہ سب ٹیکسز اور وفاق سے ملنے والی رقومات آخر کہاں جاتی ہیں ؟

سید سجاد علی شاہ سابق چیف جسٹس سندھ ہائیکورٹ نے لاڑکانہ میں ایک سرکاری پروجیکٹ میں خرد برد کیس میں ریمارکس دیتے ہوے کہا تھا۔ " ڈائن بھی سات گھر چھوڑ کر خون پیتی ہے تم لوگ تو ڈائن سے بھی بدتر ہو "

1970 کا عشرے میں نیا آئین، نئی سیاست، نئے خواب موجود تھے اگر سندھ اس وقت چاہتا تو اپنے لیے ایک بالکل مختلف راستہ چن سکتا تھا۔ کراچی تو تھا مگر اندرونِ سندھ کے کئی شہر ایسے تھے جو وقت کے ساتھ بڑے عالمی مراکز بننے کی صلاحیتوں سے مالا مال تھے۔

مگر پچاس برس گزر گئے۔ میرپورخاص، سکھر، لاڑکانہ، نوابشاہ، دادو، بدین، ٹھٹھہ، گھوٹکی یہ صرف نام نہیں ہیں بلکہ مواقع ضائع ہونے کی داستانیں ہیں۔

لاڑکانہ اگر محض سیاسی شناخت کے بجائے تعلیم اور صحت کا مرکز بنتا تو آج شمالی سندھ کے مریض کراچی کے ہسپتالوں کے باہر فٹ پاتھوں پر نہ پڑے ہوتے۔ نوابشاہ

زرعی بیلٹ کے بیچوں بیچ، ریلوے اور ایئرپورٹ کے ساتھ کھڑا تھا، مگر اسے ایگرو انڈسٹری کا مرکز بنانے کے بجائے سرکاری فائلوں کی نذر کر دیا گیا۔ دادو جو سندھ کا قدرتی جنکشن ہے۔ ٹرانسپورٹ اور لاجسٹکس کا حب بن سکتا تھا مگر وہ موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ ٹھٹھہ کو سیاحت کا شہر بننا تھا مگر اسے ماضی کی ایک دھندلی تصویر بنا کر چھوڑ دیا گیا۔

یہ اس لیے نہیں ہوا کہ وسائل نہیں تھے یا وقت کم تھا، یا قیامت قریب تھی۔ یہ اس لیے ہوا کہ دوسرا شہر بنانا کبھی سیاسی ترجیحات میں شامل ہی نہیں رہا۔ مانا کہ شہر بنانا ایک طویل عمل ہے۔ جس میں ہر آنے والی حکومت کو پچھلی اینٹ پر ایک نئی اینٹ رکھنی ہوتی ہے۔ مگر یہاں بدقسمتی سے کوئی مدمقابل بھی نہیں رہا کہ مقابلے کا رحجان بڑھتا اور نہ سندھ کی مستقل سیاسی جماعت کے پاس کوئی ویژن تھا۔

نتیجہ؟ سارا بوجھ کراچی پر آ گیا۔ روزگار، تعلیم، علاج کے لیے لوگ ایک ہی سمت بھاگے چلے آئے جس کی وجہ سے کراچی بوجھل ہوتا گیا اور باقی سندھ محروم رہ گیا۔ جس کا حاصل یہ نکلا کہ اس بگاڑ کو سازشوں، شکایتوں اور جذباتی نعروں میں چھپانے کی کوشش کی مگر اصل سوال سے ہمیشہ نظریں چراتے رہے۔ ہوسکتا ہے کسی کے پاس یہ والا آئیڈیا دماغ میں بھی نہ آیا ہو۔ کیونکہ خالی دماغ شیطان کا گھر ہوتا ہے۔

کوٹہ سسٹم بھی اسی ادھوری کہانی کا حصہ ہے۔ جوکہ ایک عارضی حل کے طور پر پیش کیا تھا اس وعدے کے ساتھ کہ ایک دن ترقی کے ذریعے اس کی ضرورت ختم کر دی جائے گی۔ مگر وہ دن کبھی نہیں آیا کیونکہ وہ ترقی ہی نہیں ہوئی اور آگے بھی قیامت کی چاند رات تک ترقی نظر نہیں آرہی ہے۔

کیا اب بھی ہوش کے ناخن لے کر اپنے شہروں کو شہر بنانا کا ارادہ ہے یا پھر وہی پرانا بیانیہ عزیز ہے جس میں اپنی ناکامی کا بوجھ ہمیشہ کسی اور کے کھاتے میں ڈال دیا جائے؟

جب پی پی المعروف زرداری وڈیرا مافیا سے ان سب کا حساب کتاب مانگا جاتا ہے انکی حرامخوریوں میگا کرپشنز اقرباء پروری نسل پرست پالیسیز بیڈ گورننس پر سوالات اٹھائے جاتے ہیں تو پھر پی پی کی سندھ حکومت اور انکے لےپالکوں ٹاؤٹس کی طرف زہریلی تعصب انگیز پروپیگنڈا مہم اور
مہاجر سندھی تنازعات پیدا کرنے کی کوششیں شروع ہوجاتی ہیں۔
لیکن پاکستان سندھ اور کراچی کی عوام باشعور سمجھدار ہے۔
سب جانتی اور سمجھتی ہے۔

اس زرداری وڈیرا مافیا اور سندھ حکومت کو اپنی میگا کرپشنز اپنی بدترین کارکردگی اپنی نسل پرست پالیسیز کا بحرصورت حساب کتاب دینا ہوگا۔
اب یہ سلسلہ نہیں رکنے والا ہے۔

اب عوام الناس کا ہاتھ ان حرامخوروں کے گریبانوں تک پہنچ چکا ہے۔
سندھ کے قوم پرستوں کو اس معاملے میں اس زرداری وڈیرا مافیا کو اپنا کاندھا استعمال کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے ۔

اس پی پی مافیا نے صرف کراچی نہیں پورے سندھ کو تباہ حال کیا ہے۔

سندھ کی خوشحالی اس میں ھے کہ باقی صوبوں کی طرح سندھ میں بھی ضلعی حکومتوں کا نظام قائم ھو اور وفاق براہ راست ضلعی حکومتوں کو فنڈز دے تاکہ تعلیم ، صحت ، مضبوط انفرا اسٹرکچر بنایا جا سکے ، صوبائ اسمبلی اور صوبائ حکومت کو گھر بھیج دیا جاۓ ۔

****

اے وطن میرے ہے بس یہ آرزو مجھے

یہ معجزہ بھی محبت کبھی دکھائے مجھے

کہ سنگ تجھ پہ گرےاورزخم آئے مجھے

****

فیلڈ مارشلی نظام ھی کائنات کا مطلوب نظام ھے ۔

ھمارے پیارے راج دلارے فارم 47 کے لشکارے وزیر اعظم تو دل سے یہ چاہ رہے تھے کہ کسی طرح 27 ویں آئینئ ترمیم میں سب کے ساتھ ساتھ انکی مدت ملازمت بھی کسی طرح فیلڈ مارشل کی مدت ملازمت کے ساتھ نتھی ھو جائے یعنی انکو بھی 2030 تک نئ تقرری مل جاتی تو کتنا اچھا ھوتا کہ وہ بھی دوران ملازمت ھی وفات پا جاتے تو شہید کا درجہ پا جاتے لیکن یہ خواہش پوری نہی کی گئ البتہ آئینی جادوگر شریف الدین پیرزادہ اگر زندہ ھوتے تو وہ لازمی کوئ نہ کوئ آئینی کبوتر اپنے کوٹ کی جیب سے برآمد کر کے شہباز شریف کی خواہش پوری کروا دیتے۔ آئین پاکستان ایک ایسا تابوت سکینہ ھے جس میں سے ھر قسم کا کبوتر برآمد کیا جا سکتا ھے ۔
بہرحال کم کو بھی غنیمت جانتے ھوئے انتہائ خود سپردگی کے عالم میں شہباز شریف دن رات فیلڈ مارشلی نظام کی تعریفیں کر کے پیالی میں طوفان برپا کرنے کی کوششیں کر رہے ھیں --

پہلا ماسٹر پیس ملاحظہ کریں ---
" فیلڈ مارشل کے SIFC کے انقلابی پروگرام میں سو ارب ڈالر کی بیرونی سرمایہ کاری آنے والی ھے " یہ راگ وہ جب سے گا رہے ھیں جب فیلڈ مارشل صرف جرنیل تھے۔ ابھی تو ایس آئ ایف سی میں بھرتیاں ھی ھو رھی ھیں پتا نہی پی آئ اے کی طرح بھرتیاں ھوں گی یا اسٹیل ملز یا ریلوے کی طرح کی بھرتیاں جو کھبی ختم ھی نہی ہوتیں۔ گذشتہ سال نومبر میں بھی SIFC میں درجنوں رنگ برنگی بھرتیوں کے اشتہار اخبارات میں شائع ھوئے تھے ۔ فیلڈ مارشل کے پانچ سالوں میں اسی طرح کے اشتہارات شائع ھوتے رھیں گے اور ایک ڈالر کی سرمایہ کاری بھی نہی آئے گی۔ گذشتہ 35 سالوں میں جس ملک کے اپنے صعنتکار بنگلہ دیش، ملائشیا ، سری لنکا ، تھائ لینڈ ، کمبوڈیا وغیرہ بھاگ چکے ھیں وھاں کوئ بہت بڑا گدھا ھی سرمایہ کاری کرنے آئے گا حتی کہ بر سر اقتدار شریف خاندان نے بھارت میں 13 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری شوگر اور اسٹیل انڈسٹری میں کی ھے اور اب ازبکستان و آذربائیجان میں اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کر رہے ھیں۔ حکمران خاندان ھی اپنے ملک میں سرمایہ کاری کی بجائے اوور انواسئنگ کی آڑ میں اربوں ڈالرز کی منی لانڈرنگ کی حرام کاری میں مصروف رہتا ھے۔ ان تمام حرام کاریوں کا پوری دنیا کوعلم ھے تو پاکستان میں سرمایہ کاری بابا جی کا ٹھلو کرے گا ۔

یہ ایس آئ ایف سی آخر ھے کیا ؟
ایس آئ ایف سی 2023 میں قائم کیا گیا تھا یہ جی ایچ کیو میں تیار کیا گیا تھا ۔

ایس آئی ایف سی کو زراعت، دفاع، اسٹریٹجک منصوبوں،لاجسٹکس، معدنیات، آئی ٹی، انفرا اسٹرکچر ،ٹیلی کمیونیکیشن، توانائی اور سیاحت سمیت مختلف شعبوں میں براہِ راست غیر ملکی سرمایہ کاری بڑھانے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

تاہم اپنے ڈھائی سالہ دور میں یہ ادارہ اب تک کسی بڑی تو دور کی بات ھے چھوٹی غیر ملکی سرمایہ کاری کو پاکستان لانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

ایس آئی ایف سی کے نیشنل کوآرڈینیٹر لیفٹیننٹ جنرل سرفراز احمد ھیں ۔ جو اس وقت جی ایچ کیو (GHQ)، راولپنڈی میں انسپکٹر جنرل آرمز (IG Arms) کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

یہ بھی GHQ کے دیگرسپرڈوپر فلاپ پروجیکٹس کی مانند فلاپ ثابت ہو گا ۔

وزیر اعظم کالج یا یونیورسٹی میں تقریر کر رہے ہو تو کہتے ہیں ۔۔
عاصم منیر کی قیادت میں پاکستانی فوج نے انڈیا کو زبردست شکست دی ۔ اس بونگو اعظم کو علم ھی نہی کہ بنکروں میں چھپے جرنیلوں نے نہی بلکہ پاکستان ائیر فورس کے آپریشنل کمانڈرائیروائس مارشل اورنگزیب احمد کی قیادت میں پاکستان ائیر فورس کے شاھینوں نے انڈین ائیر فورس کو دھول چٹا دی تھی ۔

کاروباری شخصیات سے خطاب کر رہے ہو تو کہتے ہیں!
فیلڈ مارشل کی قیادت میں فوج نے زبردست فتح دلائی ۔ بونگو اعظم کو کون سمجھائے کہ کاروباری شخصیات کو کاروبار سے دلچسپی ہوتی ھے کسی جرنیل یا فیلڈ مارشل سے ان کا کیا لینا دینا ۔۔۔

سپورٹس کے متعلق کوئی تقریب ہو تو فرماتے ہیں!
فیلڈ مارشل کی قیادت میں پاک فوج نے کامیابی کے جھنڈے گھاڑے۔ گویا کسی میراتھن میں فیلڈ مارشل نے پانچ ہزار میٹر کی ریس جیتی ھو یا پھینٹ بال کا ورلڈ کوپ جیتا ھو ۔

کوئی پبلک فنکشن ہو تو کہتے ہیں!
عاصم منیر کی قیادت کو پوری دنیا سراہ رہی ہے۔ بونگو اعظم صاحب پبلک کو تو کسی قیدی نمبر 804 میں دل چسپی ھے ۔ آپ کے عاصم منیر میں فرشتوں کو دلچسپی ھوگی ۔

نجی محفل میں تقریر کے دوران فرماتے ہیں!
فیلڈ مارشل نے پاکستان کی تقدیر بدل دی ۔ اس پر تبصرہ کیا تو ان کا مقدر خراب ھو جائے گا ۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں خطاب کے دوران فرماتے ہیں!
فیلڈ مارشل عاصم منیر کی قیادت میں ائیر فورس نے انڈیا کے جہاز گرائے جو اس کی عظیم صلاحیتوں کی گواہی ہے ۔ گویا ائیر فورس کے جہاز فیلڈ مارشل خود اڑا رہے تھے ۔

اسکول میں بچوں سے خطاب ہو تو فرماتے ہیں!
عاصم منیر نے اس ملک کی معیشت کو چار چاند لگادیے۔ گویا اس بھاشن کے بعد ہر بچے کو ایک ایک کروڑ روپیہ ملے گا۔

قومی اسمبلی میں خطاب ہو تو کہتے ہیں فیلڈ مارشل عاصم منیر کی قیادت میں ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔
اب اصل بات سن لیں ، فیلڈ مارشل عاصم منیر کی قیادت میں پاکستان اپنی تمام قیمتی معدنیات کو بالکل صاف سھترا کر کے ٹرمپ کے حوالے کر دے گا۔

ایک مجلس میں کسی نے پوچھ لیا
جب سب کچھ فیلڈ مارشل کر رہے ہیں تو آپ کیا کرتے ہو؟
جواب سنیئے ذرا " جی میں فیلڈ مارشل کی چاپلوسی و جی حضوری جیسا کائنات کا عظیم ترین کام کر رھا ھوں یہ کوئ آسان کام ھے کہ ایک خاندانی لوھار ایک نجیب الطرفین سید اورحافظ کی جی حضوری کرے "۔

فیلڈ مارشل کی ٹیم کے ایک اھم رکن احسن اقبال وفاقی وزیر ھیں۔
احسن اقبال وفاقی وزیر برائے منصوبہ بندی، ترقی اور خصوصی اقدامات اور بین الصوبائی رابطہ کے عہدے پر فائز ہیں۔

ایس آئی ایف سی کا ادارہ کیوں بنایا ہے۔۔؟؟ اینکر کا سوال
بیرونی انویسٹمنٹ لانے کیلیئے۔ وفاقی وزیر احسن اقبال کا جواب ۔
ملٹی نیشنل کمپنیاں ملک چھوڑ کر جا رہی ہیں، اس پر کیا کہیں گے۔۔؟؟؟ اینکر کا سوال
وہ لوگ یہاں کام کرتے ہیں اور سارا پیسہ باہر لے جاتے ہیں، اس لیے ان کی کوئی ضرورت نہیں، احسن اقبال کا جواب ۔۔

یہ سب سن کر مجھے ماضی کے ایک سندھی وزیر اعلی قائم علی شاہ کی وہ گفتگو یاد آگئی جس میں وہ فرما رہے تھے کہ "دریاء سندھ پر ڈیم نہیں بننے دیں گے، کیونکہ اگر دریا کے پانی میں سے بجلی نکال لی گئی تو پانی میں رہ کیا جائے گا۔۔
فیلڈ مارشلی نظام کے خچر وزیر خزانہ فرماتے رھے ھیں کہ آئ ایم ایف کے قرضوں سے عام آدمی پر کوئ معاشی بوجھ نہی پڑتا ۔ اس خچروزیر خزانہ سے کوئ یہ پوچھے

کہ آئ ایم ایف حکومتی حرام کاریوں کو انجام دینے کے لیئے بجلی گیس پیٹرول کی قیمتوں میں اضافے ، نت نئے ٹیکسوں کی بھرمار کی شرائط پر قرضے دیتا ھے تو وہ شرائط پوری کرنے کے لیئے سارا بوجھ تو عوام پر آن پڑتا ھے ۔ خچروں کا وزیر خزانہ --

اب بندہ اپنا سر ہی پیٹ سکتا ہے، فیلڈ مارشل کی ایسی تجربہ کار ٹیم کو دیکھ کر--!

دنیا موجودہ فیلڈ مارشلی نظام کی تعریفیں بے تحاشہ تو کر رھی ھے لیکن معاشی حالات تو اس رجیم کو خود سنوارنے پڑیں گے جو اس کے بس کی بات نہی رھی بلکہ یہ کسی مسیحا کے بس میں بھی نہی رھے ۔ اس موضوع پر الگ تحریر چند روز میں پیش کروں گا ۔
موجودہ فیلڈ مارشلی نظام کو اچھی طرح سمجھنے کے لیئے اس قصے کو پڑھ لیں ---

ایک دن بنک بند ہونے سے 5 منٹ قبل منیجر کو ایک کال موصول ہوئی. دوسری طرف ایک نہایت ہی خوبصورت زنانہ آواز نے کانوں میں رس گھولنا شروع کیا، "سنیے، پلیز میرے لیے 2 لاکھ نکلوا کے رکھ لیں، میں چیک لے کر ابھی پہنچ رہی ہوں."
پہاڑی جھرنوں جیسی نغمگیں آواز ہو تو کون ٹھرکی ہے جو ڈھیر نہ ہو جائے. بنک منیجر نے فوراً حامی بھر لی اور کیشئیر سے کہا کہ میڈم کیلئے 2 لاکھ تیار رکھے اور ابھی چھٹی نہ کرے. کیشئیر کو اتنا ہی غصہ آیا جتنا ایک بڑے ٹھرکی پر چھوٹے کو آ سکتا ہے لیکن اتنا ہی برداشت کیا جتنا ایک ماتحت کی قسمت میں لکھا ہوتا ہے...
آدھے گھنٹے بعد منیجر کے دروازے سے ایک نہایت بھدی اور فربہ خاتون داخل ہوئی اور اسی دلکش آواز میں بولی، "سنیے، وہ میں نے کچھ دیر قبل آپ سے 2 لاکھ کی درخواست کی تھی، یہ رہا اسکا چیک."
منیجر تو دل میں کسی حسین نازنین کی تصویر سجائے بیٹھا تھا. اتنا مایوس ہوا کہ بیہوش ہوتے ہوتے بچا... خیر خود کو سنبھالتے ہوئے بولا، "سوری میم، بنک بند ہو چکا ہے. آپ کل آئیے گا."
خاتون غصے سے پیر پٹختی چلی گئی کہ یہ بات فون پر نہیں کہہ سکتا تھا...
اسکے جانے کے بعد کیشئیر نے منہ بنا کر منیجر سے پوچھا کہ پیسے نہیں دینے تھے تو مجھے کیوں خواہ مخواہ روکے رکھا...

اس پر منیجر نے یہ سنہرے الفاظ ادا کئے:

یاد رکھو، بینکنگ کا بین الاقوامی اصول ہے کہ الفاظ اور "فگر" میچ نہ کریں، تو کبھی پیمنٹ نہ کرو.

کیا پاکستان ایک ناکام ریاست ہے؟

تاجر ٹیکس بھی دیں طرح طرح کی بھتہ خور مافیاؤں اور سرکاری اداروں کو بھاری رقوم بھی دیں ، حکمرانوں کی فیملیز کوی بے تحاشہ شاپنگ بھی کروائیں ، عمروں اور بیرون ملک دوروں کے اخراجات بھی بڑے بڑے کاروباری گروپ اسپانسر بھی کریں اور پورا پورا ٹیکس بھی دیں اور کاروبار بھی جلواتے رھیں -- اور اف بھی نہ کریں - جب انکم ٹیکس آفیسرز کے بچے صنعتکاروں کے پیسوں پر دبئ ، یورپ اور امریکہ کے تفریحی دوروں پر جائیں گے اورانکی برتھ ڈے پارٹیز بحرالکاہل کے جزیروں پر ھوا کریں گی تو وہ صعنتکاروں کو ٹیکس چوری کرنے کے سو سو طریقے بتائیں گے۔ انکم ٹیکس افسروں کے لیئے کینیڈا ، آسٹریلیا ، یورپ کی شہریت لینے کے لیئے کروڑوں روپے کی بینک گارنٹیز جب صعنتکار دیں گے تو ان سے ٹیکس کون لے سکتا ھے ؟ موجودہ اعلی ترین آئینی عہدے پر فائز زرداری کی خاص پنٹر اورمنی لانڈرنگ کوئین ایان علی کو پکڑنے والے امیگریشن آفیسر کا قتل ھو جاتا ھے تو ڈر کی وجہ سے کروڑوں ڈالر ماھانہ کی منی لانڈرنگ کون روک سکتا ھے ؟

فروری 1997 قرض اتارو ملک سنوارو کے سلوگن تلے شریف خاندان اربوں روپے ہڑپ کر گیا کہ پورے ملک کے تاجروں اور انڈسٹریلسٹس کو پیغام دیا گیا تھا اس فنڈ میں لازمی حصّہ لیں ورنہ میاں صاحب ناراض ہوں جائیں گے .

ریاستی سرپرستی میں قائم کراچی میں سندھ حکومت کے سسٹم نامی مافیا کو بھتہ کی ادائیگی میں تاخیر ھو جائے تو ملینئم مال ، گل پلازہ کو کیمیکل ڈال کر آگ لگا دی جاتی ھے سینکڑوں انسان جلا کر راکھ کر دیئے جاتے ھیں اور ریاست دور کھڑی تماشہ دیکھتی ھے - اس سے قبل ریاستی سرپرستی میں ڈرلنگ مشین اور سیکٹر انچارجز کا سسٹم برسوں راج کرتا رھا ھے جس نے بلدیہ ٹاؤن میں فیکٹری میں کیمیکل چھڑک کر انسانوں کو زندہ جلانے کا تجربہ کیا تھا جس کے نتیجے میں 287 افراد جل کر مر گئے تھے - سندھ حکومت کے سسٹم نے یہ ٹیکنالوجی وھاں سے کاپی کی ھے - وزیروں کی عورتوں کے دبئ، بینکاک ، یورپ کے ریٹرن ٹکٹس اور تمام تفریحی اخراجات پورے کریں اور ٹیکس بھی پورا دیں --- اور آگ کا سامنا بھی کریں --

اور اگر فرمائشیں پوری نہ کریں تو کہا جاتا ھے کہ تمہارا بیٹا فلاں کالج میں پڑھتا ھے اور بیٹی فلاں یونیورسٹی میں پڑھتی ھے اور آج اس نے فلاں رنگ کے کپڑے پہنے ھیں اور فلاں رنگ کا بیگ ھے اس کے پاس ۔۔ فلاں وقت آتے جاتے ھیں ---

ملک ریاض تمام عمر جرنیلوں اور افسر شاھی کو ھزاروں ارب روپے کے پلاٹ مفت دیتا رھا ، بیگمات کو ھیروں کے سیٹ دیتا رھا ساتھ ھی ھر سال کی نئے ماڈل کی مہنگی ترین گاڑیاں نیؤ ائیر گفٹ کے طور پر دیتا رھا ، بچوں کو غیر ملکی دورے اور اربوں روپے کی شاپنگ کراتا رھا ، بچوں کو غیر ملکی یونیورسٹیوں میں داخلے دلوا کر انکی بھاری فیسیں اور دیگر اخراجات ادا کرتا رھا ، کنگلے اور توتلے صحافیوں کو حج عمرے کرواتا رھا بڑے بڑے پلاٹ دیتا رھا ۔ اخبارات اور چینلز کو بڑے بڑے اشہارات منہ مانگے پیسوں پر دیتا رھا ، ٹیکس بھی پورا پورا دیتا رھا ۔۔ **اب جلا وطن ھے ---**

تاجروں اور صنعتکاروں کے لیئے ریاست کا خاص فرمان ھے ---
ٹیکس بھی دو۔ بھتہ بھی دو ۔ چندے بھی دو۔
سفری اخراجات بھی اٹھاؤ۔ تمام فرمائشیں پوری کرو۔
اگر نہ دو تو جان، مال، بچوں کی دھمکیاں ۔
یہ ریاست نہیں، مافیا کا طریقہ ہوتا ہے اور بدقسمتی سے یہ سب ریاستی چھتری تلے ہوتا چلا آ رھا ہے۔
ریاست کاغذ پر زندہ ہے مگر شہری کے ذہن میں مر چکی ہے ۔

اور جب ریاست شہری کے دل سے نکل جائے، تو اسے واپس لانا بہت مشکل ہوتا ہے۔

راحت اندوری فرما تے ھیں ۔۔

لگے گی آگ تو آئیں گے گھر کئی زد میں
یہاں پہ صرف ہمارا مکان تھوڑی ہے

میں جانتا ہوں کہ دشمن بھی کم نہیں لیکن
ہماری طرح ہتھیلی پہ جان تھوڑی ہے

ہمارے منہ سے جو نکلے وہی صداقت ہے
ہمارے منہ میں تمہاری زبان تھوڑی ہے

گناہ بے لذت ... کھودا پہاڑ اور نکلا ....

27 ویں آئینی ترمیم تو سراسر گناہ بے لذت ثابت ہوئ ۔ چیف آف ڈیفینس فورسز --- یہ بھی بھلا کوئ عہدہ ہے --- نہ کوئ رعب نہ کوئ دبدبہ ۔۔عجیب و غریب آواز --- کم از کم جنرل مشرف جیسی گونج دار آواز اور پرسنالٹی تو ہونی چاہیئے تھی کہ بندہ سوچے کہ چلو یار کوئ بات نہی ڈکٹیٹر ہے لیکن ڈکٹیٹر جیسی بات تو ہے ۔

پاکستان تو ویسے بھی لطیفوں کی سرزمین ہے تو یہ چیف آف ڈیفینس فورسز کی پٹی جس نے بھی فیلڈ مارشل سر کو پڑھائ ہے وہ کوئ آستین کا سانپ نہی بلکہ پتلون میں گھسا ہوا بچھو ہے ۔۔

جنرل اور چیف آف آرمی اسٹاف میں جو رعب و دبدبہ ہے وہ فیلڈ مارشل اور چیف آف ڈیفینس فورسز میں کہاں ؟ فیلڈ مارشل نہ ہوا کسی فارماسوٹیکل کمپنی کا فیلڈ مینیجر ہوا ، چیف آف ڈیفینس فورسز نہ ہوا چیف آف فوڈ فورسز ہو گیا ۔

یہ جس نے بھی فیلڈ مارشل سر کے خلاف گھٹیا سازش کی ہے گذشتہ رات بلیک ڈاگ کی پوری بوتل چڑھا کر خوب ناچا ہو گا ۔

اور پوری کی پوری نیتن یاھو لیگ اور سندھو دیشی پارٹی کی خوشی کا ٹھکانہ ھی نہی ہے کہ انھوں نے مل جل کر فیلڈ مارشل کو ملاحیاں سنوانے کے لیئے مذید تنہا کر دیا ---

چڑھ جا بیٹا سولی پر رام بھلا کرے گا ---

ویسے بھی چند ہزار کو چھوڑ کر پورا ملک باتیں سنا رہا ہے کچھ اور بھی سن لے ---

عرفا ن صدیقی لکھنؤی نے کیا خوب کہا ہے ---

اٹھو یہ منظر شب تاب دیکھنے کے لیے
کہ نیند شرط نہیں خواب دیکھنے کے لیے

عجب حریف تھا میرے ہی ساتھ ڈوب گیا
مرے سفینے کو غرقاب دیکھنے کے لیے

وہ مرحلہ ہے کہ اب سیل خوں پہ راضی ہیں
ہم اس زمین کو شاداب دیکھنے کے لیے

جو ہو سکے تو ذرا شہ سوار لوٹ کے آئیں
پیادگاں کو ظفر یاب دیکھنے کے لیے

کہاں ہے تو کہ یہاں جل رہے ہیں صدیوں سے
چراغ دیدہ و محراب دیکھنے کے لیے

****

رفو گر اور لمبی لمبی چھوڑیاں ..

غور فرمایئے ----
فیلڈ مارشل سر نے فرمایا کہ بلوچستان کے ریکوڈک کے سونے اور تانبے کی آمدنی 2028 میں شروع ہو جاۓ گی ، ہم ہر سال 2 ارب ڈالر کمائیں گے اور اس کے بعد " ہم " پانچ سالوں میں پاکستان کا سارا قرضہ اتار دیں گے .. یعنی ریکوڈک کی آمدنی 2028 میں شروع ہو جاۓ گی . پھر " ہم " 2033 تک ملک کا سارا قرضہ اتار دیں گے (فیلڈ مارشل سر نے کھبی میتھمیٹکس کو لفٹ نہی کرائ کیونکہ پاکستان پر غیر ملکی قرضہ 2025 میں 131 ارب ڈالر ھے جو 2028 تک 160 ارب ڈالر تک پہنچ جائے گا) جناب 160 ارب ڈالر کا قرضہ اتارنے میں 80 سال لگ جائیں گے یعنی فیلڈ مارشل سر مزید اسی سال زندہ رہنا چاہتے ھیں ، جناب یہ تو دس سالہ نہی بلکہ 80 سالہ منصوبہ ھے فیلڈ مارشل صاحب کا شمالی کوریا جیسا . سبحان تیری قدرت .

سلیم احمد نے کیا خوب کہا ---
تعمیرِ محبت ہے اک عمر کا منصوبہ
تو اس کے لیے بھرتی فن کار کیے جائیں

اب اسی خوشخبری پر ھمیں ایک قصہ یاد آگیا ..

یہ 2022 کی بات ھے کہ ایک افریقی ملک کے بادشاہ سلامت نے
ایک رفوگر رکھا ہوا تھا۔
وہ کپڑا نہیں باتیں رفو کرنے کا ماہر تھا۔
وہ بادشاہ سلامت کی ہر بات کی کچھ ایسی وضاحت کردیتا کہ سننے والے سر دھننے لگتے کہ واقعی بادشاہ سلامت نے صحیح فرمایا۔

ایک دن بادشاہ سلامت دربار لگا کر اپنی جوانی کے شکار کی کہانیاں سنا کر رعایا کو مرعوب کر رہے تھے۔

جوش میں آکر کہنے لگے کہ ایک بار تو ایسا ہوا کہ میں نے آدھے کلومیٹر سے نشانہ لگا کر جو ایک ہرن کو تیر مارا تو تیر سنسناتا ہوا گیا اور ہرن کی بائیں آنکھ میں لگ کر دائیں کان سے ہوتا ہوا پچھلی دائیں ٹانگ کے کھر میں جا لگا۔

بادشاہ کو توقع تھی کہ عوام داد دے گی لیکن عوام نے کوئی داد نہیں دی۔

وہ بادشاہ کی بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھے۔
بادشاہ بھی سمجھ گیا کہ ضرورت سے زیادہ لمبی چھوڑ دی۔
اپنے رفوگر کی طرف دیکھا۔
رفوگر اٹھا اور کہنے لگا حضرات میں چشم دید گواہ ہوں اس واقعے کا۔

دراصل بادشاہ سلامت ایک پہاڑی کے اوپر کھڑے تھے اور ہرن بہت نیچے تھا۔
ہوا بھی موافق چل رہی تھی ورنہ تیر آدھا کلومیٹرکہاں جاتا ہے۔
جہاں تک تعلق ہے آنکھ کان اور کھر کا تو عرض کردوں کہ جس وقت تیر لگا ہرن دائیں کھر سے دایاں کان کھجا رہا تھا۔
عوام نے زور زور سے تالیاں بجا کر داد دی۔

اگلے دن رفوگر بوریا بستر اٹھا کر جانے لگا۔
بادشاہ پریشان ہوگیا۔
پوچھا کہاں چلے۔

رفوگر بولا بادشاہ سلامت میں چھوٹے موٹے رفو کر لیتا ہوں لیکن اگر آپ نے پھٹے ہوئے شامیانے سلوانے ہوں تو کوئ پاکستانی ریٹائر جرنیل یا پھر کوئ ریٹائر بیوروکریٹ رکھ لو کیونکہ لمبی لمبی چھوڑنے میں ان کا مقابلہ کوئ نہی کر سکتا یا اسد عمر کو رکھ لو اسکے پاس 2018 میں 100 روپے کے ڈالر کو 65 پر لانے کی کوئ گیدڑ سنگھی تھی جو وہ مسیحائے اعظم عمران خان کو سناتا تھا اور خان صاحب سر کو زور زور سے ہلاتے رہتے تھے ۔

ذهنی مریض ... جی ایچ کیوٗ کا عشق

صاحب آج کل ذهنی مریضوں کا ٹرینڈ چل نکلا هے کوئ کسی وردی پوش کو ذهنی مریض کہہ رها تو کوئ وردی پوش جیل میں بند قیدی 804 کو ذهنی مریض گردان رها هے .. همارے ایک قریبی عزیز نوجوان جو ایم بی بی ایس کے آخری سال کا طالب علم هیں تو هم غلطی سے اس کو مشوره دے بیھٹے کہ مستقبل قریب میں سائیکاٹری سب سے بڑا شعبہ بن جائے گا تو اس نوجوان نے بڑے غور سے هماری طرف دیکھا تو هم نے کہا کہ همارا علاج فری میں کرنا ...
اب آپ کی مرضی هے کہ هماری اس بات سے جو بھی مطلب نکالیں ..
حسب معمول ایک واقعہ سنتے جائیں ..

لندن کے رائل کالج آف سائیکاٹری سے فارغ التحصیل ایک پاکستانی سائیکاٹرسٹ جو مانچسٹر میں پریکٹس کرتے هیں ان کے کلینک میں یوگنڈا سے ایک ذہنی مریض آیا ۔

ڈاکٹر صاحب نے پوچھا تم ذہنی مریض کیسے بنے؟

ذہنی مریض : ڈاکٹر صاحب میں اپنے ملک کا ایک طاقتورجنرل ہوں میں نے پہلی بار حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اپنے ملک یوگنڈا سے عوام کی منتخب جمہوری حکومت صرف اس لئے ختم کہ کہیں وہاں کے بانی قائد کی بہن جسکو مادر ملت کہا جاتا تھا قوم کو گمراہ کر کے یوگنڈا کو کمزور نہ کر دے ،کچھ سال بعد میں نے ایک جاگیردار نما سیاسی لکڑ بگڑ مداری کو لیڈر بنا کر لانچ کیا تاہم اختلافات کی وجہ سے مجھے اسی کو راستے سے ہٹانا پڑا جسے میں نے خود لانچ کیا تھا پھر میں نے ایک اور بے بال لوہار کو لانچ کیا لیکن وہ میرا ہو کر بھی مجھے آنکھیں دکھانے لگا چنانچہ میں نے اسے ملک بدر کر دیا پھر میں نے اُس خاتون اور اس کے میاں کو لانچ کر دیا جس کے باپ کو میں نے پھانسی چڑھایا تھا کہ اس طرح ان کی نفرت مجھ سے کم ہو جائے گی لیکن جب وہ زہر اگلنے لگی تو میں نے اسے بھی مجبوراً رستے سے ہٹا دیا ، اس کے بعد میں واپس اسی بے بال لوہار کو لے آیا جسے ملک بدر کیا تھا وہ پھر میرا ہونے کے باوجود مجھے آنکھیں دکھانے لگا چنانچہ میں نے ایک بار پھر اس کے تمام ساتھیوں سمیت اسے ابلیس کی طرح در بدر کر دیا کہ یہ گھمنڈی چور کرپٹ اور تکبر سے بھرا ٹولہ ہے لیکن پھر حالات اچانک یکدم ایسے تبدیل ہو گئے کہ مجھے ایک کرکٹ کھلاڑی کو لیڈر بنانا پڑا اور آپ کو تو پتا هی هوگا کہ کرکٹ خلیفہ گیری کا کھیل

ھے لیکن وہ سیاست میں بھی خلیفہ گیری کرنے لگا اور من مانیاں کرنے لگا تو اس کھلاڑی کو نکال باھر کیا پھر مجبور ہو کر اُس ایک ایک فرد کو فرشتہ بنا کر واپس لانا پڑا جسے میں صرف دو سال قبل چور، ڈکیت، ڈاکو، دین فروش ،وطن فروش اور ابلیس کہہ چکا تھا چنانچہ پھر ایسا ہوا کہ ۔۔

اچانک ڈاکٹر اپنی کرسی سے اٹھا اور دھکے دے کر اسے نکالتے ھوئے بولے

" اٹھ کمینے بھینگے دجال تو مجھے بھی ذہنی مریض بنائے گا "۔

اب ذھنی مریضوں سے اپنا دامن چھڑا کر حسن و عشق کے دامن میں پناہ لیتے ھیں ۔۔ ندا فاضلی بھی کیا شاعر تھے ۔۔ ان کی اس غزل کو جگجیت سنگھ نے اپنی نشیلی آواز کا ورق چڑھا کر امر کر دیا ۔۔۔ ملاحظہ فرمایئے ۔۔۔

ہوش والوں کو خبر کیا بے خودی کیا چیز ہے
عشق کیجے پھر سمجھئے زندگی کیا چیز ہے

ان سے نظریں کیا ملیں روشن فضائیں ہو گئیں
آج جانا پیار کی جادوگری کیا چیز ہے

بکھری زلفوں نے سکھائی موسموں کو شاعری
جھکتی آنکھوں نے بتایا مے کشی کیا چیز ہے

ہم لبوں سے کہہ نہ پائے ان سے حال دل کبھی
اور وہ سمجھے نہیں یہ خاموشی کیا چیز ہے۔۔

حاصل کلام یہ کہ جی ایچ کیؤ کا عشق کب نفرت میں بدل جائے کچھ کہا نہی جا سکتا ۔۔۔ کراچی کے موسم اور محبوبہ کے مزاج کی طرح جی ایچ کیؤ کے عشق کا بھی کوئ بھروسہ نہی ۔۔۔

جان کی امان چاہتا ھوں صاحب ۔۔۔

فیلڈ مارشل سےسپر فیلڈ مارشل تک اور بلڈی سویلئین ۔

بہت لمبی داستان ھے بس مختصرا یہ سمجھ لیں کہ 1958 سے کتنے سال ہو گے رسہ کھینچتے ہوئے کچھ نہیں کر سکے لہذا اب مہربانی کرو جناب فوجی صاحبان آپ سے ماضی میں کچھ مثبت نہی ھوا اور نہ ھی آگے کچھ ھو گا اس لیئے ھمارا مشورہ ھے کہ جیسے آپ لوگوں نے چپکے چپکے تقریبا سارا ملک گروی رکھ دیا اب دنیا کو چونا لگا رھے ھو کہ قیمتی اور نایاب معدنیات اور دھاتوں کا خزانہ پاکستان میں چھپا ھوا ھے حتئ کہ موجودہ شہنشاہ اعظم فیلڈ مارشل نے چین کے بنے ھوئے چند کرسٹل امریکی مداری ٹرمپ کے حوالے بھی کر دیئے اب ٹرمپ کسی بھی وقت گٹو پی ایم اور ایف ایم کو سیبوں کی پیٹی کے حوالے کر دے گا ۔

اس ملک پر رحم کھاؤ اور پورا ملک ایک ھی بار کسی غیر ملکی کو فرنچایز پر دے دو ، آپ کے پالتو سویلیین صرف دم ہلانے والے ھیں اس نیک کام کے لیئے ایک بین الاقوامی ٹینڈر دے دیا جائے اور زر ضمانت 200 ارب ڈالر نا قابل واپسی جی ایچ کیو میں جمع ھو گا ، اس کا قومی خزانے سے کوئ تعلق نہی ھوگا ، بڑے صاحب کو علحیدہ سے 50 ارب ڈالر کا کٹ دینا ھوگا ، مدت دس سال ھوگی -30 ویں آئینی ترمیم کے تحت ٹینڈر میں کامیاب کمپنی کو جرنیلوں کی تمام مراعات دگنی کرنی پڑیں گی اور ان کا اطلاق 1977 سے ھو گا ۔ ججوں سے ڈرنے کی ضرورت نہی ھو گی ان کی اکثریت کوجرنیلوں نے پہلے ھی خصی کر دیا ھے ۔ دس سال بعد کسی اور کمپنی کو دیا جائے گا اور زر ضمانت 500 ارب ڈالر ھوگا !

ایک اور ضروری بات یہ سمجھ لیں کہ اب پاکستان فیلڈ مارشلوں کی منڈی بن جائے گی کیونکہ جو بھی جب بھی نیا آرمی چیف آئے گا سب سے پہلے حکومت سے ڈیمانڈ کرے گا کہ مجھے فیلڈ مارشل پلس بنا دیا جائے کچھ پتا نہی کہ سارے کور کمانڈر بھی خود کو ڈپٹی فیلڈ مارشل کہلوانے لگیں ۔ پاکستان ھے کچھ بھی ھو سکتا ھے جناب ---

اب آپ دوستوں کو تو ھماری بدعت کا علم ھے کہ ھم کوئ نہ کوئ واقعہ لازمی بیان کرتے ھیں تو پیش خدمت ھے اس بار پھر ایک فوجی قصہ --- ملاحظہ فرمایئے --

کئ بیویوں کے ستائے ہوئے کرنل صاحب سوچوں میں گم واک کرتے ہوئے کینٹ ایریا میں نئے کھدے ہوئے کنویں میں گر گئے۔ شور مچ گیا بہت سارے سپاھی بھاگم بھگ آ گئے ۔ ایک بڑا رسہ لایا گیا اب سپاہی رسہ کنویں میں پھینکتے۔
جیسے ہی کرنل صاحب اوپر آتے تو سپاہی رسہ چھوڑ کر کرنل صاحب کو سیلیوٹ مارتے،
کرنل صاحب پھر کنویں میں گر جاتے۔

ایک تجربہ کار کاکا سپاہی نے مشورہ دیا کہ کسی بریگیڈئیر صاحب کو تکلیف دیتے ہیں تا کہ انہیں کرنل صاحب کو سیلیوٹ نہ کرنا پڑے۔ بریگیڈئیر صاحب نے رسہ ڈالا کرنل صاحب نے رسہ پکڑا اور بریگیڈئیر صاحب نے رسہ کھینچنا شروع کیا۔
جیسے ہی کرنل صاحب کنارے کے نزدیک پہنچے اور ان کی نظر بریگیڈئیر صاحب پر پڑی تو انہوں نے رسہ چھوڑ کر بریگیڈئیر صاحب کو سیلیوٹ مارا اور پھر سے کنویں میں گر گئے.
بار بار یہی ہوا آخر کار کرنل صاحب کی کنویں سے آواز آتی ہے
" الو کے پھٹوں ، کم بختو کسی بلڈی سویلین کو بلاؤ " .

****

جنرل فیض حمید کی کارستانیاں ...
آئ ایس آئ کیا کیا کرتی چلی آ رھی ھے ؟
وزیر اعظم عمران خان کو چو بنانا کتنا آسان تھا کہ ڈی جی آئ ایس آئ لیفٹیننٹ جنرل فیض حمید نے ایک پالتو کتے کا خون لے کر اس خون کا ٹیسٹ کروایا ، اور اس رپورٹ کو میاں نواز شریف کی خون کی رپورٹ قرار دلوایا ، فیض حمید کو اچھی طرح علم تھا کہ کتے کے خون میں پلیٹیلٹس قدرتی طور پر بہت کم ھوتے ھیں تو جب خون کا سیمپل میاں نواز شریف کے نام سے چغتائی لیب پہنچا اور ٹیسٹ ھوا تو ھلچل سی مچ گئ اور کئ بار ٹیسٹ دہرایا گیا تو تقریباً یہی رپورٹ آئ کہ پلیٹیلیٹس بہت کم ھو چکے ھیں اور میاں نواز شریف کسی بھی وقت کسی خطرناک مسئلے سے دوچار ھو سکتے ھیں یہی رپورٹ وزیر اعظم عمران خان نے ڈاکٹر فیصل ، ڈاکٹر یاسمین راشد سے ڈسکس کی تو سب کا یہی مشورہ تھا کہ اس سے پہلے کہ میاں نواز شریف آنجہانی ھو جائیں انکو ائیر ایمبولینس میں لندن روانہ کر دیا جائے، لہذا میاں نواز شریف ائیر ایمبولینس میں زنانہ اسٹاف کے ساتھ چہلیں کرتے لندن روانہ ھوئے جس کی تصاویر ساری دنیا نے دیکھی .

****

استاد دامن اور ٹینک ... 28 ویں آئینی ترمیم ...

ذوالفقار علی بھٹو کا دور حکومت تھا حکومت کے خلاف شاعری کرنے پر پنجابی زبان کے مشہور شاعر استاد دامن کو پولیس نے گرفتار کر کے لاک اپ کر دیا جب کورٹ میں پیشی ھوئ تو مجسٹریٹ نے فرد جرم پڑھ کر سنائ جس میں استاد دامن کی کوٹھری سے بندوقیں، راکٹ لانچر ، کئ من بارودی مواد ، ھزاروں گولیوں اور درجنوں ہینڈ گرنیڈز کی برآمدگی ظاھر کی گئ تھی۔ مجسٹریٹ نے استاد دامن سے پوچھا " کیوں جی آپ کے گھر سے اتنا زیادہ ہتھیاروں اور گولہ بارود کا ذخیرہ برآمد ھوا ھے آپ کیا کہتے ھیں ؟ " استاد دامن گویا ھوئے ، جناب عالی وہ تو میری کوٹھری کا دروازہ بہت چھوٹا ھے ورنہ پولیس نے تو وھاں سے کئ توپیں اور ٹینک بھی برآمد کر لینا تھے ..

کیا سمجھے آپ ...

پاکستان میں اینرائیڈ اور آئ فون استعمال کرنے والوں کی تعداد 12 کروڑ سے زیادہ ھے اب ھر ایک فیس بک اور واٹساپ ، ٹوئیٹر، ٹیلی گرام ، انسٹا گرام میں سے کچھ نہ کچھ ضرور استعمال کر رھا ھے اور انکے فون میں لازمی حکومت .... ارے ارے فارم 47 کی حکومت نہی بلکہ فیلڈ مارشل کی اصلی حکومت کے خلاف کوئ نہ کوئ پوسٹ لازمی موجود ھوگی ۔ خود پوسٹ نہ کی ھو موصول کر کے پڑھی ضرور ھوگی تو اب آئین کی 28 ویں ترمیم آرھی ھے جس کی ایک شق یہ بھی ھے کہ پولیس ، رینجرز ، ایف سی یا کوئ بھی پیچیدہ اور پوشیدہ ایجنسی اچانک ناکہ بندی کر کے عوام کے موبائل چیک کر یں گے اور اصلی والی حا حا حا کومت کے مزاج کے خلاف کوئ پوسٹ ، میمی ، chat GPT اے آئ سے بنا کوئ بھی پوسٹر برآمد ھونے پر سرعام ٹکٹکی لگا کر کوڑے مارے جائیں گے ۔
یہ تجویز ڈی جی آئس پیار سر نے دی ھے ان کا کہنا ھے کہ فیلڈ مارشل اور چیف آف ڈیفینس فورسز کے معاملے میں چالیس کروڑ پوسٹیں اور میری پریس کانفرنس کے خلاف ایک سو اٹھارہ کروڑ پوسٹیں پڑھ پڑھ کر اور میمیز دیکھ دیکھ کر آئس پیار سائبر سیل کے تین سو ارکان کا بلڈ پیشر اور شوگر آسمان تک جا پہنچا ھے اور ہمارے کمپیوٹرز کی ھارڈ ڈسکس فل ھو چکی ھیں اور جن جن حرام کے جنوں کو ھم خفیہ بجٹ سے ھر ماہ پچیس کروڑ روپے دے رھے ھیں ان کی ھمارے حق میں پوسٹوں کی تعداد

چند ہزار بھی نہی ھے جس پر مجھے چیف صاحب سے صبح شام پرمغز اسلامی گالیاں کھانی پڑتی ھیں ۔ اس لیئے آئین کی 28 ویں ترمیم میں یہ شق شامل کی جا رھی ھے ۔

پتا نہی یہ کون کون حرام کے جنے ھیں جو نواز شریف ، آصف زرداری ، خواجہ آصف اور رانی صاحبہ مریم نواز کی ممبئ دھماکوں میں پاکستان کا ہاتھ ھے ، میں فوج کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اور جرنیلوں کی کرپشن کی لسٹیں سامنے لے آؤں گا ، فوج نے تو عوام کی ہڈیوں پر لگا ھوا گوشت نوچ کھایا ھے ، یہ جو دھشت ھے اس کے پیچھے وردی ھے والی ویڈیوز نکال کر سوشل میڈیا پر پھیلا رھے ھیں اور ھم جواب ھی نہی دے سکتے -- نفسیاتی مریض بنا دیا ھے --- کمینوں نے ---

حضرت داغ دھلوی کے شاگرد کاظم علی باغ نے کتنی آسان بات کہی ھے --- ملاحظہ فرمایئے --

تم نہ سمجھو گے بد دعا کیا ہے
میں سمجھتا ہوں یہ بلا کیا ہے

ذرہ ذرہ میں ہے ترا جلوا
توہی تو ہے ترے سوا کیا ہے

دیکھتا کیوں ہے بار بار مجھے
مدعی تیرا مدعا کیا ہے

ایسا بے خود ہوا کچھ نہیں معلوم
کہ خودی کیا ہے اور خدا کیا ہے

تو اٹھائے گا بار عشق غلط
مدعی تیرا حوصلہ کیا ہے

باغؔ سے مسکرا کے پوچھتے ہیں
سچ بتا تیرا مدعا کیا ہے

سی ایس ایس کاامتحان اور چوری کے فضائل ۔

پاکستان میں اعلی ترین عہدوں کے لیئے ہونے والے سی ایس ایس امتحانات میں عام طور پر بہت پڑھاکو اور ذہین طلبا و طالبات حصہ لیتے ھیں لیکن کھبی کھبی ھم جیسے کند ذھن اور نا لائق بھی شو بازی کے چکر میں سی ایس ایس امتحان میں بیٹھ جاتے ھیں ۔۔۔ اب ھم جیسوں کے جوابات کیا ھوتے ھیں ۔ ملاحظہ فرمایئے ۔۔۔

سوال: قائد اعظم کہاں پیدا ھوۓ ؟
جواب : لو بھلا یہ بھی کوئ سوال ھے اس زمانے میں میٹرنٹی ھوم کا رواج نہی تھا تو ظاھر ھے اپنے گھر میں ھی پیدا ھوۓ ھوں گے ۔

سوال : پاکستان کب وجود میں آیا ؟
جواب : لو جی کیا پاکستان پہلے سمندر میں چھپا ھوا جزیرہ تھا جو سونامی کی وجہ سے وجود میں آیا ۔۔ ہیں جی ۔۔ جب انگریزوں کے جانے کا وقت آیا تو پاکستان وجود میں آیا ۔

سوال: پاکستان کا دارالحکومت کیا ھے ؟
جواب : ھمارے خیال میں تو لاڑکانہ ھونا چاہیئے کیونکہ جب نیول ہیڈ کواٹرز اسلام آباد میں ھے جہاں نیول شپ و آبدوزیں کراچی اور اورماڑہ کے نیول بیسسز سے تیرتے ھوۓ پورا سندھ پنجاب اور بلوچستان کراس کر سمندر کی لہروں کو چیرتے ھوۓ اسلام آباد پہنچ سکتے ھیں تو پاکستان کا دارلحکومت لاڑکانہ ھونے پر کوئ اعتراض کر کے تو دیکھے ۔۔

سوال: سوشل میڈیا کے کیا فوائد ھیں ؟
جواب : یہ پرچہ بنانے والا ھم کو لمبے کھیل میں پھنسا کر اندر کروانے کے چکر میں ھے کیونکہ ھمارے پیارے ڈی جی آئس پیار اور حضرت فیلڈ مارشل کم چیف آف ڈیفینس فورسز تو یونیورسٹیوں میں جا جا کر اور نوجوانوں کو جی ایچ کیؤ بلا بلا کر سوشل میڈیا کے ہانی کارن نقصانات بتا بتا کر تھک چکے ھیں اور یہ پرچہ بنانے والا پی ٹی آئ کا ھمدرد لگتا ھے جو سوشل میڈیا کے فوائد ھم سے گنوا کر ھم کو عین غین کروانے کے فل موڈ میں ھے ۔

سوال: 1971میں ہونے والے پاکستان بھارت کبڈی میچ کے نتائج کیا نکلے ؟
جواب : یہ کس قسم کا لا یعنی سوال ھے کیونکہ ہم نے سنا ھے کہ اس میچ سے کئ سال قبل ملکہ ترنم نام کی کوئ مائ تھی جس نے ھماری کبڈی ٹیم کے کھلاڑیوں کا جوش و جذبہ ابھارنے کے لیئے " اے پتر ہٹاں تے نہی وکدے " ٹائپ کوئ قوالی شوالی بنائ تھی اور ویسے بھی 1971 کے وقت ہم دو سال کے تھے ساڈا کی لینا دینا کبڈی میچ دا --- مٹی پاؤ -

سوال : مئ 2025 میں پاکستان ائیر فورس کے چیف آف آپریشنل کمانڈ ائیر وائس مارشل اورنگزیب احمد نے جی ایچ کیو کے جرنیلوں کے سامنے جو تاریخی جملہ " سر آپ سے نہی ھوگا ، آپ رہنے ھی دیں میرے لڑکے دو سے تین گھنٹوں میں کام پورا کر دیں گے " کا پس منظر بیان کریں ؟
جواب : اوجی رہن دیو -- ائیر وائس مارشل اورنگزیب احمد نہ ھوتا تو بھارت نے اس بار تمام جرنیلوں کو کپڑوں سمیت ھی چک لینا تھا - اب جی تسی کیویں ساڈا بد تمیز منہ اور بد سے بدتر زبان کھلوانا چاہیندے ھو -- بس جی ھم تو یہ جانتے ھیں کہ پورے بھارت کے لیئے ساڈا ائیر وائس مارشل اورنگزیب احمد ھی کلا کافی آں ---

سی ایس ایس امتحان کے جنرل نالج پیپر میں "چور" پر ایک مضمون لکھنے کو کہا گیا۔

ایک امیدوار نے لکھا ..
"چور کسی ملک کی معیشت کا ایک اہم حصہ ہوتے ہیں۔ وہ روزگار فراہم کرنے اور ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
آپ کو یہ پڑھ کر حیرت ہو سکتی ہے، لیکن میں اس پر کچھ روشنی ڈالتا ہوں۔
سیف، تالے، لاکر، الماری وغیرہ صرف چوروں کی وجہ سے بنتے ہیں۔ اس پیشے کی بدولت ان اشیاء کو بنانے میں شامل کئی فیکٹریاں اور ورکشاپس روزگار فراہم کرتی ہیں۔
اربوں روپے کی سرمایہ کاری اور نوکریاں اور ٹیکس وصولی۔
یہاں تک کہ گھروں میں، معماروں اور کارکنوں کو کھڑکیوں اور دروازوں پر تالے، گرل لگانے کا کام ملتا ہے۔ ہزاروں ملازمتیں .
پھر گھروں، دکانوں، سکولوں، کالجوں، دفاتر اور کارخانوں کی حفاظت کے لیے سکیورٹی گارڈ اور چوکیدار ضروری ہیں۔ ہزاروں ملازمتیں .

وہ کمپنیاں جو سی سی ٹی وی کیمروں، میٹل ڈیٹیکٹرز، اور سیکیورٹی سسٹمز تیار کرتی ہیں، وہ بھی ملازمتیں پیدا کرتی ہیں۔
چوروں کی وجہ سے پولیس افسران، عدالتی عملہ، جج، وکلا اور دیگر ملازم ہیں۔
لاکھوں افراد کا روزگار ۔
پولیس کے لیے رکاوٹیں، ہتھیار، گولیاں، لاٹھیاں، یونیفارم، گاڑیاں، اور موٹر سائیکلوں کی خریداری سے معیشت کو فروغ دینے میں مدد ملتی ہے ہزاروں افراد کو روزگار ملتا ھے، پولیس افسران کے لیئے گھر اور نئے نئے آفسز بنانے کے لیئے لوھا ، سیمنٹ ، رنگ و روغن انڈسٹریز میں ھزاروں لوگوں کا روزگار لگا ھوتا ھے اور قومی خزانے میں بھانت بھانت کے ٹیکس جمع ھوتے ھیں ۔
بینکوں میں لاکرز کی تعداد لاکھوں ھیں لاکرز بنانے والے کمپنیوں میں ھزاروں افراد کام کرتے ھیں اسکے علاوہ ھر بینک لاکرز کے سالانہ اربوں روپے کرایہ وصول کرتے ھیں جس سے لاکھوں بینک ملازمین کی تنخواہیں نکلتی ھیں ۔

چوروں کی بدولت جیل، جیلر اور جیل کے عملے کے پاس نوکریاں ہیں ، ہزاروں افراد کا روزگار۔
جب موبائل، لیپ ٹاپ، کار، موٹرسائیکل، برقی آلات، پرس یا لپ اسٹک جیسی اشیاء چوری ہو جاتی ہیں تو لوگوں کو انہیں دوبارہ خریدنا پڑتا ہے جس سے کاروبار کو فروغ ملتا ہے اربوں روپے کا کاروبار چلتا ھے لاکھوں افراد کو روزگار ملتا ھے ۔
مشہوراورنامی گرامی ٹیکس اور قرضہ چور سیاست میں آتے ہیں اور کئ کئ بار وزیر اعظم بھی بنتے ھیں جن کی وجہ سے ملک چلتا ھے اب کوئ یہ نہ کہہ دے ملک کہاں چلتا ھے ؟ اب تو دعوئ کیا جا رھا ھے کہ ملک اڑان بھرے گا ۔ دنیا کی خیر ھووے --

اور بھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے، لیکن مجموعی طور پر ملک کی معیشت میں چوروں کا حصہ قابل ذکر ہے۔

حضرت پیر مہرعلی شاہ آف گولڑہ کے پوتے پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی کا شعر ھے ---

میرا انداز نصیرؔ اہل جہاں سے ہے جدا
سب میں شامل ہوں مگر سب سے الگ بیٹھا ہوں

پاکستان ھے یا رولا رپا ڈالنے کی سر زمین ؟

بھٹو آیا چند سالوں میں نو ستاروں نے امریکی آشیرباد سے رولا ڈال دیا ۔ ضیا آیا تو اس نے ڈنڈے کے زور پر ڈنڈے کو منہ سے نکال کرعوام کو چپ کرایا لیکن امریکنز نے آم کی پیٹیوں کا رولا ڈال دیا ، بے نظیر آئ تو فوج نے بابے غلام اسحق خان سے رولا ڈلوا دیا ۔ نواز شریف آیا اس نے فوج پر رولا ڈال دیا ۔ فوج نے بابے غلام اسحق خان سے نواز شریف پر رولا ڈلوا دیا ۔ بے نظیر دوبارہ آئ تو پھر رولا ڈل گیا ، نواز شریف کو دوبارہ لایا گیا تو فوج نے رولا ڈال کر گو نواز گو کے نعرے لگوا دیئے ۔ اور پھر آئ ایس آئ کے تین سربراھوں کی شب و روز کی محنت کے پھل مسیحا ۓ اعظم 2018 میں جنرل فیض کے سائے تلے اقتدار کے سنگھاسن پر طلوع ھوۓ اور لینڈ مافیا ، شوگر مافیا ،منی لانڈرنگ مافیا ، فلاپ بینکر ز، خبیث لوٹوں کے علاوہ ملک بھر کے نکموں، نا اھلوں اور نا لائقوں کو جنرل باجوہ اور جنرل فیض حمید نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر کا بینہ میں شامل کروایا گیا تاکہ کسی بھی صورت میں مسیحاۓ اعظم عمران خان کی حکومت چل نہ سکے حتیٰ کہ بیرون ملک سے بھی نایاب ھیروں کو پاکستان بلا کر انتہائ محنت کے بعد مسیحاۓ اعظم عمران خان کی جھولی میں ڈالا گیا ، جادو گروں کی فوج بھی ساتھ تھی پھر بھی رولا ڈال دیا گیا ---
اب کی بار چیف آف ڈیفینس سروسز کا تا حیات رولا ڈل گیا ---

ایک پٹھان کہنے لگا " دہ سنگہ ڈش واشنگ سروسز دے "

پاکستان ھے یا رولا ڈالنے کی سر زمین ---

اب حسب معمول ایک قصّہ ..

ایک نیک دل بادشاہ عوام سے تنگ آ گیا تھا اور ایک دن اپنی سلطنت کو چھوڑ کر جانے لگا، وزیر سے بولا تم جانو اوریہ عوام ، میں جا رہا ہوں.
بادشاہ کے ساتھ اس سلطنت میں جھاڑ پونچھ کرنے والا ایک خاکروب بھی ساتھ ہولیا،
بادشاہ خاکروب سے بولا میں تو پتا نہیں کہاں کہاں دھکے کھاؤں گا تم کیوں میرے ساتھ ہو لئے ہو؟

"خاکروب بولا: بادشاہ سلامت ! آپ سلطنت کےمالک تھے تو خدمت کی آگے بھی جب تک سانس رہی خدمت کروں گا..."
الغرض دونوں چلتے چلتے ایک دوسرے ملک پہنچے جہاں کا بادشاہ وفات پا چکا تھا اور نئے بادشاہ کا چناؤ ہونا تھا جس کا طریقہ کا یہ تھا کہ ملک کی ساری عوام ایک بہت بڑے گراؤنڈ میں جمع ہو جاتی اور ایک پرندہ اڑا دیا جاتا..."یہ پرندہ جس کے سر پر بیٹھ جاتا وہی بادشاہ بن جاتا تھا"
بادشاہ نے خاکروب سے کہا: "چلو ہم بھی یہ تماشہ دیکھتے ہیں کہ کون بادشاہ بنتا ہے-"
الغرض وہ دونوں بھی مجمع میں شامل ہوگئے،
پرندہ اڑایا گیا، گراؤنڈ کا چکر لگانے کے بعد پرندہ اس خاکروب کے سر پر آ بیٹھا،
اس ملک کی عوام اور وزراء نے خاکروب کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھ دیا، خاکروب جس بادشاہ کے ساتھ آیا تھا اس سے بولا بادشاہ سلامت آپ بھی میرے ساتھ سکون سے محل میں رہیں، بادشاہ بولا نہیں بادشاہت والی زندگی سے میں اکتا چکا ہوں بس میں محل سے باہر ایک جھونپڑے میں رہ لوں گا، تو خاکروب بولا ٹھیک ہے دن میں بادشاہت کروں گا اور رات کو آپ کے ساتھ رہوں گا..
خاکروب کی بادشاہت کا پہلا دن تھا،دربار لگا ہوا تھا،اتنے میں ایک فریادی آیا اور کہا :"فلاں بندے نے میری چوری کی..."خاکروب بادشاہ نے کہا فورا چوری کرنے والے کو حاضر کیا جائے ، جب مطلوبہ بندہ آیا تو خاکروب بادشاہ نے حکم دیاکہ چور اور جس کی چوری ہوئی ہے دونوں کو 20,20 کوڑے مارے جائیں....
"سب حیران ہوئے کے یہ سب کیا ہو رہا ہےلیکن بادشاہ کا حکم تھا."
تھوڑی دیر بعد ایک اور فریادی آیا اور بولا فلاں شخص نے مجھے مارا ہے تو خاکروب بادشاہ نے پھر وہی حکم دیا کہ ظالم اور مظلوم دونوں کو 20,20 کوڑے مارے جائیں....
الغرض دن میں جتنی فریادیں آئی اس نے ظالم اور مظلوم دونوں کو کوڑے مارنے کا حکم دیا.... ایک روز دربار ختم ھونے کے بعد
رات کو جب وہ خاکروب بادشاہ کی جھونپڑی میں پہنچا تو بادشاہ نے کہا:"او بھائی یہ سب کیا تماشہ تھا تم نے سب کو پٹوا دیا ، لوگ کہہ رہے ہیں کہ بہت ظالم بادشاہ ہے-"
تو وہ خاکروب بولا:"عالی جاہ اگر اس قوم کو ایک نیک اور اچھے بادشاہ کی ضرورت ہوتی تو اس قوم کا اڑایا ھوا پرندہ میرے سر پر بیٹھنے کی بجائے آپ کے سر پے بیٹھتا-"

یہ جیسی قوم ہے اسکو ویسا ہی حکمران ملا ہے ، کچھ قومیں واقعی جوتوں کے قابل ہوتی ہیں !

حسب عادت پیش ھے ۔۔ امجد علی راجا کی نظم ۔۔

ظلم پر چپ جو رہا، موت تو ٹل جائے گی
پر یہی چپ میری نسلوں کو نگل جائے گی

اب تو چھڑکاؤ ضروری ہے ذرا سختی کا
نسلِ نو ریت ہے، ہاتھوں سے پھسل جائے گی

سوچ کے دیپ جلاؤ کہ کڑی ظلمت ہے
رات کے نام پہ سورج کو نگل جائے گی

خود کو سمجھا کہ کوئی بات بڑی بات نہیں
دن بھی توڈھل ہی گیا، رات بھی ڈھل جائے گی

حکم ہے، قوم کو آزاد کہا کر راجاؔ
عرض ہے، کیا مری تاریخ بدل جائے گی

فیلڈ مارشل سر کا دس سالہ منصوبہ اور شطرنج ..

دل تمناؤں کی تخلیق کا مرکز ھے ، ہر تمنا دل میں جنم لے کر خون میں جذب ہو کر دماغ تک پہنچتی ھے ، دماغ دل کی تمناؤں کو پورا کرنے کے تمام حربے سوچتا ھے ، دماغ دل کی ہر تمنا کو پورا کرنے میں جت جاتا ھے ، نت نئے طریقے سو چتا ھے ، ھم شطرنج کے معمولی سے شاگرد ھیں شطرنج ایک ایسا جال ھے جو اس میں پھنس گیا وہ عمر بھر اس کا اسیر رھا ، لفظ شطرنج کسی کے منہ سے سنا ، کہیں لکھا دیکھ لیا ، کہیں بساط پر نظر پڑ گئ تو تمام دن شطرنج کے سحر میں گزر جاتا ھے ، اب ہر روز تو کوئ مقابل ملتا نہی تھا کہ اپنے عشق کو مزید ھوا دیں ۔

پرماتما بھلا کریں کمپیوٹر پر Chess Master بنانے والے کا کہ 1996 میں ایک مستقل مد مقابل ہر وقت دستیاب رھتا تھا اب تو دل و دماغ دونوں وقت تلاش کر ھی لیتے تھے لیکن صاحب اس مشینی کھلاڑی کو جھیلنا بڑے دل گردے کا کام تھا ، شروع شروع میں تو اس مشینی کھلاڑی نے ھمارے سارے طبق روشن کر دیۓ لیکن پھر ھم بھی ٹھہرے اناڑی شاطر، اس مشینی کھلاڑی کی چالیں اسی پر الٹ دیں تو اس نے ایسی ایسی چالیں چلیں کہ اسی کے گلے پڑ گئیں اور یوں ھمیں پہلی فتح ایک ماہ بعد نصیب ھوئ ۔ اس مشینی کھلاڑی سے ہزاروں بار بازی کھیلی لیکن ھماری فتح کا اسکور سینچری بھی نہی کر پا رھا ۔ یہ مشینی کھلاڑی ھمارا سب سے بڑا دشمن بھی ھے اور دوست بھی ھے ۔

ھمارے فیلڈ مارشل سر بھی لگتا ھے کہ پوکر جیسے بورنگ گیم کے علاوہ شطرنج کا شوق بھی رکھتے ھوں گے ، لیکن اس بار بساط پر ایک بہت گھسی پٹی چال دی ھے انھوں نے کہ اپنے پیادوں کی اھمیت کو جانے بغیرپہلی ھی چال میں گھوڑے کو باھر نکال لاۓ ھیں ،سامنے والا اناڑی ھو تو پہلی ھی چال میں گھوڑے کو سامنے دیکھ کر گڑبڑا جاتا ھے ۔ اب دیکھنا یہ ھے کہ فیلڈ مارشل سر کے " دس سالہ پلان کا گھوڑا" مقابل کے پیادے کا شکار بنے گا یا کسی اور گھر جاۓ گا یا واپس جاۓ گا ---

یا اس بار آموں کی جگہ سیبوں کی پیٹی آ جاۓ گی ؟

سلیم احمد نے کیا خوب کہا ھے ع

کچھ ہیں منظر حال کے کچھ خواب مستقبل کے ہیں
یہ تمنا آنکھ کی ہے وہ تقاضے دل کے ہیں

ہم نے یہ نیرنگیاں بھی دہر کی دیکھیں کہ لوگ
دوست ہیں مقتول کے اور ہم نوا قاتل کے ہیں

اس سے آگے کون جائے دشت نامعلوم میں
ہم نہ کہتے تھے کہ سارے ہم سفر منزل کے ہیں

ان کو طوفانوں سے کیا مطلب بھنور سے کیا غرض
دوست جتنے ہیں تماشائی فقط ساحل کے ہیں

تو جسے اپنا سمجھتا ہے وہ مال غیر ہے
تیرے ہاتھوں میں جو سکے ہیں کسی سائل کے ہیں

جانچتی ہے غیر کو ہر لحظہ چشم عیب جو
نقش مجھ میں جتنے ہیں سارے کسی کامل کے ہیں

ماضی، حال اور مستقبل کے گناہ اور آئینی ترامیم ---

موجودہ آئینی ترمیم میں صدرِ مملکت اور آرمی چیف کے لیے جو تاحیات استثنا تجویز کیا گیا ہے کہ ان کے "اگلے پچھلے کسی بھی عمل" پر کوئی قانونی کارروائی نہیں ہو سکے گی ۔ ایسا استثنی تو گیارہ ہزار سالہ انسانی تاریخ میں کسی بھی انسان کو نصیب نہی ھوا ۔
اگر کچھ لوگ اس 27 ویں آئینی ترمیم کے بعد اپنے "اگلے گناہوں" کے لیے بھی قانونی تحفظ حاصل کر لیں تو اس کا صاف صاف مطلب ھے کہ وہ مستقبل میں مذید گناہ کرنے کے لیئے آستینیں چڑھائے تیار بیٹھے ھیں ، ایسا لطف و کرم تو دنیا کے کسی آئین میں تو کیا جنت میں بھی نہی پایا جاتا ہو گا ۔

ھم حسب عادت یہ قصہ بھی سنائے دیتے ھیں --

کہا جاتا ہے کہ ایک زمانے میں چرچ کا پادری لوگوں سے کہتا تھا کہ "خدا کی راہ میں مال خرچ کرو، تمہارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔"
ایک دن ایک شخص آیا اور بولا: "پادری صاحب! اگر میں چاہوں کہ میرے اگلے گناہ بھی معاف ہو جائیں جو میں زندگی میں کرنے والا ہوں تو کیا یہ ممکن ہے؟"
پادری نے ہنس کر کہا: "ہو سکتا ہے، مگر اس کے لیے بہت زیادہ مال دینا پڑے گا۔"
آدمی نے کہا: "مال کی فکر نہ کریں۔"
اور واقعی، اگلے ہی لمحے اس آدنی نے ایک تھیلا بھر کر سونا پادری کے قدموں میں رکھ دیا۔
پادری نے خوش ہو کر کہا: "جا بیٹا، تیرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہوئے۔"
شام کو جب پادری گھر جانے لگا تو وہی شخص راستے میں ملا، اور خنجر تان کر بولا: "پادری صاحب! آپ کا وہ سونا مجھے چاہیے۔"
پادری نے حیران ہو کر کہا: "یہ کیا بدتمیزی ہے! خدا کا قہر نازل ہو تجھ پر!"
آدمی مسکرایا اور بولا: "پادری صاحب، وہ تو آپ پہلے ہی معاف کر چکے ہیں!"

عرفان لکھنؤی کیا فرماتے ھیں ---

اب زباں خنجرِ قاتل کی ثنا کرتی ہے
ہم وہی کرتے ہیں جو خلقِ خدا کرتی ہے

ہُو کا عالم ہے گرفتاروں کی آبادی میں
ہم تو سنتے تھے کہ زنجیر صدا کرتی ہے

****

فیلڈ مارشل کوتا حیات ہیڈ آف دی اسٹیٹ ڈکلیئر کر دیا جائے ۔

یہ کہانی جون 2025 میں شروع ہوئ ، اڑتی اڑتی خبریں میاں نواز شریف ، عمران خان ، آصف زرداری تک بھی پہنچیں ، عمران خان تو قید میں ھیں ، زرداری خاموش رھے لیکن میاں نواز شریف تو خود اگلی ٹرم میں صدر پاکستان کے امیدوار ھیں اور ملٹری اسٹیبلشمنٹ کے کئ بار کے ڈسے ہوئے بھی ھیں کہ ملٹری نے ہر وقت بھائ جی ، بھائ جی کرن وال شہباز شریف کو وزیر اعظم بنا کر ان کے مقابل کھڑا کر دیا پھر میاں صاحب نے ایک چال چلی میڈیا میں کئ دن زوردار طریقے سے خبریں گردش کرنے لگیں کہ میاں نواز شریف جیل میں قید عمران خان سے ملنے جانے والے ھیں ، ملٹری اسٹیبلشمنٹ گھبرا گئ کہ یہ کیا حرکت کی میاں نواز شریف نے ؟
میاں نواز شریف کو دباؤ میں لانے کے لیئے ملٹری اسٹیبلشمنٹ کے خاص پنٹر انصار عباسی کے ذریعے جنگ اخبار میں مریم نواز کی پنجاب حکومت کی دس کھرب روپے کی کرپشن کی داستان چھاپی گئ جسکا الٹا اثر ھوا کہ سوشل میڈیا پر یہ کہانی شروع ہو گئ کہ ملٹری اسٹیبلشمنٹ کو سب علم ھوتا ھے کہ ملک میں کہاں کیا کیا ہو رہا ھے بس بلیک میلنگ کے لیئے اپنی پٹاری کھولی جاتی ھے ۔

****

نئے اور پرانے الو اور فاختائیں ...

ماضئ قریب میں سابقہ صوبہ سرحد میں اکثر خان خوانین پیشہ ور قاتلوں کو پالتے تھے جن سے اپنے مخالفین کو ٹھکانے لگانے کے علاوہ اور بہت سے کام لیئے جاتے تھے ۔
پھر زمانہ بدلا اور بہت کچھ تبدیل ہو گیا ۔
پشتو کی ایک کہاوت ھے اب متروک ہو چکی ھے کہ "خان خوانین به د خپلو مسلکي قاتلانو لخوا ووژل شي."
یعنی " خان خوانین کوان کے اپنے پیشہ ور قاتل ھی مار دیں گے "
اور حقیقتا ایسا ھوتا بھی تھا کہ خان خوانین کے پالتو قاتل بے قابو ھوکر بغاوت پر اتر آتے تھے اور خان خوانین کی جانوں کے لالے پڑ جاتے تھے ۔

پاکستانی ملٹری اسٹیبلشمنٹ دو جماعتی سیاسی نظام سے تنگ آ چکی تھی کیونکہ یہ دو جماعتی نظام کئ آرمی چیفس کو دنیا بھر میں بھک منگوں کی طرح کشکول لیئے گھما رھا تھا کھبی سعودیوں کے آگے دو تین ارب ڈالرز کے لیئے ، کھبی دبئ اور ابو ظہبئ کے حکمرانوں کے سامنے امداد کے واسطے فوجی دامن پھیلایا گیا تو کھبی آئ ایم ایف کے سامنے قرضے کے لیئے ہاتھ پھیلائے کھڑے نظر آئے۔ پوری دنیا ان بھک منگوں کو دیکھ رھی تھی ۔

اھم بات یہ ھے کہ ملٹری اسٹیبلشمنٹ جسے ھمیشہ پاکستان کے تمام معاملات میں سدا بہار فیصلہ کن حیثیت حاصل رھی دل سے حقیقی جمہوریت چاہتی بھی نہی ھے وہ یہ چاہتی ھے کہ جمہوریت کی اسی شاخ پر سارے الو و فاختائیں گانا گائیں جو شاخ جی ایچ کیو سے پھوٹتی ھے ۔ جی ایچ کیو کی شاخ پر بیٹھے کسی الو یا فاختہ نے اپنا راگ الاپا تو اسے رانده درگاه بنا دیا گیا لیکن پھر معافی تلافی کے بعد جی ایچ کیو نے دانا ڈالنا پھر شروع کر دیا لیکن پتا نہی جی ایچ کیو کے دانے میں ایسا کیا شامل ھوتا ھے کہ ھر الو یا فاختہ کچھ سالوں میں پھر باغی ھو جاتے ھیں ۔ آخر جی ایچ کیو نے آزمائے ھوئے الوؤں کی بجائے ایک نیا الو پالنے کی کئ سال تیاری کی، کئ صحافیوں ، صوفیوں اور ھر قسم کے میڈیا نے سالوں عوام کی ذھن سازی کی حتئ کہ ججوں نے بھی کوئ کسر نہ چھوڑی اور بالآخر جی ایچ کیو نے کئ سال کی سر توڑ کوششوں سے کہیں کی اینٹ کہیں کے روڑے اٹھا کر نئے الو کو تخت پر لا بٹھایا ۔ جی ایچ کیو نے نئے الو کی نگرانی کے لیئے اپنے چھوٹے الوؤں کی ایک پوری بٹالین بھی تخت پر بیٹھے بڑے الو کے ارد

گرد تعینات کر دی ۔ جی ایچ کیؤ کے تعینات شدہ چھوٹے الوؤں کی بٹالین کے اپنے اپنے بڑے بڑے مفادات تھے ان مفادات میں جی ایچ کیؤ کے کرتا دھرتا بھی حصے دار تھے ورنہ فری کا لنچ کوئ کسی کو کیؤں کرائے گا !

اب یہاں تفصیل سے بیان کرنے کا موقع نہی ھے کہ کون کون سے پیچیدہ اور پوشیدہ ادارے کھلم کھلا اپنے داؤ چل رھے تھے ساتھ ھی جادو ٹونے بھی چل رھے تھے لیکن نئے الو سے کچھ خاص ڈیلیور نہی ہو پا رھا تھا بلکہ نئے الو صاحب کی منہ چڑھی فاختائیں بڑے بڑے کام دکھا رھی تھیں جن میں سے جی ایچ کیؤ کو حصہ بھی نہی جا رھا تھا ۔ بہرحال اس نئے الو کی تبدیلی کا فیصلہ کرنا ھی پڑا ۔

پرانے گھسے پٹے کھاپڑ سیاسی الو جو کئ کئ بار اقتدار کا مزہ لے چکے تھے وہ تو تبدیلی پر فورا راضی ھو گئے لیکن جوان ووٹرز کو اپنے مقدس الو کی تخت بدری پسند نہی آئ اور انہوں نے عام انتخابات میں اپنے مقدس الو کو مذید بھاری اکثریت سے جتوادیا تو مجبورا جی ایچ کیؤ کو فارم 47 کی لاٹھی پکڑنی پڑی اور پرانے والے دونوں الوؤں کو اتحادی بنا کر سخت شرائط پر اقتدار دے دیا ۔

اب معاملہ اس نہج پر پہنچ گیا ھے کہ نیا ہائبرڈ نظام بہت ڈرا ھوا ھے نت نئ آئینی ترامیم ، نت نئ عدالتیں ، نت نئے عہدے ، نت نئے استثنا ، نت نئے قوانین بنائے جا رھے ھیں کہ کوئ کرامت ھو جائے ، آسمان مہربان ھو جائے اتنی دوڑ دھوپ رنگ لے آئے !!

آخری بات ذرا سنجیدہ ھے دل سنبھال کر پڑھیئے گا ۔۔

کہتے ہیں بے وقوف کو مارنا ہو تو اسے بس رسی دے دو، اگلا کام وہ خود کر لے گا۔

اتباف ابرک نے کیا خوب کہا ھے ۔۔

کردار مختصر تھا کہانی میں ہم بھی تھے
دو چار دن تو قصہِ فانی میں ہم بھی تھے

ہر شخص ہم سے خوش رہے ممکن نہیں ہے یہ
ڈوبوں کو یہ گلہ ہے کہ پانی میں ہم بھی تھے

رائے بنانے والے ، ذرا رفتگاں سے پوچھ
کچھ آئینوں کا خواب جوانی میں ہم بھی تھے

پھر زندگی نے دفعتاً مطلع بدل دیا
پہلے پہل تو مصرعِ ثانی میں ہم بھی تھے

دیوار پر لگا کے ہٹائی بھی اس نے خود
تصویر تھی پرانی, پرانی میں ہم بھی تھے

لگتا ہے لکھ کے بھول گیا ہے ہمیں قلم
کوئی اسے بتائے کہانی میں ہم بھی تھے

یہ بات اور ہے کہ وہ مشہور ہو گیا
مجنوں کے ساتھ دشت مکانی میں ہم بھی تھے

کس منہ سے اب زمانے کو ابرک برا کہیں
اپنے خلاف شعلہ بیانی میں ہم بھی تھے

****

28 ویں آئینی ترمیم کا ڈرافٹ جہاں تیار ھوا وھیں پڑا رہ گیا اب پتا نہی ڈی جی سر اس ڈرافٹ کے کاغذوں کے ہوائ جہاز بنائیں گے یا کیپٹن بلیک والا خوشبو دار پائپ تمباکو بھر کر مہمانوں کو پیش کریں گے ، کھبی کیپٹن بلیک گولڈ والا تمباکو سگریٹ میں بھر کر سوٹیاں لگائیں تب پتا لگے گا خوشبو کس کو کہتے ھیں

****

آئینی ترامیم اور روحانی گناہ --- حُوْرُ الْجَنَّتہ ، لَا یُصَلِّی لَّا یَصُوْمُ

ھمارے گذشتہ لکھے پر ایک دوست نے کیا خوب تبصرہ کیا ھے --- دوستوں کا نام ھم اس لیئے نہی لکھتے کہ پیچیدہ اور پوشیدہ حاضرات ھماری تحاریر انتہائ غور و خوص سے باریک بینی سے پڑھتے ھیں اور ھم سے اکثر و بیشتر استفسار بھی کرتے ھیں کہ اس بات کا کیا مطبل ھے ، استفسار کے کیا معنی ھیں اب میٹرک بار بار فیل حوالداروں کو کیا سمجھایا جائے .ھم تو کہدیتے ھیں کہ تجھے جس انٹر بار بار فیل نے ھم پر ڈیوٹی لگائ ھے اس کو فارورڈ کر دیا کر کاکا --- ھمارے ایک طویل مضمون جو سات اقساط میں تھا " وفا ق آخر چاہتا کیا ھے " کی با قاعدہ وضاحت کے لیئے 2 مئ کو آئس پیار کے دفتر بلایا گیا اور وھاں چھ افسران کے سامنے ایک گھنٹہ لگ گیا تھا انٹر پہلی واری پاس نوجوان افسران کو سمجھانے میں --- پھر ستمبر کے آخر میں پھر پیشی ھوئ " پاکستان سعودی عرب دفاعی معاھدہ ایک دکھاوا ھے -- حقیقت کچھ اور ھے " والے مضمون میں دی گئ معلومات پر تبادلہ خیال کے لیئے ایک با ریش افسر سے ایک گھنٹے تک مغز ماری کی -- خیر یہ تو چلتا ھی رھے گا ---

اب ھمارے دوست کے الفاظ کو پڑھیں اور داد دیں --- لکھتے ھیں "
آئینی ترامیم سے انسانی گناہ معاف اور روحانی گناہ کو معاف کروانے کیلیئے عمرہ اور حج کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے۔ واہ کیا خوب انداز اپنایا ہے پاکستان نے۔
اب مرنے کے بعد اعمال کی پریشانی بھی ختم۔
پاکستانی کروسیڈرز"
واہ کیا بات ھے صاحب ---
اب اسی بات پر ایک قصہ بھی سنتے جائیں ---

سعودی عرب جدہ میں ایک بڑے شاپنگ مال کے کیش کاؤنٹر پر کام کرنے والے ایک پاکستانی کا واقعہ سنتے جایئے :
راوی کہتا ھے ---
عرب لوگ شکریہ کہنے کی بجائے دعائیں دینے پر یقین رکھتے ہیں۔
ایسے ہی ایک کسٹمر آیا۔ اس کا بل کیا اس کا سامان شاپنگ بیگ میں ڈال کر ادب سے اسے پکڑایا تو خوش ہو کر کہنے لگا
وَاللہُ اَللہُ یَتَزَوَّجَکَ مَن لَّا یُصَلِّی لَّا یَصُوْم .

اللہ تیری شادی اس سے کروائے جو نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے۔
اگے سے کہتا
قل آمین آمین کہو۔
میں حیران اس نے یہ کیسی دعا دی
وَاللهُ مَا فِيْهِمْ
قسم سے مجھے سمجھ نہیں آئی۔ میں حیرانگئ سے بولا

میرا ہاتھ تھام کر بولا
سمجھاتا ہوں پہلے آمین بولو۔
میں شادی شدہ ہوں۔اور مجھے تمہاری دعا پسند نہیں آئی۔ میں بولا
پسند آئے گی میرے بھائی۔ آمین کہو۔ میرا ہاتھ بدستور اسکے ہاتھ میں تھا
آمین ۔ میں بولا
وہ میرے پاس ہو کر سرگوشی میں بولا
حُوْرُ الْجَنَّتہ ، لَا يُصَلِّی لَّا يَصُوْمُ
جنت کی حور نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے۔

دعا کا مطلب سمجھ آیا تو میرے وجود کا رواں رواں آمین آمین آمین بن گیا۔

سیماب اکبر آبادی کیا خوب کہہ گئے ۔۔

وہ جس سے سمجھ جائے روداد مرے غم کی
ایسا بھی کوئی ٹکڑا افسانے میں رکھ دینا

اک جام سے مے کش کا کیا ہو گا بھلا ساقی
میخانے کا میخانہ پیمانے میں رکھ دینا

سیماب یہ فطرت کا ادنیٰ سا اشارہ ہے
خاموشی سے اک بجلی پروانے میں رکھ دینا

****

مستقبل کا آرمی چیف ؟

آرمی پروموشن بورڈ کے سامنے
ایک جوان میجر کو لیفٹینٹ کرنل بنانے کے لیئے انٹرویؤ ھو رھا ھے --- :
سوال :
اگر آپ مستقبل میں آرمی چیف بن گئے اور سیب 170 روپے کلو ہو تو 100 گرام کی قیمت کیا ہو گی؟

میجر کا جواب :
جناب اگر 100 گرام سیب کے مجھے پیسے دینے پڑیں تو ایسے آرمی چیف کے عہدے کا میں نے اچار ڈالنا ھے ۔

سوال:
چلو مان لیا تمہاری بیوی بازار گئی اور اسے سیب لینے ہوں تو 170 روپے کلو کے حساب سے 100 گرام کتنے کا ہو گا؟

:نوجوان میجر کا جواب
جناب آرمی چیف کی بیوی کو اگر سیب لینے بازار جانا ھو تو بڑے بڑے پلاٹوں کی فائلیں ، ھیرے اور سونے کے درجنوں سیٹوں کو کون سنھبالے گا ۔

...سوال ؛ چلو مان لیا، تمہارا بھائی بازار گیا سیب لینے تو

میجر کا جواب:
جناب اگر آرمی چیف کے بھائ کو سیب لینے بازاروں کے دھکے کھانے ھیں تو قبضے کی زمینوں پربڑی بڑی ھاؤسنگ اسکیمیں کیا آپ بنائیں گے اور بیرون ملک جزیرے ، ولاز ، شاپنگ پلازوں کے سودے کون کرے گا ۔

سوال :
اگر تمہارے والد جائیں تو 100 گرام کتنے کا پڑے گا 170 روپے کلو کے حساب سے؟

میجر کا جواب :
اول تو میرے والد کے منہ میں دانت ہی نہیں ہیں وہ کیلا کھاتے ہیں، اس لئے نہ وہ سیب کھاتے ہیں نہ سیب لینے جائیں گے نہ ریٹ پوچھنے کی ضرورت ہے انکو۔

سوال:
چلو مجبوری میں تمہاری بہن کو جانا پڑا سیب لینے گئی تو اس ریٹ میں 100 گرام کے کتنے پیسے ہوں گے ؟

میجر کا جواب:
جناب میری بہن کا شوھروزیر داخلہ ، کرکٹ بورڈ کا چیئرمین ھوگا اور پورے ملک کا سیاہ و سفید کا مالک ھوگا اور میری بہن کو تو اپنی سہیلیوں کے شوھروں کو کمائ والی پوسٹوں پر تعینات کروانے سے فرصت ھی کہاں ملے گی کہ وہ بازاروں میں ماری ماری پھرے۔ اب میری بہن جانے اور بہنوئی جانے وہ چاہے سیب خریدیں کیلا لیں یا لیچی اپنے سے کیا مطلب۔
ویسے بھی نو کری میں کروں گا یا پورا خاندان کرے گا؟

سوال : اگر آپ کا بجلی کا بل دو لاکھ روپے آ جائے تو کیا کریں گے ؟
میجر کا جواب : جناب میں پاکستان کا آرمی چیف ھوں گا کسی بنانا ری پبلک کا نہی ، واپڈا والوں کو ٹینک کے آگے باندھ کر اڑوا دوں گا ۔
سوال:
کوئی بہت ہی عام آدمی سیب لینے جائے تو 100 گرام سیب کتنے کا ہوا ؟

میجر کا جواب :
جناب عام آدمی کو ھم سیب کھانے لائق چھوڑیں گے تو وہ سیب کھائے گا ، ھم تو اسکا ایسا حشر کریں گے وہ دال روٹی کی ھی دعا کرتا رھے گا ۔ عام آدمی کو تو ھم دنیا میں ھی جہنم کی سیر کراتے رھیں گے ۔

آخر میں میجر نے سلیکشن بورڈ کے تینوں بریگیڈیرز کو مخاطب کیا اور بولا جناب آپ پتا نہی کس زمانے میں جی رھے ھیں مجھے لگتا ھے آ پ کبھی بازار نہی گئے کیونکہ سیب کا ریٹ آپ کو معلوم ھی نہی اور جو سوال آپ کی بیس سال پہلے پروموشن کے وقت پوچھے گئے تھے وھی سوال آپ 2025 میں مجھ سے پوچھ رھے تھے آپ کو جن بے وقوفوں نے ترقی دی تھی وہ جنرل کیا بازاروں میں دھکے کھانے کے لیئے رہ گئے ھیں ؟؟؟

****

انقلاب کا بخار اور پاکستانی ملٹری ..

دنیا کے بڑے انقلاب چاہے وہ فرانسیسی ہو، روسی ہو، امریکی یا انگلستان کا ، ان سب میں کیا مشترکہ ڈھنگ، سوچ اور نفسیات ہے؟ اس سوال کا سب سے گہرا، سادہ اور مضبوط جواب ہمیں امریکی مؤرخ کرین برنٹن (1898~1968) کی شہرۂ آفاق کتاب "تشریحِ انقلاب" (Anatomy of Revolution) میں ملتا ہے، جو آج بھی سیاست، تاریخ اور سوشل سائنس کے طلبہ کے لیے ایک بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

کرین برنٹن کا سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے انقلاب کو جذباتی نعروں یا رومانوی کہانیوں کے بجائے سائنسی عمل کے طور پر سمجھا۔ وہ انقلاب کو "بخار" سے تشبیہ دیتے ہیں ایک ایسا بخار جو پہلے ہلکی علامات سے شروع ہوتا ہے، پھر شدت پکڑتا ہے، پھر ذرا خطرناک مرحلہ آتا ہے، اور آخر میں معاشرہ ایک نئی حالت میں داخل ہو جاتا ہے۔

یہ تشبیہ انقلاب کے پیچیدہ عمل کو حیرت انگیز طور پر آسان اور قابلِ فہم بنا دیتی ہے۔ لیکن همارے نزدیک برنٹن آخر میں انقلاب کے بخار کی وضاحت نہ کر سکا کیونکہ پاکستانی معاشرہ رنگ برنگے انقلابی نعروں پر هی اکتفا کر کے واپس اپنے رنگ ڈھنگ پر لوٹ آتا هے اسکی بنیادی وجہ یہ هے کہ انقلاب کی ڈگڈگی ان کے ہاتھ میں ایک مخصوص ایجنڈے کے لیئے دی جاتی هے انقلاب کے نعرے لگانے والے خود کچھ ڈیلیؤر نہی کرسکتے کیونکہ پاکستان میں هر قسم کے انقلاب کی دستاویز جی ایچ کیؤ میں لکھی جاتی هے اور جی ایچ کیؤ کی دستاویز پر عمل درآمد هی ڈگڈگی ماسٹرز کی بچت کا راستہ هوتا هے ۔ بھٹو برانڈ اسلامی سوشلزم کا انقلاب هو ، نو ستاروں کا نظام مصطفی کا انقلاب هو ، جنرل ضیا الحق کا اسلامی انقلاب هو ، جماعت اسلامی کا ظالمو قاضی آرها هے والا انقلاب هو، بے نظیر بھٹو کا نیو سوشل کنٹریکٹ هو ، آل شریفیہ کا قرضے لو مال کماؤ قرضے معاف کراؤ تو صرف انکے خاندان کے لیئے هی انقلاب تھا ، هر کام هو گا همارا حصہ هوگا والا زرداری انقلاب ، جنرل مشرف کا آزادی انقلاب کے علاوہ چھوٹے چھوٹے انقلابچے مثلا کیانی ڈاکٹرآئن ، راحیل شریف ڈاکٹرائن اور سب سے زیادہ ڈسکس کیا جانے والا باجوہ ڈاکٹرائن اور حال هی میں آئینی ترامیم والا فیلڈ مارشلی انقلاب تو جس ڈر اور خوف کی فضا میں نافذ کیا گیا هے یہ بھی کچھ ڈیلیؤر نہی کر پائے گا ۔

اس سے قبل نئے پاکستان کا انصافی انقلاب تو اپنی بے پناہ حماقتوں ، نا لائقیوں اور رہنمائے انقلاب کی پرلے درجے کی غیر سفارتی گفتگو اور پراسرار سایوں کی وجہ سے تقریبا ختم ہو چکا ھے لیکن حیرت انگیز طور پر اس انصافی انقلاب کا ووٹ اتنا مضبوط ھے کہ 27 ویں آئینی ترمیم میں خاندان شریفیہ بھی فیلڈ مارشل اور زرداری کی طرح تا قیامت اقتدار مانگ رہا تھا لیکن نہ مل سکا ۔

برنٹن کے مطابق انقلاب غربت سے نہیں بلکہ ناانصافی سے پھوٹتا ہے۔ جب عام آدمی یہ محسوس کرے کہ ریاست اس کی آواز نہیں سنتی، انصاف کمزور ہے، اور مواقع صرف طاقتور طبقات کے پاس ہیں تب سماج کے اندر وہ حرارت جمع ہوتی ہے جو بڑے طوفان کی بنیاد بنتی ہے۔

ایک اور غیر معمولی مشاہدہ یہ ہے کہ انقلاب ہمیشہ دانشوروں اور درمیانی طبقے سے جنم لیتا ہے، مگر جلد ہی شدت پسند عناصر اسے اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں۔ یہ مرحلہ ہر انقلاب میں سب سے زیادہ خطرناک اور بے یقینی سے بھرپور ہوتا ہے۔

آخرکار، شدت کا دور آہستہ آہستہ ٹھنڈا پڑتا ہے اور ایک نیا "نظام" قائم ہو جاتا ہے یعنی انقلاب اپنی انتہا سے ہو کر ایک نئی معمولی حالت میں بدل جاتا ہے۔

کرین برنٹن کی یہ سوچ آج کے سیاسی حالات کو بھی حیرت انگیز طور پر سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔

جب ہم یہ کہتے ھیں کہ ہم اپنا منہ بند ھی رکھتے ھیں تو ہمارے دوست احباب طنزیہ طور پر کہتے ھیں یہ آپ اپنا منہ بند رکھتے ھیں تو جب منہ کھولیں گے تو کیا آگ تھوکیں گے ! ارے جناب ہم صرف منہ بند رکھتے ھیں لیکن ہاتھوں کو آزاد رکھتے ھیں کیونکہ منہ بند رکھنے کا سبق ہم نے اس روایت سے سیکھا ھے ---
ملاحظہ فرمائیے ---

اٹلی کے آمر میسولینی نے اپنے تین بڑے مخالف افراد کو سزائے موت سنا دی۔ میسولینی کے حکم کی تعمیل میں ان تینوں کو پھانسی گھاٹ پر لے جایا گیا جہاں ایک بہت بڑا لکڑی کا تختہ تھا۔

جس کے ساتھ پتھروں سے بنا ایک مینار اور مینار پر ایک بہت بڑا بھاری پتھر مضبوط رسے سے بندھا ہوا ایک چرخے پر جھول رہا تھا، رسے کو ایک طرف سے کھینچ کر جب چھوڑا جاتا تھا تو دوسری طرف بندھا ہوا پتھرا زور سے نیچے گرتا اور نیچے آنے والی کسی بھی چیز کو کچل کر رکھ دیتا تھا...!

چنانچہ ان تینوں کو اس موت کے تختے کے ساتھ کھڑا کیا گیا، ان میں سے...
ایک عیسائ پادری
دوسرا وکیل
اور تیسرا فلسفی
سب سے پہلے پادری کو اس تختہ پر عین پتھر گرنے کے مقام پر لٹایا گیا اور اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو پادری کہنے لگا میرا خدا پر پختہ یقین ہے وہی موت دے گا اور زندگی بخشے گا۔ بس اس کے سوا کچھ نہیں کہنا۔
اس کے بعد رسے کو جیسے ہی کھولا تو پتھر پوری قوت سے نیچے آیا اور پادری کے سر کے اوپر آکر رک گیا۔ یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے اور پادری کے پختہ یقین کی وجہ سے اس کی جان بچ گئی اور رسہ واپس کھینچ لیا گیا...!

اس کے بعد وکیل کی باری تھی اس کو بھی تختہ دار پر لٹا کر جب آخری خواہش پوچھی گئی تو وہ کہنے لگا میں حق اور سچ کا وکیل ہوں اور جیت ہمیشہ انصاف کی ہوتی ہے۔ میں بے گناہ ہوں اور یہاں بھی میرا رب انصاف کرے گا۔
اس کے بعد رسے کو دوبارہ کھولا گیا پھر پتھر پوری قوت سے نیچے آیا اور اس بار بھی وکیل کے سر پر پہنچ کر رک گیا۔ پھانسی دینے والے اس انصاف سے حیران رہ گئے اور وکیل کی جان بھی بچ گئی...!

اس کے بعد فلسفی کی باری تھی اسے جب تختے پر لٹا کر آخری خواہش کا پوچھا گیا تو وہ کہنے لگا،
"اس دنیا میں نہ ہی کوئی خدا ہے اور نہ وہ کسی کو بچاتا ہے۔ پادری کو نہ خدا نے بچایا ہے اور نہ ہی وکیل کو اس کے انصاف نے، دراصل میں نے غور سے دیکھا ہے کہ رسے پر ایک جگہ گانٹھ ہے جو چرخی کے اوپر گھومنے میں رکاوٹ کی وجہ بنتی ہے جس سے رسہ پورا کُھلتا نہیں اور پتھر پورا نیچے نہیں گرتا۔"

فلسفی کی بات سُن کر سب نے رسے کو بغور دیکھا تو وہاں واقعی گانٹھ تھی۔ انہوں نے جب وہ گانٹھ کھول کر رسہ آزاد کیا تو پتھر پوری قوت سے نیچے گرا اور فلسفی کا ذہین فطین سر کچل کر رکھ دیا...!

سبق ہے کہ بعض اوقات بہت کچھ جانتے ہوئے بھی منہ بند رکھنا حکمت میں شمار ہوتا ہے -

****

امریکہ کی افغانستان اور پاکستان میں اسلامی بنیاد پرستی پھیلانے کی پالیسی اسقدر طاقتور تھی کہ مذہبی شدت پسندی کا رنگ ان معاشروں پر گہرا ہوتا چلا گیا۔ افغانستان ایک بار پھر ایک مذہبی آمریت میں تبدیل ہو چکا ہے۔ جسے دنیا کا کوئی ملک تسلیم نہیں کرتا۔ امریکہ کی ساکھ بری طرح متاثر ہوئی، لیکن کسے پرواہ ہے۔

افغانستان میں دہشتگرد گروہ اکٹھے ہو رہے ہیں جنہیں مغرب اور بھارت کی حمایت حاصل ہے۔ ابھی چند دن پہلے بھارت نے افغان حکومت کیساتھ دفاعی معاہدہ کیا ہے۔ بھارت افغانستان میں موجود دہشتگرد گروہوں کو مدد فراہم کر رہا ہے۔ افغان عوام ایک بار پھر جنگ و فساد کے نتیجے میں بھوک اور بے روزگاری کا شکار ہونے جا رہے ہیں۔ امریکہ اور اسکے اتحادیوں کو افغانستان میں ایک بار پھر جہاد کی ضرورت پڑ چکی ہے۔ اس بار یہ دہشتگرد جتھے پاکستان، ایران، روس اور آخر میں چین کے خلاف جہاد کرنے کیلئے تیار کئے جا رہے ہیں۔

آج ایک بار پھر افغانستان دہشتگردی کا مرکز بن چکا ہے۔ اور افغان عوام اس بار کہیں ہجرت کرنے کے قابل بھی نہیں رہے جو دوسرے ملکوں میں بس رہے ہیں انہیں بھی افغانستان واپس دھکیلا جا رہا ہے جہاں انکے پاس روزگار کا آسان ترین راستہ کسی نہ کسی دہشتگرد تنظیم کا یا ڈرگ مافیا کا آلہ کار بننا رہ جائے گا۔

****

چنا منا پیدا ھوا ھے ؟

دھوبی کی بیوی سے ملکہ سلطنت نے پوچھا کہ:
"تم آج اتنی خوش کیوں ہو؟"
دھوبی کی بیوی نے کہا:
"آج چنا منا پیدا ہوا ہے۔"

ملکہ نے اس کو مٹھائی پیش کرتے ہوئے کہا:
"ماشاءاللہ! پھر تو یہ لو، مٹھائی کھاؤ چنا منا کی پیدائش کی خوشی میں۔"

اتنے میں بادشاہ بھی کمرے میں داخل ہوا، تو ملکہ کو خوش دیکھا اور پوچھا:
"ملکہ عالیہ! آج آپ اتنی خوش کیوں ہیں؟ کوئی خاص وجہ؟"
ملکہ نے کہا:
"سلطان! یہ لیں، مٹھائی کھائیں۔ آج چنا منا پیدا ہوا ہے، اس لیے خوشی کے موقع پر خوش ہونا چاہیے...!!"

بادشاہ کو بیوی سے بڑی محبت تھی۔ تھوڑی سی مٹھائی کھائی اور پھر دربان کو کہا:
"مٹھائی ہمارے پیچھے پیچھے لے آؤ۔"

بادشاہ باہر دربار میں آیا۔
بادشاہ بہت خوش تھا۔ وزیروں نے جب بادشاہ کو خوش دیکھا تو واہ واہ کی آوازیں سنائی دینے لگیں کہ ظلِ الٰہی مزید خوش ہو گئے۔

ظلِ الٰہی نے کہا:
"سب کو مٹھائی بانٹ دو۔"
مٹھائی کھاتے ہوئے بادشاہ سے وزیر نے پوچھا:
"بادشاہ سلامت! یہ آج مٹھائی کس خوشی میں آئی ہے؟"
بادشاہ نے کہا:
"آج چنا منا پیدا ہوا ہے۔"

ایک مشیر نے چپکے سے وزیرِ اعظم سے پوچھا:
"وزیر صاحب! ویسے یہ چنا منا ہے کیا شے...؟"
وزیرِ اعظم نے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا:
"مجھے تو علم نہیں ہے کہ یہ چنا منا کیا بلا ہے، لیکن بادشاہ سے پوچھتا ہوں۔"
وزیرِ اعظم نے ہمت کر کے پوچھا:
"بادشاہ سلامت! ویسے یہ چنا منا کون ہے؟"
بادشاہ سلامت تھوڑا سا گھبرائے اور سوچنے لگے کہ واقعی، پہلے معلوم تو کرنا چاہیے کہ یہ چنا منا ہے کون؟

بادشاہ نے کہا:
"مجھے تو علم نہیں کہ یہ چنا منا کون ہے... میری تو بیوی خوش تھی آج بہت۔ خوشی کی وجہ پوچھی، تو اس نے کہا کہ آج چنا منا پیدا ہوا ہے، اس لیے میں اس کی خوشی کی وجہ سے خوش ہوا۔"

بادشاہ اپنی ملکہ کے پاس آیا اور اس سے پوچھا:
"ملکہ عالیہ! یہ چنا منا کون تھا، جس کی وجہ سے آپ اتنی خوش تھیں، اور جس کی وجہ سے ہم خوش ہیں؟"
ملکہ عالیہ نے جواب دیا:
"مجھے تو علم نہیں کہ چنا منا کون ہے۔ یہ تو دھوبی کی بیوی بڑی خوش تھی کہ آج چنا منا پیدا ہوا ہے، اس لیے میں خوش ہوں اور میں بھی اس کی خوشی میں شریک ہوئی۔"

دھوبی کی بیوی کو بلایا گیا کہ:
"تیرا ستیاناس ہو! یہ بتا کہ یہ چنا منا کون ہے، جس کی وجہ سے ہم نے پوری سلطنت میں مٹھائیاں بانٹی ہیں!"

دھوبی کی بیوی نے کہا:

چنا منا ہماری کھوتی کا بچہ ہے۔

اس تحریر کا کھوتی سے کوئی تعلق نہیں ہے

پاکستانی آرمی چیف یا دنیا کی مظلوم ترین مخلوق ؟
حصہ اول :

عنوان پڑھ کر مجھے ڈر ھے کہ کچھ دوست ھوش نہ کھو دیں لیکن میں ثابت کر دوں گا کہ پاکستانی جرنیل دنیا کی مجبور و مظلوم مخلوق ھیں ۔ وہ کیسے ؟
1971 کے بعد والے نئے پاکستان سے شروع کرتے ھیں ۔ لیکن انتہائ مختصر طور پر یہ بتاتا چلوں کہ دنیا بھر میں جب کسی نارمل جنرل کو آرمی چیف بنایا جاتا ھے تو عموما اس جنرل سمیت پوری فوج کو علم ھوتا ھے کہ سینیارٹی کی بنیاد پر کون اگلا آرمی چیف ھوگا ۔ چیف بننے کے بعد صرف چند روٹین کی تبدیلیاں آتی ھیں ورنہ دن صبح نو بجے دفتر پہنچ کر کافی اور سگار سے شروع ھوتا ھے ، چند روٹین کی رپورٹس ، ایک آدھ بریفنگ ، پھر ایک بجے لنچ اور دو گھنٹے کا قیلولہ ، سہ پہر کو کسی غیر ملکی فوجی سربراہ سے یا کسی کمانڈر سے ملاقات ، پھر شام کو گولف یا کوئ پسندیدہ کھیل ،کوئ ہلکا پھلکا اسنیکس یا مشروب ، پھر بیوی بچوں سے ایک گھنٹہ گپ شپ ، ڈنر اور دن ختم ، ھفتے پندرہ دن میں کسی فوجی چھاؤنی کا دورہ اور وھاں رٹا رٹایا بھاشن ، فوٹو سیشن اور واپسی۔ کسی بھائ بھتیجے کے لیئے کبھی کوئ سفارش کر دی ۔ سال دو سال میں کسی پڑوسی ملک کے ساتھ کوئ سرحدی جھڑپ شڑپ ھو جائے تو منہ پھلا پھلا کر، جھاگ نکال نکال کر جنگی تیاریوں اور نظریاتی سرحدوں کا عزم شزم دھرانا اور بس --- مدت گزر گئ تو ٹھیک ٹھاک پینشن اور تا حیات بہت ساری مراعات لے کر مزے کی زندگی گزارنا ۔ یہ ایک نارمل ، ذھنی طور پر بالغ اور ڈیڑھ ہوشیار جنرل کا معمول ھوتا ھے ۔

اب نئے پاکستان کے چند انتہائ مظلوم فوجی سربراھوں کا ذکر شروع کرتا ھوں --- ان مظلوموں میں سرفہرست جنرل ضیاالحق کا نام نامی ھے ۔ جنرل ضیا الحق کو چھ سینئر جرنیلوں کو سپرسیڈ کر کے یکم مارچ 1976 میں آرمی چیف مقرر کیا گیا ۔ وزیر اعظم بھٹو نے یہ تقرری جنرل ضیا الحق کی حد سےزیادہ تابعداری دیکھتے ھوئے کی۔ضیاالحق بمشکل ایک سال ھی ملتان کور کو کمانڈ کر پائے تھے اور اتنے جونیئر تھے کہ آرمی چیف نہی بن پاتے اور ملتان کور سے ھی ریٹائر ھو جاتے .جب وہ میجر تھے انہوں نےامریکہ میں 1962-1964 تک فورٹ لیون ورتھ، کنساس کے یو ایس آرمی کمانڈ اینڈ اسٹاف کالج میں تربیت حاصل کی۔

1965 کی جنگ کے دوران ضیاء نے کشمیر میں ایک انفنٹری بریگیڈ کے اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر کے طور پر فعال ڈیوٹی پر خدمات انجام دیں۔ بعد میں انہیں 1969 میں کرنل اور پھر بریگیڈیئر کے عہدے پر ترقی دی گئی۔
1967 سے 1970 تک انہوں نے اردن میں پاکستانی تربیتی مشن کی سربراہی کی۔ "بلیک ستمبر" کے واقعات کے دوران، اس نے فلسطین لبریشن آرگنائزیشن (PLO) کے خلاف اردنی مسلح افواج کے مشیر کے طور پر خدمات انجام دیں اور شاہ حسین کی حمایت حاصل کرتے ہوئے کچھ لڑائیوں میں اردنی فوجیوں کی ذاتی طور پر قیادت کی اور فلسطینیؤں کی بغاوت ختم کرنے میں بزور قوت معاونت کی ۔ ضیا اس وقت بریگیڈیئر تھا وطن واپسی کے بعد انہیں 1972 میں میجر جنرل کے عہدے پر ترقی دی گئی میجر جنرل ضیاء الحق کی ابتدائی پوسٹنگ ملتان میں آرمرڈ ڈویژن کی کمانڈ تھی۔ انہوں نے 1972 سے 1975 کے اوائل تک پہلی آرمرڈ ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ (GOC) کے طور پر خدمات انجام دیں، 1975 میں انہیں لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے پر ترقی دی گئی اور اسی II اسٹرائیک کور کی کمان دی گئی، جو ملتان میں مقیم ہے۔

اگر لیفٹیننٹ جنرل ضیاء الحق کو 1976 میں چیف آف آرمی سٹاف (COAS) مقرر نہ کیا گیا ہوتا اور وہ اپنے فوجی کیریئر کے راستے پر گامزن رہتے تو وہ جنوری 1977 میں لیفٹیننٹ جنرل کی حیثیت سے ریٹائر ہو چکے ہوتے . جب مارچ 1976 میں ذوالفقار علی بھٹو نے لیفٹیننٹ جنرل ضیاء الحق کو چیف آف آرمی سٹاف (COAS) مقرر کیا تو انہوں نے سات سینئر لیفٹیننٹ جنرلز کوسپر سیڈ کیا۔
جن سینئر جنرلوں کوسپر سیڈ کیا وہ یہ تھے:
لیفٹیننٹ جنرل محمد شریف (سب سے سینئر، جنہیں بعد میں چیئرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی بنایا گیا تھا) لیفٹیننٹ جنرل محمد اکبر خان، لیفٹیننٹ جنرل آفتاب احمد خان، لیفٹیننٹ جنرل عظمت بخش اعوان، لیفٹیننٹ جنرل آغا ابراہیم اکرم، لیفٹیننٹ جنرل عبدالمجید ملک، لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان (جو اس وقت آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے)
بھٹو نے ضیاء کا انتخاب کیا کیونکہ وہ COAS کے عہدے کے دعویداروں میں سب سے جونیئر سمجھے جاتے تھے اور انہیں ایک غیر سیاسی "یس مین" کے طور پر سمجھا جاتا تھا جو ان کی سویلین حکومت کے لیے خطرہ نہیں بنتا تھا۔ یہ فیصلہ بالآخر جنوری 1977 میں ہوا۔
ذوالفقار علی بھٹو نے مارچ 1976 میں جنرل ضیاء کوچیف آف آرمی اسٹاف مقرر کیا.

اب شروع ہوتی ھے جنرل ضیا الحق چیف آف آرمی اسٹاف کی مظلومیت کی داستان ۔۔ مارچ 1976 سے ھی وزیر اعظم بھٹو نے جنرل ضیا الحق کو بات بے بات جتا نا شروع کر دیا کہ بھٹو نے ان پر احسان کیا کہ ان جیسے انتہائ جونیئر جنرل کو آرمی چیف بنا دیا نہ صرف وزیر اعظم بھٹو بلکہ ان کی کا بینہ کے وزرا اور صوبائ وزرا اعلی اور گورنرز تک جنرل ضیا الحق کے ساتھ ہتک آمیز برتاؤ کرتے تھے ۔ وفاقی کابینہ کے ہر اجلاس میں اور وزیر اعظم کے ہر دورے میں جنرل ضیا الحق کو چپراسی کی طرح ساتھ ساتھ گھسیٹا جاتا تھا ۔ جنرل ضیا الحق جی ایچ کیو میں کم پائے جاتے تھے کیونکہ وزیر اعظم بھٹو ان کو اپنا دم چھلا بنا کر ساتھ ساتھ رکھتے تھے۔ کئ ماہ اسی طرح چلتا رھا پھر اچانک وزیر اعظم بھٹو نے اپنی مقبولیت کے زعم میں وقت سے پہلے عام انتخابات کرانے کا اعلان کر دیا یہ انتخابات 7 مارچ 1977 کے دن منعقد ھوئے ان انتخابات میں پیپلز پارٹی کے تمام اراکین کابینہ سمیت درجنوں سندھی وڈیروں اور پنجابی جاگیرداروں کی بلا مقابلہ منتخب ھونے کی آرزو نے ان انتخابات کو مشکوک بنا دیا اور حزب اختلاف کے رہنما خان عبدالولی خان نے سپریم کورٹ کی نگرانی میں دوبارہ انتخابات کرانے کا مطالبہ کر دیا ۔بھٹو اور پی این اے کے درمیان مزاکرات کے کئ دور ھوئے ، بھٹو اس زعم کا شکار ھو گئے کہ فوج ان کے ساتھ ھے اور بالآخر یہ زعم بھٹو کو لے ڈوبا اور 5 جو لائ 1977 کو جنرل ضیا الحق نے ملک میں مارشل لا کا نفاذ کر دیا وزیر اعظم سمیت پی پی پی اور پی این اے کی قیادت فوج کی تحویل میں لے لیئے گئے ، پہلے پہل تو جنرل ضیا الحق نے فوج کی نگرانی میں 90 دن میں نئے انتخابات کا اعلان کیا لیکن جب بھٹو نے جنرل ضیا الحق اور انکے ساتھی جرنیلوں کو خطرناک انجام کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں تو پھر مارشل لا جاری رکھا گیا اور ایک پوچ قسم کے مقدمے میں بھٹو کو پھانسی چڑھا دیا گیا۔ بھٹو کی پھانسی کے وقت روس کے افغانستان میں دراندازی کے باعث امریکہ و یورپ کی نظر میں پاکستان روس کے خلاف فرنٹ لائن اسٹیٹ اور جنرل ضیا الحق ناگریز ھو چکے تھے ۔

اب جنرل ضیا الحق کی بد قسمتی کے دن شروع ھو گئے ، افغانوں کو روس کے خلاف جمع کرنا ، ہتھیاروں کی سپلائ ، مستقل راشن کے لیئے بہت بڑے فنڈز اور لا جسٹکس کی درد سری ، ملکی حالات اور افغنستان میں جاری جنگ کی وجہ سے لاکھوں افغانوں کی بلا روک ٹوک آمد ، روسی شہ پر بھارت کی آئے دن جنگی دھمکیاں اور سرحدی جھڑپیں جنرل ضیا الحق کے لیئے مصیبت بن چکے تھے یہ تمام معاملات ایسا کمبل بن گئے جو جنرل ضیا الحق کی جان چھوڑنے کو تیار ھی نہی تھا۔ روزآنہ کی بنیاد پر افغانستان اور افغانوں کے لیئے ہتھیار ، راشن ، لاجسٹکس اور پاکستان میں پناہ گزین

لاکھوں افغانوں کے لیئے رھائش ، خوراک اور دیگر ضروریات زندگی کے حصول کے لیئے کئ سال جنرل ضیا الحق کبھی سعودیوں، کھبی دبئ ، کھبی یورپ کھبی امریکہ کے سامنے مستقل دامن پھیلاۓ رہتے تھے ۔
اس قبل ستمبر 1978 کو صدر پاکستان چودھری فضل الہی کے استعفی کے بعد امریکی خواہش پر جنرل ضیا الحق نے ایک مارشل لا آرڈر کے ذریعے خود کو صدر پاکستان بھی ڈکلیئر کر دیا ۔ وہ بڑا مشکل اور کڑا دور تھا افغانستان کے مسئلے نے جنرل ضیا الحق کو ذھنی مریض بنا دیا تھا افغان جنگجو کمانڈروں کے آۓ روز کے نت نئے مطالبات نے جنرل ضیا الحق کی زندگی اجیرن کر دی تھی پھر ھر دوسرے تیسرے دن کھبی امریکی سی آئ اے تو کھبی برٹش ایم آئ سکس کے لوگ جنرل ضیا الحق کا دماغ کھاتے رھتے تھے ۔ امریکہ لڑائ تو سوویت یونین جیسی قوت سے لڑنا چاہتا تھا لیکن جنگ عظیم دوئم کے فرسودہ ہتھیار افغانوں کو دینا چاہتا تھا اور مالی امداد کے نام پر چند لاکھ ڈالر دے رھا تھا جو چھ ھزار افغان جنگجوؤں کا ایک ھفتے کا راشن ھی تھا افغان جنگجو کمانڈرز نے جنرل ضیا الحق سے کئ بار ملاقاتوں میں واضح کیا کہ روسیوں کا مقابلہ تھری ناٹ تھری اور ایم ون رائفلوں سے نہی کیا جا سکتا اور یہ چند ھزار ڈالر سے تو ھمارا ایک ھفتے کا راشن بھی پورا نہی ھوتا ۔
یہ دور تھا امریکی صدر جمی کارٹر کا جو اپنی کنجوسی اور خصیص پن کی وجہ سے مشہور تھے اور ڈھیلا و سست سی آئ اے چیف اسٹین فیلڈ ٹرنر سونے پر سہاگہ تھا ۔ جنرل ضیا الحق جو اب صدر ضیا تھے کی ان دونوں سے کھبی نہی بنی ۔ جنرل ضیا الحق کی امریکی صدر جمی کارٹر کے ساتھ افغان مسئلے پر کئ بار بات چیت ھو چکی تھی حتی کہ صدر جنرل ضیا الحق نے چند لاکھ ڈالرکی امریکی امداد کو مونگ پھلی قرار دے کر ٹھکرا دیا اور جمی کارٹر سے صاف صاف کہہ دیا کہ افغانستان میں روس کے خلاف آپریشن سائکلون کو امریکی خود آپریٹ کر لیں پاکستان کو معافی دیں ۔
پھر آگیا 1981 جب رونالڈ ریگن امریکہ کے صدر بن گئے اور سی آئ اے کو ولیم جے کیسی جیسا تیز طرار و جہاندیدہ سربراہ مل گیا ، جس کو28 جنوری 1981 میں صدر رونالڈ ریگن نے سینٹرل انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر مقرر کیا۔ ولیم کیسی کو علم تھا کہ جنرل ضیا الحق امریکیؤں سے مایوس ھو چکے ھیں اور کسی بھی وقت افغان مسئلے سے اپنا ہاتھ کیھنچ سکتے ھیں اس نے جون 1981 میں پاکستان کا دورہ کیا اور جنرل ضیا الحق سے کئ گھنٹے طویل ون آن ون ملاقات کی بتایا جاتا ھے کہ جنرل ضیا الحق اپنے مطالبات کی ایک فائل لے کر بیٹھے تھے جو انھوں نے زبانی بھی ولیم کیسی کے سامنے رکھی اور اسکے حوالے بھی کر دی ۔ اگلے روز ولیم کیسی نے سی آئی اےآئ کے اسلام

آباد مقیم اسٹیشن چیف ہاورڈ ہارٹ کے همراہ دوبارہ جنرل ضیا الحق سے ملاقات کی جس میں آئ ایس آئ چیف جنرل اختر عبد الرحمن اور سخت گیر و بد مزاج ایم آئ چیف میجر جنرل غلام نبی بھی موجود تھے ۔ میجر جنرل غلام نبی نے ولیم کیسی اور ہاورڈ ہارٹ کو کھری کھری سنائیں اور امریکیئوں کو موقع پرست اور دھوکہ باز قرار دیا ۔ ولیم کیسی نے بہ مشکل ان کو ٹھنڈا کیا اور پاکستان کے تمام مطالبات تسلیم کروانے کی یقین دھانی کروائ اور واپس واشنگٹن بھاگا۔ واپسی پر ولیم کیسی نے صدر ریگن کو اپنی ملاقاتوں کے بارے میں آگاہ کیا اور جنرل ضیا الحق کے افغان معاملے سے جان چھڑانے کے عزائم کے بارے میں صاف صاف بتا دیا تو اسی دن صدر ریگن نے جنرل ضیا الحق کو طویل دورانئے کی ٹیلی فون کال کی اور انکے تمام مطالبات کو کانگریس سے منوانے کا عندیہ دیا ۔

صدر ریگن اور جنرل ضیا الحق کے درمیان معاملات بہتر ھونے لگے اور افغان جنگجوؤں کے لیئے سعودی عرب کے ذریعے اچھی خاصی امداد ، اسلحہ اور کمیونکیشنز کے آلات ملنے لگے لیکن افغان کمانڈروں نے جنرل ضیا الحق کو مسائل میں پھنسانا نہی ترک کیا تو تنگ آکر جنرل ضیا الحق نے افغان کمانڈروں سے نمٹنے کی درد سری آئ ایس آئ اور ایم آئ کو مکمل طور پر سونپ دی اور جب فسادی و لالچی افغان ملاؤں کا واسطہ ایم آئ چیف میجر جنرل غلام نبی جیسے اکھڑ مزاج بندے سے پڑا تو افغان ملاؤں کے مزاج ٹھکانے آگئے ۔ مکار لالچی اور موقع پرست افغان ملاؤں نے آئ ایس آئ چیف جنرل اختر عبد الرحمن سے ایک نیا مطالبہ کرنا شروع کر دیا کہ هم کو امریکیؤں سے براہ راست ملوایا جائے تو جنرل اختر نے جنرل ضیا الحق کو بتایا کہ افغان ملاؤں نے نیا رپھڑ ڈال دیا ھے تو معاملہ پھر ایم آئ چیف میجر جنرل غلام نبی کو سونپا گیا تو انھوں نے افغان ملاؤں پر چڑھائ کر دی اور سب کو حراست میں لے کر پاکستان بدر کر دیا کہ جا کر روس کے خلاف عام افغانوں کے ساتھ ملکر جہاد کرو ۔ حکمت یار سے لے کر عبدالرسول سیاف تک کو پاکستان سے اٹھا کر قندھار میں لا پھینکا ۔ اس سے افغان ملاؤں کے دماغ ٹھکانے آگئے کیونکہ پاکستان میں بڑی بڑی گاڑیاں ، روسٹ دنبے ، جدید سیٹلائٹ فون ،بہت سی بیویاں، درجنوں مسٹنڈے بچے، بڑے بڑے بنگلے اور ڈالروں کی ریل پیل تھی دوسری طرف افغانستان میں روسی ہیلی کاپٹروں کی مسلسل گولہ باری سے افغان جہادی ملاؤں کی سٹی گم ھو گئ ، دو ماہ میں ھی انھوں نے توبہ تلا کر کے ایم آئ چیف میجر جنرل غلام نبی سے سیدھا چلنے کا وعدہ کیا جس پر افغان جہادی ملاؤں کو ایک ماہ پاکستان میں قیام اور دو ماہ افغانستان میں جہادی سرگرمیوں میں لازمی حصہ لینے کی شرط پر چھوٹ مل گئ۔

جنرل ضیا ءالحق دسمبر 1982 میں تین روزہ سرکاری دورے پر واشنگٹن پہنچے۔ اس وقت کے امریکی صدر سے ملاقاتوں میں پاکستان کا مجوزہ جوہری پروگرام سر فہرست رہا۔ اس دوران وائٹ ہاؤس کے اوول آفس میں دونوں صدور کے درمیان پہلے 20 منٹ تک تنہا ملاقات ہوئی جس کے بعد دونوں جانب سے وفود بھی ملاقات میں شامل ہو گئے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس ملاقات میں صدر ریگن نے صدر ضیاءالحق کو بتایا کہ پاکستان کے مجوزہ جوہری پروگرام کی وجہ سے انہیں پاکستان کے لیے 3.2 ارب ڈالر کے اقتصادی اور فوجی امداد کے پیکج کو کانگریس سے منظور کرانے میں دشواری پیش آ رہی ہے جس پر جنرل ضیا الحق نے صدر ریگن کو واضح الفاظ میں بتایا کہ آپ کانگریس کو بتا دیں کہ پاکستان افغانستان سے اپنا ہاتھ واپس لے رھا ہے اور اب امریکنز جانیں اور سوویت یونین جانے۔ صدر ریگن نے افغانستان پر سوویت حملے کے بعد کی صورت حال سے نمٹنے کی خاطر اس امدادی پیکیج کی پیشکش کی تھی بہرحال صدر ریگن نے کانگریس کو منا لیا اور پاکستان کی فوجی و اقتصادی امداد شروع ھوگئ ۔

تین برس بعد ضیاءالحق نے اکتوبر 1985 میں ایک بار پھر امریکہ کا سرکاری دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران صدر ضیاءالحق اور صدر ریگن کے درمیان ملاقات نیویارک میں ہوئی۔

یہ کچھ تفصیلات اس لئے بیان کی گئیں ھیں کہ آپکو پتا چلے کہ جنرل ضیا الحق کئ محاذوں پر لڑ رھے تھے جن میں سب بڑا درد سر افغان مسئلہ تھا ۔ پاکستان میں بھی مارشل لا کے خلاف سیاسی آوازیں اٹھنا شروع ھو گئیں تھیں اور بحالی جمہوریت کی تحریک سر اٹھا رھی تھی۔ جنرل ضیا الحق کے خلاف امریکنز بھی خرگوشوں کی طرح خاموشی سے سرنگ بنا رھے تھے ملک میں عام انتخابات کا مطالبہ ھونے لگا تھا ۔ جنرل ضیا الحق کو امریکنز نے مشورہ دیا کہ آپ ملک میں عام انتخابات کروا دیں جس سے آپ کے خلاف سیاسی شور شرابا کم ھو جائے گا۔

بہرحال امریکی مشورہ اور جنرل ضیاء الحق کی خواہش پر غیر جماعتی بنیاد پر پاکستان میں 25 فروری 1985 کو قومی اسمبلی کے عام انتخابات ہوئے ضیا الحق مخالف جماعتوں کے اتحاد ایم آر ڈی نے غیر جماعتی انتخابات کا بائیکاٹ کیا جس سے ان انتخابات کی حیثیت دنیا بھر میں مذاق ھی بن گئ لیکن فی الحال مغرب کو جنرل ضیا

الحق کی ضرورت تھی تو انتخابات کا معاملہ دب گیا لیکن ضیا الحق کے مسائل کم ہونے کو نہی آرھے تھے نئ حکومت کے وزیر اعظم جونیجو نے مارشل لا اٹھانے کا مطالبہ کر دیا امریکہ بھی مارشل لا کو ختم کروانا چاہ رہا تھا دوسری طرف سوویت یونین بھی اپنے خاتمے کی طرف بڑھ رہا تھا اور افغانستان سے نکلنے کا اعلان بھی سامنے آگیا تھا ۔

جنرل ضیا الحق کی زندگی کے بڑے قیمتی سال افغانستان کی نذرھو گئے تو دوسری طرف بھارتی جارحیت کا بھوت ان کو ڈراتا رہتا تھا البتہ پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام پر ضیاالحق اور غلام اسحق خان ھمیشہ محسن پاکستان ڈاکٹر عبد القدیر خان کے شانہ بہ شانہ کھڑے رھے ، جنرل ضیا الحق نے افغان مسئلے کو امریکہ کے گلے کا ناسور بنا کر پاکستان کے نیو کلیئر پروگرام پر مغرب کے شور شرابے کو دبائے رکھا جس کی بہر حال ان کو سزا بھی ملی ۔

سی آئ اے نے بے نظیر بھٹو نے اپنی خود ساختہ جلا وطنی ختم کر کے پاکستان جانے اور سیاسی سرگرمیاں شروع کرنے کا مشورہ دیا تو وہ 10 اپریل 1986 کو پاکستان واپس آئیں تو لاھور ائیرپورٹ پر عوام کا سمندر ان کے استقبال کے لئے موجود تھا ۔ بے نظیر بھٹو کی آمد اعصابی طور انتہائ کمزور ھوتے جا رھے جنرل ضیا الحق کے ایک نیا درد سر ثابت ھوئ۔ ضیا الحق گزرے ھوئے دس سالوں میں ایک دن بھی سکون سے نہ گزار سکے نہ رات کی نیند پوری کر سکے اپنی بنائ ھوئ سول حکومت بھی نکمی ثابت ھوئ اور کچھ ڈیلیؤر نہی کر پا رھی تھی وزیر اعظم جونیجو بہت اچھے انسان تھے لیکن سیاست ان کے بس کا روگ نہی تھا جنرل ضیا الحق نے سول حکومت کو بہت ذمہ داریاں سونپیں لیکن ھر کام ضیا الحق کو کرنا پڑ جاتا تھا اوپر سے بے نظیر بھٹو ایک کے بعد ایک سیاسی محاذ سر کر رھی تھیں ملک بھر کے طویل دوروں میں انھوں نے اپنی پارٹی کو منظم کیا ۔ ضیا الحق پر اندورونی اور بیرونی دباؤ بڑھتا ھی جا رھا تھا کہ جنرل ضیا الحق نے وزیر اعظم جونیجو کو برطرف کر کے قومی اسمبلی تحلیل کر دی ۔ کام نکلنے کے بعد امریکہ کی طرف سے ضیا الحق پر گھر جانے کا دباؤ بڑھتا ھی جا رھا تھا امریکی جنرل ضیا الحق کو بوجھ سمجھنے لگے تھے ۔ سی آئ اے چیف ولیم جے کیسی نے 1987 اپنی رخصتی سے قبل ھی ضیا الحق کو سمجھا دیا تھا کہ اب آپ گھر جانے کی تیاری کریں اور نئے انتخابات کروا کر نئ سیاسی حکومت بننے دیں لیکن ضیا الحق نے ٹکا سا جواب دیا کہ میں کوئ ٹشو پیپر نہی کہ کام نکل جانے کے بعد ڈسٹ بن میں ڈال دیا جاؤں ۔ قصہ طویل ھوتا جا رھا ھے اس لیئے اب میں اس بیان پر جنرل ضیا الحق کا باب بند کرتا ھوں کہ 17 اگست 1988 کے دن جنرل ضیا الحق کو ٹشو پیپر

بنا دیا گیا اور ان کی راکھ زمین پر پھیل گئ ۔ ضیا الحق کی زندگی کے آخری دس سال بہت مشکل ، انتہائ صبر آزما اور شدید ذھنی دباؤ میں گزرے۔
اب میں موازنہ کرتا ھوں کہ اگر ضیاالحق سب سے جونیئر لیفٹنٹ جنرل ھونے کی وجہ سے آرمی چیف بننے سے معذرت کر لیتے تو 1978 میں وہ باعزت ریٹائر ھو جاتے اور باقی زندگی آرام و سکون سے گزارتے ۔ دوسرا سینیریو یہ بنتا کہ آرمی چیف بن ھی گئے تو اپنی مدت ملازمت پوری کرتے اور بقایا زندگی مزے سے انجوائے کرتے جیسے کئ آرمی چیفس مثلا جنرل اسلم بیگ ، جنرل عبد الوحید کا کڑ ، جنرل راحیل شریف وغیرہ اسکے علاوہ توسیع ملنے والے جنرل کیانی اور جنرل باجوہ نے بھی فوج میں اپنی غیر مقبولیت بھانپ کر مزید طالع آزمائ کی کوشش نہی کی اور گھر چلے گئے ۔
جنرل عبد الوحید کا کڑ کے پاس تو میاں نواز شریف وزیر اعظم اور غلام اسحق خان صدر کے درمیان ھونے والے شدید اختلافات کے دوران کئ بار مارشل لا لگانے کے بڑے آسان مواقع آئے اس دوران انکے کئ کور کمانڈروں نے مارشل لا لگانے کے لیئے جنرل کاکڑ پر دباؤ بھی ڈالا لیکن جنرل کاکڑ نے جنرل ضیا الحق سے سبق سیکھ لیا تھا اور دونوں شر پسندوں یعنی نواز اور غلام اسحق دونوں کو گھربھیج کر نئے انتخابات کروا دیئے ، یہ کام " کا کڑ فارمولا " کہلایا۔ جنرل کاکڑ نے اپنی تین سالہ مدت پوری کی اور باقی تمام عمر عزت و احترام سے گذاری۔ اسی طرح جنرل راحیل شریف نے بھی بار بار اکسانے کے باوجود کسی قسم کے ایڈونچر سے گریز کیا اور اپنی مدت ملازمت پوری کر کے گھر چلے گئے ۔

بھٹو نے ایک بار سب سے جونیئر لیفٹنٹ جنرل کو آرمی چیف بنایا اور اسکا نتیجہ پوری دنیا نے دیکھا اور نواز شریف نے بھٹو سے کوئ سبق نہی سیکھا اور تین مرتبہ جونیئر لیفٹنٹ جرنلز کو آرمی چیف بنایا اور ساری دنیا میں منی لانڈرنگ و کرپشن کنگ کے ٹائٹل کے حقدار ٹھہرے اور پھر یہ کہتے پھرے " مجھے کیوں نکالا ؟ "

مارشل لائ ڈکٹیٹر شپ نظام میں ضیا الحق نے لوگوں پر بہت ظلم توڑے اگر میں تفصیل میں جاؤں تو ھزاروں صفحات کی کتاب بن جائے گی۔ ضیا الحق نے بے تحاشہ ظلم کیئے لیکن خود ایک دن سکون سے نہی گزار سکا مسائل کا انبار تھا جس کا روزآنہ جنرل ضیا الحق کو سامنا کرنا پڑتا تھا ۔
تصویر کا یہ رخ ضیاالحق کو ظالم ھونے کے ساتھ ساتھ مظلوم بھی دکھاتا ھے کہ اتنی طاقت کے حصول کے باوجود انسان خوش باش نہ رہ سکے ۔

پاکستانی آرمی چیف یا دنیا کی مظلوم ترین مخلوق ؟
حصہ دوئم :

یہ ایک حقیقت ہے کہ ایمیزون کے جنگلات میں رہنے والا کوئی قبائلی ہو یا برفانی سا ئبیریا میں بسنے والا کوئی بندہ ہو یا مریخ پر بسنے والی مخلوق ھو ، اپ کسی سے بھی پاکستانی آرمی چیف کا نام پوچھے تو وہ ایک منٹ میں بتا دے گا . ہر پاکستانی آرمی چیف زمین پر بھی مشہور ھوتا ھے اور مریخ پر بھی جانا پہچانا جاتا ھے ۔

سماجی نفسیات میں، خیالی برتری ایک علمی ٹرمنالوجی ہے جس میں لوگ دوسروں کے مقابلے میں اپنی خوبیوں اور صلاحیتوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ خیالی برتری کھبی کھبی نرگسیت کا شکار بھی بنا ڈالتی ھے ۔

جنرل ضیا الحق ظالم تھا اور مظلوم بھی تھا ۔ یہ تو گذشتہ حصے میں ڈسکس کیا گیا ھے لیکن بہت سارے پہلو تشنہ رہ گئے جیسے ملک بھر فوجی سرپرستی میں فرقہ واریت ، لسانی تنظیموں کا عروج ، کلاشنکوف کی آمد ورفت اور منشیات کے کاروبار کا عروج ، جہادی انڈسٹری کی پرورش وغیرہ شامل ھیں ان موضوعات پر بھی کچھ دن بعد لکھوں گا بشرط زندگی۔
اب واپس موضوع کی طرف آتا ھوں ۔جنرل ضیا الحق کے بعد آنے والوں جنرل اسلم بیگ ، جنرل آصف نواز،جنرل عبد الوحید کا کڑ ، جنرل جہانگیر کرامت نے کسی قسم کی مارشلائ مہم جوئ کی کوشش نہی کی باقی دل کا حال تو اللہ ھی جانتا ھے ۔

انتہائ پڑھے لکھے، سلجھے ھوئے ، روشن خیال آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت نے نواز شریف حکومت کو ملک میں مارشل لا سمیت کسی بھی قسم کی ملٹری مہم جوئ کے امکانات کو ختم کرنے کے لیئے نیشنل سیکیورٹی کونسل کے قیام کی تجویز دی تاکہ ملک میں جمہوری عمل کا تسلسل برقرار رھے اس کونسل کو وزیر اعظم کی سربراھی میں کام کرنا تھا اس کونسل میں فوجی سربراھان ، وزیر دفاع ، سیکرٹری دفاع ، وزیر خارجہ، قائد حزب اختلاف ، چیئرمین سینٹ ، اسپیکر قومی اسمبلی، آئ ایس آی ، ایم آئ ، آئ بی کے سربراھان کو شامل کرنا تجویز کیا تھا ۔ تجویز بہت اچھی تھی لیکن انا پرستی کا شکار وزیر اعظم نوازشریف اس بات پر سخت ناراض ھوئے اور جنرل جہانگیر کرامت سے استعفی طلب کر لیا ۔

6 اکتوبر 1998 صبح نو بجے جنرل کرامت نے اپنا استعفی لکھا جیب میں ڈالا اور وزیر اعظم نواز شریف سے ملنے گئے اور سیکیورٹی کونسل کی تجویز کی وضاحت کی اجازت طلب کی لیکن نوازشریف نے کوئ بات سننے سے انکار کر دیا تو جنرل جہانگیر کرامت نے اپنا استعفی وزیر اعظم کی میز پر رکھا اور سلیوٹ کر کے باھر نکل آئے ۔ یہ جنرل جہانگیر کرامت کا آرمی چیف آخری دن تھا وہ 2 سال اور 267 دن آرمی چیف رھے ۔ اسی روز وزیر اعظم نواز شریف نے فوج میں پنجابی جرنیلوں کا زور توڑنے کے لیئے اردو بولنے والے مہاجر لیفٹیننٹ جنرل کو آرمی چیف بنانے کا اعلان کیا یہ تھے نئے آرمی چیف جنرل پرویزمشرف جو منگلہ کور کو کمانڈ کر رھے تھے ۔ جنرل مشرف کو 1995 میں لیفٹنٹ جنرل بنا کر منگلہ کور کمانڈر بنایا گیا تھا ۔

تاریخ کا سبق یہ ھے کہ کوئ بھی تاریخ سے سبق نہی سیھکتا ۔ نواز شریف نے بھی وھی غلطی دھرائ کہ بھٹو کی طرح سینیئرجرنیلوں کو کھڈے لائن لگا کر سب سے جونیئر لیفٹیننٹ جنرل پرویز مشرف کو آرمی چیف لگا دیا ۔ اگر پرویز مشرف کو فور اسٹار جنرل نہ بنایا جاتا تو وہ اتنے جونیئر تھے کہ 8 اگست 2002 کے دن بطور لیفٹیننٹ جنرل ریٹائر ھوجاتے ۔

جب میاں نواز شریف نئے آرمی چیف کا فیصلہ کر رھے تھے تو سینیئر لیفٹیننٹ جنرلز میں سب سے جونیئر پرویز مشرف تھے جو اس وقت منگلہ کور کمانڈر تھے۔ سنیارٹی لسٹ یہ تھی لیفٹیننٹ جنرل علی قلی خان، لیفٹیننٹ جنرل خالد نواز، لیفٹیننٹ جنرل اشفاق ندیم، لیفٹیننٹ جنرل جاوید اقبال رمدے۔

جونیئر لیفٹینٹ جنرل پرویز مشرف کو ترقی دے کر آرمی چیف بنانے کے فیصلے پر دو سینئر موسٹ لیفٹنٹ جنرلز لیفٹیننٹ جنرل علی قلی خان، لیفٹیننٹ جنرل خالد نواز نے استعفی دے دیا ۔ فوج میں نواز شریف کے خلاف جنرل جہانگیر کرامت سے شرمناک طریقے سے استعفی لیئے جانے کے بعد فضا بن چکی تھی اور نواز شریف فوج میں انتہائ غیر مقبول ھو تے جا رھے تھے ۔

7 اکتوبر 1998 کو صبح سویرے نئے آرمی چیف جنرل پرویز مشرف نے فوج کی کمانڈ سنبھالی۔ چارج لیتے ھی جنرل مشرف نے میجر جنرل عزیز خان کو لیفٹینٹ جنرل پروموٹ کر کے جی ایچ کیو میں چیف آف جنرل اسٹاف مقرر کردیا جو جی ایچ کیو کے سربراہ کی حیثیت رکھتا ھے اس سے قبل میجر جنرل عزیز آئ ایس آئ میں ڈی جی اینا لائسس تھے اور جنرل مشرف کے سب سے قریبی ساتھی سمجھے جاتے تھے ان کے علاوہ جنرل مشرف نے میجر جنرل محمود احمد جو ایم آئ میں تھے کو ترقی دے کر

لیفٹیننٹ جنرل بنا کر راولپنڈی کور کا کمانڈر بنا دیا ۔ لیفٹیننٹ جنرل محمود احمد کو اکتوبر 1998 میں کور کمانڈر راولپنڈی پوسٹ کیا گیا جہاں وہ ایک سال رہے ۔
اب جی ایچ کیو اور راولپنڈی کور میں جنرل مشرف کے انتہائ قابل اعتماد ساتھی کمانڈ کر رہے تھے ۔
اکتوبر 1998 میں چارج سنبھالتے ھی جنرل مشرف نے پے در پے انتہائ اھم پوزیشنز پر ان لوگوں کو تعینات کیا جو پہلے جنرل مشرف کے ساتھ کام کر چکے تھے اس کے علاوہ ملٹری انٹیلیجنس ایم آئ بھی جنرل مشرف کو بریفنگ دے رھی تھی کہ وزیر اعظم نواز شریف اعتبار کے قابل نہی ھیں وہ کبھی بھی آپ کے ساتھ جنرل جہانگیر کرامت جیسا ایڈونچر کر سکتے ھیں کیونکہ نواز شریف کو جی حضوری کی عادت پڑ چکی ھے۔
چند سال قبل جب بے نظیر بھٹو وزیر اعظم تھیں اور میجر جنرل پرویز مشرف ڈی جی ملٹری آپریشنز تھے تو انھوں نے وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے سامنے سری نگر پر قبضہ براستہ کارگل منصوبے کی تفصیلی بریفنگ دی جس پر بے نظیر بھٹو سکتے میں آ گئیں کیونکہ یہ تو بھارت کے ساتھ جنگ کی کھلم کھلا کوشش تھی جب بریفنگ ختم ھوئ تو میجر جنرل پرویز مشرف نے فخریہ انداز میں بے نظیر بھٹو کی طرف دیکھا تو وہ سکتے سے باھر نکل آئیں اور بھرائ آواز میں صرف ایک جملہ کہا " General r u in senses ,this will be a war" ۔ بہر کیف وزیر اعظم بے نظیر نے پرویز مشرف کو رخصت کیا اور سکون کی دوا کھا کر پورے دن سوتی رھیں ۔

آرمی چیف بننے کے بعد جنرل مشرف کے دماغ میں سری نگر براستہ کارگل کا خناس جاگ اٹھا صرف وھی نہی بلکہ کئ اور جنرلز بھی اس ایڈونچر کے حق میں تھے جن میں جنرل شاھد عزیز، جنرل عزیز خان ، جنرل محمود احمد شامل رھے۔

اس موقع پر جنرل مشرف کے ایک ایسے قریبی ساتھی کا مختصر سا ذکر ھو جائے جو جنرل مشرف کے بلنڈرز میں اھم کردار رھے لیکن بعد میں درجنوں مضامین اور کتاب لکھ کر " سچی ساوتری مائ " بننے کی کوششیں کرتے رھے یہ حضرت ھیں شاھد عزیز ۔۔ لیفٹیننٹ جنرل شاہد عزیز نے دسمبر 2003 سے اکتوبر 2005 تک IV کور (لاہور) کے کمانڈر کے طور پر خدمات انجام دیں ۔ 1998 میں انھوں نے ملٹری آپریشنز کے ڈائریکٹر کے طور پر پاکستان کے ایٹمی تجربات میں تمام ملٹری سہولیات فراھم کیں ۔ 1999 کے کارگل ایڈونچر کی تمام جزئیات پر انہوں نے آئی ایس آئی کے اینالائسز

ونگ کے ڈی جی کے طور پر جنرل مشرف کو بریفنگ دی ۔ کارگل کے بعد انہیں ڈی جی ملٹری آپریشنز کے عہدے پر تعینات کیا گیا جہاں انہوں نے 1999 میں جنرل مشرف کو اقتدار میں لانے والی بغاوت میں اہم کردار ادا کیا۔ نائن الیون کے واقعات کے وقت وہ جی ایچ کیو میں چیف آف جنرل سٹاف کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے۔ وہ دو سال تک لاہور کور کمانڈر کے عہدے پر فائز رہنے کے بعد بالآخر 2005 میں فوج سے ریٹائر ہوئے۔

3 مئ 1999 وہ دن تھا جب جنرل مشرف اور اسکے مہم جو جرنیلوں کا شروع کیا گیا کارگل آپریشن منظر عام پر آیا ۔ جب پوری دنیا اس حماقت پر چلانے لگی کہ دو نیوکلیئر ممالک کے درمیان ایسی کوئ بھی مہم جوئ کروڑوں انسانوں کی جانیں لے سکتی ھے. کارگل کا مسئلہ اتنا سیریس ہوگیا تھا کہ امریکی سی آئ اے چیف جارج ٹینٹ نے براہ راست وزیر اعظم نواز شریف کو طویل فون کال کر کے جھاڑ پلائ کہ آپکے جرنیل تماشے کرتے پھر رھے ھیں اور وزیر اعظم کو سری پائے کھانے ، صبح شام درباریوں سے پنجابی جگتیں سننے اور نت نئے عشق لڑانےسے ھی فرصت نہی ملتی تو نواز شریف کو ھوش آیا اور وزیر اعظم نواز شریف کی صدارت میں27 مئی 1998 کو ہنگامی دفاعی اجلاس منعقد ہوا جس میں بحری، بری اور فضائی افواج کے سربراہان شامل تھے۔ نیوی اورائیرفورس چیفس نے نواز شریف کو بتایا کہ ہمیں اس مہم جوئی کی بھنک ھی نہی تھی ،نہ ھی ھم سے مشورہ کیا گیا اور نہ ھم کو اطلاع دی گئ تھی ۔ جنرل مشرف اس وقت بھی ڈھٹائ سے کہتے رھے کہ کارگل پر کاروائ مجاھدین کر رھے ھیں فوج اس میں شامل نہی ھے ۔

کارگل پر بھارتی طیاروں کی کارپٹ بمباری سے پاکستانی فوجیوں کی شہادتوں کی روزآنہ آنے والی اطلاعات پر جنرل مشرف اور ان کے ہمنوا جرنیل گھبرا گئے، جی ایچ کیؤ میں بھی بے چینی پھیلنے لگی کہ آٹھ سے دس کور کمانڈرز نے کارگل آپریشن سے بے خبر رکھنے پر شدید ناراضگی کا اظہار کیا جس کی خبریں ایم آئ جنرل مشرف تک پہنچا رھی تھی۔
کارگل کی گلے میں پھنسی ھوئ ہڈی کو نکالنے کے لیئے جنرل مشرف نے منت سماجت کر کے وزیر اعظم نواز شریف کو امریکہ بیجھا تاکہ وہ صدر بل کلنٹن سے پاکستانی جرنیلوں کی معافی تلافی کروا کر کارگل میں پھنسے ھوئ پاکستانی فوج کو واپسی کا محفوظ راستہ دلوا سکیں کیونکہ کارگل میں بھارتی بوفورز توپیں زمین سے اور بھارتی

ائیر فورس کے طیارے آسمان سے پاکستانی فوج پر آگ برسا رہے تھے اور پاکستانی فوجی جوانوں اور افسروں کے پاس گرنیڈ لانچرز اور لائٹ مشین گنز سب سے بڑا ہتھیار تھا جن کا ایمونیشن دو ھفتے میں ھی ختم ہو گیا اور اب ان کا دارومدار جی تھری رائفلوں پر رہ گیا تھا جس کی گولیاں بھی ختم ہوتی جا رہی تھیں۔ فوجی بغیر راشن کے تو لڑ سکتا ھے لیکن بندوق کی گولیاں ھی ختم ہو جائیں تو کچھ نہی کر سکتا ۔ بھارتی گولہ باری مسلسل دو ماہ جاری رہی جس سے روزآنہ کی بنیاد پر پاکستانی فوجیوں کی شہادتیں ہو رہی تھیں، بھارتی فضائیہ کی خون آشام پروازوں نے کسی بھی قسم کی فضائ امداد کو نا ممکن بنا دیا تھا ۔

ایک بات ھما ری سمجھ میں آج تک نہی آئ کہ پاکستان ائیر فورس کو 27 مئ 1999 سے پہلے ھی پتا چل ھی گیا تھا کہ کارگل میں انڈین ائیرفورس کارپٹ بمباری کر رہی ھے تو پاکستان ائیر فورس خاموش کیوں بیھٹی وزیر اعظم نوازشریف یا جنرل مشرف کے احکامات کا انتظار کرتی رہی ؟ ڈسپلن کے معنی بے بسی کب سے ہو گئے -- !

دنیا بھر کی ملٹری ہسٹری میں ایسی کسی بھی احمقانہ فوجی کاروائ کا ذکر نہی ملتا جس کو ائیرفورس کی سپورٹ نہ رہی ھو ۔ میں نے جنگ عظیم اول و دوئم کے علاوہ وار ہسٹری کی درجنوں کتب کا مطالعہ کیا اور بے شمار وارموویز کئ کئ بار دیکھی ھیں لیکن ھر جگہ انفنٹری اور آرٹلری کے ساتھ ساتھ ائیر فورس کا کردار واضح نظر آتا ھے بلکہ درجنوں موویز میں نیوی کا کردار بھی فیصلہ کن ثابت ہوتے دیکھا ۔ میرا بہت سوچا سمجھا نظریہ ھے کہ کارگل کے واقعے کو دنیا بھر میں فوجی نصاب میں شامل کیا جانا چاہیئے ۔ شکر ھے کہ ھماری نیشنل ڈیفینس یونیورسٹی اور کمانڈ اینڈ اسٹاف کالج میں اس کارگل حماقت کو شامل نصاب کیا گیا ھے۔
وزیر اعظم نواز شریف کی امریکی صدر بل کلنٹن سے ملاقات سے پہلے سی آئ اے چیف جارج ٹینٹ نے نواز شریف کی اچھی طرح کلاس لی اور انکو بتایا کہ صدر کلنٹن بہت سخت ناراض ھیں آپ صرف ان سے جنگ بندی کے لیئے اپنا کردار ادا کرنے کی درخواست کریں اور کسی بھی قسم کی آئیں بائیں شائیں کرنے کی کوشش نہ کریں ۔ ایسا ھی ھوا صدر کلنٹن اور نواز شریف کی ملاقات صرف ساڑھے چار منٹ میں ھی ختم ہو گئ نواز شریف کی درخواست پر صدر کلنٹن نے صرف یہ کہا کہ میں بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائ سے بات کروں گا ۔ اور ملاقات ختم ہو گئ ۔

وزیر اعظم نواز شریف امریکی صدر بل کلنٹن کو رام کرنے گئے تھے ان کے امریکہ روانگی کے چند گھنٹوں کے اندر ھی جنرل مشرف کے پنٹروں نے پراپیگنڈہ شروع کر دیا کہ کارگل کی جیتی ھوئ جنگ کو برباد کرنے کے لیئے وزیر اعظم نواز شریف امریکہ چلے گئے۔ پاکستانی بڑے اخبارات میں اس قسم کی خبریں شائع ھونے لگی جیسے کارگل تو کیا سرینگر چند قدم دور رہ گیا تو نواز شریف نے دغا دے دی۔ اس وقت کے ڈی جی آئ ایس پی آر بریگیڈئیر راشد قریشی روزآنہ کی پریس بریفنگ میں جنرل مشرف کو چنگیز خان سے بڑا وارئیر ثابت کرنے کے لیئے اپنے پھٹے ھوئے کچھے کا زور لگا تے رھے ۔ روزنامہ جنگ کی سپر لیڈز کچھ اس طرح کی ھوتی تھیں ۔۔ " مجاھدین کی ٹائیگرز ھلز کی جانب پیش قدمی " اگلے دن کی سپر لیڈ ھوتی " مجاھدین ٹائیگر ھلز سے صرف دو سو قدم دور ، مجاھدین کے حوصلے بلند ھیں " اس سے اگلے روز کی سرخی ھوتی " مجاھدین کا ٹائیگر ہلز پر قبضہ ، شدید لڑائ جاری " کھبی جنگ سرخی لگاتا " سری نگر ھائ وے پر بھارتی کانوائے کی آمد و رفت مجاھدین کے رحم و کرم پر " وغیرہ وغیرہ ۔ جنگ عظیم دوئم کے بعد جس ادارے نے جھوٹ بولنے کا عا لمی ریکارڈ قائم کیا وہ پاکستانی آئ ایس پی آر ھے۔ ادارہ جاتی جھوٹ بولنے کا نیا ٹرینڈ بریگیڈئیرراشد قریشی نے مئ 1999 میں شروع کیا تھا جو اللہ کے فضل سے آج بھی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ قائم ھے ۔

آخر پرویز مشرف کارگل کے راستے سری نگر کیوں پہچنا چاہتے تھے ؟ ان کے دل و دماغ میں ایسی کون سی گرہ تھی جو بندھی کی بندھی رہ گئ ، آئیے مختصر سا ذکر اس گرہ کا بھی کرتا چلوں۔ ، 1984 میں بھارت نے سیا چن پر قبضہ کیا تھا اور پھر 1987 اور1989 میں سیا چن کے محاذ پر لڑائیاں ہوئیں،آپریشن میگھ دوٹ Operation Meghdoot جو انڈیا کی جانب سے سیا چن میں 1984 میں کیا گیا تھا . مشرف 1987 میں سیاچن گلیشیئر کے قریب ایک نئے اسپیشل سروسز گروپ (SSG) بریگیڈ کے بریگیڈ کمانڈر بن گئے، اس عہدے کے لیے انہیں ذاتی طور پر اس وقت کے صدر جنرل ضیاء الحق نے منتخب کیا تھا۔

ستمبر 1987میں بریگیڈئر پرویز مشرف نے قائد چوٹی کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے آپریشن قائد کا آغاز کیا۔ اس مقصد کے لیے پاکستان آرمی کی ایس ایس جی (پہلی اور تیسری بٹالین) کے یونٹس نے نو تعمیر شدہ سکردو کے خپلو گیریژن میں ایک بڑی

ٹاسک فورس کو جمع کیا اور سیاچن پر بھارتی فوج پر چڑھائی کر دی . لیکن یہ کاروائی ناکام ثابت ہوئی تو پرویز مشرف نے اس ناکامی کو ناک کا مسئلہ بنا لیا ۔
سیاچن کو پاکستانی فوج کی طرف سے ایک بڑے فوجی جھٹکے کے طور پر دیکھا جاتا رھا ھے- پاکستانی جرنیل سیاچن گلیشیئر کو اپنی سرزمین کے طور پر دیکھتے ہیں، جسے بھارت نے چوری کر لیا ہے جب بھارت نے اپریل 1984 میں سالٹورو رج پر قبضہ کیا تو بے نظیر بھٹو نے پاکستانی فوج کو طعنہ دیا کہ " یہ صرف اپنے شہریوں سے لڑنے کے قابل ہے". جب جون 1987 میں، بھارتی فوج نے 21,153 فٹ اونچی "قائد پوسٹ" پر قبضہ کیا اور نائب صوبیدار بانا سنگھ کے اعزاز میں اس کا نام بدل کر "بانا ٹاپ" رکھ دیا، تو بے نظیر بھٹو نے ایک بار پھر کھلے عام پاکستانی جرنیلوں کو طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ اگر وہ سیاچن پر نہیں لڑ سکتے تو چوڑیاں پہن لیں۔

دنیا بھر کے دفاعی ماھرین کا کہنا ہے کہ سیاچن گلیشیر پر ہندوستان اور پاکستان کے درمیان فوجی تنازعہ "کوئی فوجی یا سیاسی معنی نہیں رکھتا "۔ دنیا کے تمام پڑھے لکھے تجزیہ کار "ایک بنجر، غیر آباد، انتہائ سرد علاقے کے حصول کے لیئے دونوں ممالک کی لڑائ وسائل اور انسانی جانوں کا بے رحمانہ ضیاع ھے -" اسٹیفن پی کوہن نے اس تنازعہ کا موازنہ "کنگھی پر دو گنجے مردوں کے درمیان لڑائی “ سے کیا تھا ۔
لیکن سیاچن کا بدلہ کارگل میں لینے کا منصوبہ پرویز مشرف کے دل میں چنگاری کی طرح برسوں سلگتا رھا ۔
وزیر اعظم نواز شریف امریکی صدر بل کلنٹن سے اچھی خاصی جھاڑ کھا کر وطن واپس آگئے اور بل کلنٹن کی مداخلت پر کارگل میں پھنسی پاکستانی فوج کی یونٹوں کی 26 جولائ 1999 کو واپسی شروع ھوگئ ۔واپس آتے آتے بھی درجنوں جوان اور افسر بھارتی گولہ باری کا نشانہ بنے جن کی ڈیڈ باڈیز برف میں ھی دفن ھو گئیں۔
وزیر اعظم نواز شریف کے کارگل کے سنگین معاملے کو سلجھانے کے دورہ امریکہ کے دوران ھی جنرل پرویز مشرف کا رویہ کیا رھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ھے کہ جب پاکستان میں تیار کی گئی آگسٹا آبدوز کی افتتاحی تقریب کے لیے جنرل پرویز مشرف بطور آرمی چیف کراچی آئے، تو انہو نے غیر رسمی بات چیت میں یہ بھی کہا تھا کہ نواز شریف امریکا جانے والے ہیں۔ تب ان کے انگریزی الفاظ تھے، "تمہارا وزیر اعظم معافی مانگنے امریکا جا رہا ہے۔“
جنرل مشرف کے پنٹرز زور و شور سے مسلسل یہ دعوے کر رھے تھے کہ کارگل کی جیتی ھوئ جنگ وزیر اعظم نواز شریف نے امریکہ میں ہار دی اس وقت کے ڈی جی

آئ ایس پی آر بریگیڈئرراشد قریشی بڑے بڑے صحافیوں کو موٹے موٹے لفافے دے کر اردو و انگریزی اخبارات و رسائل میں حکومت مخالف پروپیگنڈہ مضامین لکھوا رھے تھے اس وقت اس کام کے لیئے آئ ایس پی آر کو 20 کروڑ روپے کا خصوصی فنڈ دیا گیا تھا جو بڑے بڑے صحافیوں میں تقسیم کیئے گئے ۔ وزیر اعظم نواز شریف کے والد میاں شریف اس وقت زندہ تھے انھوں نے جنرل پرویز مشرف کو خصوصی طور پر مدعو کیا اور پرویز مشرف سے کہا کہ آپ بھی میرے بیٹوں کی طرح ھیں اگر نواز شریف سے کوئ شکایت ھو تو آپ مجھے براہ راست مجھے بتائیے گا ۔ مکار جنرل مشرف نے چکنی چپڑی باتیں کر کے میاں شریف کو شیشے میں اتار لیا ۔

جب جنرل جہانگیر کرامت نے وزیر اعظم نواز شریف کے طلب کرنے پر استعفی دیا تو جنرل مشرف کی تعیناتی کی تجویز میاں شہباز شریف اورچوھدری نثار علی خان کی طرف سے آئ تھی بعد میں ستمبر 1999 میں دونوں نے معاملات درست کرنے کے لیئے جنرل مشرف سے پے درپے کئ ملاقاتیں کیں جنرل مشرف نے ان دونوں کو واضح اندازمیں آگاہ کر دیا کہ جا کر وزیر اعظم کو بتا دیں کہ میں جنرل جہانگیر کرامت نہی ھوں کہ خاموشی سے گھر چلا جاؤں گا ۔

جنرل مشرف کو ملٹری انٹیلیجنس مسلسل آگاہ کر رھی تھی کہ وزیر اعظم ہاؤس انکے بارے میں کیا سوچ رھا ھے ۔

بہت سارے قارئین کے علم میں نہی ھوگا کہ اس وقت پاکستان کی دونوں پریمئیر انٹیل ایجنسیاں ایک دوسرے سے الجھ رھی تھیں آئی ایس آئی جس کو نواز شریف کے خاص لیفٹینٹ جنرل ضیا الدین بٹ ہیڈ کر ھے تھے اور ملٹری انٹیلی جنس (ایم آئی) جس کو جنرل مشرف کے خاص میجر جنرل جمشید گلزار کیانی ھیڈ کر رھے تھے کے درمیان انٹیلی جنس کی سیاست کا مقابلہ ھو رھا تھا ۔ آئی ایس آئی نے سیاسی قیادت کے مفادات کو فروغ دیا، ایم آئی نے فوجی قیادت کے مقاصد کو آگے بڑھایا جس کی وجہ سے ان دونوں ایجنسیوں کے درمیان مفادات کا تصادم ہوا۔ ایم آئ مسلسل کئ ماہ سے جنرل مشرف کو اطلاع دی رھی تھی کہ نواز شریف نیا آرمی چیف تلاش کر رھے ھیں ۔ اسی سلسلے میں کور کمانڈر کوئٹہ لیفٹنینٹ جنرل طارق پرویز کا نام سامنے آرھا تھا جنھوں نے وزیر اعظم نواز شریف سے کئ خفیہ ملاقاتیں کیں جو کہ ملٹری ڈسپلن کی کھلی خلاف ورزی سمجھی گئ اور جنرل پرویز مشرف نے کور کمانڈر کوئٹہ لیفٹینٹ جنرل طارق پرویز کو جبری ریٹائر کر دیا ۔

آئی ایس آئی اور ایم آئی نے پریس کو "لیک" کے ذریعے ایک دوسرے کی چالوں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی۔ یہ عمل ابتدا میں اس وقت ظاہر ہوا جب پریس میں یہ بات سامنے آئی کہ ایک آرمی کمانڈر نے مئی میں نجم سیٹھی (دی فرائیڈے ٹائمز، ہفتہ وار اخبار) کے بھارتی ایجنسی را سے مشکوک تعلقات کے معاملے پر وزیر اعظم سے بات کی تھی (نجم سھیٹی نے پکی پکی توبہ کر کے بمشکل اپنی جان چھڑوائ اور آج تک اس توبہ پر قائم بھی ھیں اور فوج کے قلابے بھی ملاتے رہتے ھیں) ۔ میڈیا کے لیے اس خبر کو حاصل کرنے کا واحد راستہ انٹیلی جنس ایجنسیوں میں سے کسی ایک کی طرف سے "لیک" کی بنیاد پر تھا۔ نیزخفیہ ایجنسیوں اور پریس کے درمیان اس طرح کا گٹھ جوڑ دونوں کے لیئے باہمی طور پر فائدہ مند رشتہ ثابت ہوتا رہا۔

ایک معاملہ وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف اور ڈی جی آئی ایس آئی لیفٹیننٹ جنرل ضیاء الدین کا دورہ امریکہ ہے جو کہ ایک ’’خفیہ‘‘ دورہ تھا تاہم یہ دورہ منظرعام پر میں اس وقت آیا جب اسے پریس کو ایم آئ نے لیک کیا ۔ اسی طرح یہ خبر کہ بعض کور کمانڈرز بھی آرمی چیف کی اجازت کے بغیر وزیر اعظم کو بریفنگ دے رہے ہیں ایم آئی کی طرف سے سازش کے طور پر پیش کیا گیا۔ وزیر اعلی پنجاب شہباز شریف کا ڈی جی آئ ایس آئ کے ساتھ دورہ امریکہ کی تک آج تک کسی کی سمجھ میں نہی آسکی ۔

بہرحال یہ کھینچا تانی اس وقت ختم ہو گئ جب جنرل مشرف کے دورہ سری لنکا سے عین واپسی کے وقت وزیر اعظم نواز شریف نے اپنے آئینی اختیارات استعمال کرتے ہوئے جہاز میں سوارآرمی چیف جنرل پرویز مشرف کو برطرف کر کے آئ ایس آئ چیف لیفٹینٹ جنرل ضیا الدین بٹ کو فور اسٹار جنرل ترقی دے کر نیا آرمی چیف نامزد کر دیا تو جنرل مشرف کے پہلے سے تیار جرنیلوں محمود احمد، عزیز خان ، شاھد عزیز اور عثمانی نے وزیر اعظم نواز شریف کے آئینی اور قانونی احکام ماننے سے انکار کر دیا اور ٹرپل ون بریگیڈ نے جنرل محمود کے حکم پر وزیر اعظم ھاؤس پر قبضہ کر کے وزیر اعظم نواز شریف اور نامزد کردہ آرمی چیف جنرل ضیا الدین بٹ کو حراست میں لے کر نظر بند کر دیا۔ ادھر کراچی میں جی او سی کراچی میجر جنرل افتخار اور کور کمانڈر کراچی جنرل عثمانی نے کراچی ائیر پورٹ پر جنرل مشرف کے جہاز کو لینڈ کرایا ۔
حکومت ختم ہو چکی تھی جنرل مشرف نے کراچی ائیر پورٹ سے ھی آئینی و قانونی جادوگر شریف الدین پیرزادہ کو فون کر کے پوچھا کہ اب میں خود کو کیا ڈکلیئر کروں

تو آئینی جادو گر شریف الدین پیرزادہ نے کہا " جنرل صاحب آپ خود کو چیف ایگزیکٹو آف پاکستان ڈکلئیر کر دیں "۔ پاکستان ٹی وی پر جنرل مشرف کی اسی دن پہلی تقریر سے پہلے قومی ترانے کی دھن نہی پیش کی گئ ۔ یہ 12 اکتوبر 1999شام 5 بجے سے شروع ہو کر 13 اکتوبر کی صبح 4 بجے تک برپا ہونے والا سیاہ دور تھا
اس کے بعد ھی جنرل پرویز مشرف کے برے دن شروع ہو گئے ۔
1999 سے 2005 تک ایسے واقعات اور حا لات پیش آۓ جن کی وجہ سے جنرل مشرف بین الاقوامی قوتوں کے لیئے نا گزیر بن گئے تھے اس دوران نائن الیون ، افغانستان میں اکھاڑ پچھاڑ ھوئ ، اسامہ بن لادن ، ملا عمر ، افغانستان میں اتحادی افواج کی آمد ، پاکستانی سر زمین کو امریکی لانچ پیڈ بنانے وغیرہ جیسے معاملات بڑی تیزی سے وقوع پذیر ھوتے چلے گئے جنکی تفصیل میں جانا موضوع بحث نہی ھے ۔ تاھم یہ دور جنرل مشرف کے عروج کا دور تھا ۔
جنرل مشرف کی بد قسمتی کا دور اکبر بگٹی کے قتل ، جسٹس افتخار چوھدری برطرفی ، وکلا تحریک ، 12 مئ کراچی قتل عام ، جامعہ حفصہ و لال مسجد آپریشن ، محسن پاکستان ڈاکٹر عبد القدیر خان کا معاملہ (جس پر پوری پاکستانی قوم بہ حیثیت مجموعی بےغیرت بنی رھی اور اس بے غیرتی پر ہمیشہ جرنیلوں کے جوتے کھاتی رھے گی) ، بے نظیر بھٹو کا قتل وغیرہ ایسے معاملات رھے جو جنرل مشرف کو اسکے انجام تک پہنچانے کے عوامل رھے ۔

جس ذلت آمیز طریقے سے مشرف سے صدارت کے عہدے سے استعفی لیا گیا کہ پوری کی پوری فوج حتی کہ مشرف کے برسوں کے ساتھی اور جنرل مشرف کے لگاۓ ہوۓ آرمی چیف جنرل اشفاق پرویز کیانی تماشہ دیکھتے رھے ۔
18 اگست 2008 کا پرویز مشرف کا الوداعی خطاب بے بسی ، لا چارگی ، رسوائ ، ذلت ، فوج کی لا تعلقی پر ماتم کے سوا اور کچھ نہی تھا ۔
نواز شریف کے تیسرے دور میں جنرل پرویز مشرف کے خلاف آرٹیکل 6 کے تحت ٹرائل شروع ہوا اور 2019ء میں ان کی عدم موجودگی میں انہیں سزائے موت ہوئی۔ اس سزا کے خلاف جنرل پرویز مشرف نے اپیل دائر کی لیکن وہ اس بنیاد پر واپس کردی گئی کہ وہ عدالت میں پیش ہوں۔ جنرل پرویز مشرف کو دی جانے والی سزا پر کبھی عمل نہیں ہوا اور یہ حکم نامہ ہمیشہ کے لیے داخل دفتر ہوگیا۔

جنرل مشرف اندرون و بیرون ملک درجنوں جائیدادوں کا اور اربوں روپے کے بینک اکاؤنٹس کا مالک تھا لیکن اسکی اپنی فوج اور اولاد نے ڈس اون کر دیا اور لا تعلقی اختیار کیئے رکھی -

جنرل مشرف ظالم تو تھا ھی ساتھ ھی مظلوم اور بد قسمت بھی تھا - جسکو اسکی اپنی فوج نے ڈس اون کر دیا تھا وہ تو جنرل راحیل شریف نے خاندانی تعلقات کا بھرم رکھا کہ جنرل مشرف کو پاکستان سے نکلوا دیا ورنہ آرٹیکل 6 کا پھندہ تو مشرف کی گردن میں بالکل فٹ ھوگیا تھا۔

جنرل ضیا الحق کی زندگی کا سورج آگ میں ڈوب گیا اور جنرل مشرف کی زندگی کا سورج مہینوں دبئ کے اسپتال میں بے یارو مدگار پڑا پڑا ڈوب گیا یہ دونوں ھی مطلق اقتدار کے حصول کے لیئے بے تحاشہ ریاستی ظلم وستم برپا کرنے کی مثال تھے لیکن قدرت کے عبرتناک انتقام سے بچ نہ سکے -

اب دیکھتے ھیں کہ کس کی باری آنے والی ھے --! مجھے تو علم ھے اب تاریخ بہت جلد بہت جلد خود کو اس طرح سے دھرائے گی کہ لوگوں کا ابھی تصور کرنا بھی مشکل ھے اس لیئے میں اپنی کالی زبان سے کچھ کہنا نہی چاہتا کیونکہ آسمان میری زبان سے نکلی ھوئ ھر بری بات کو قبولیت بخشتا رھا ھے -
ہتھیار کی طاقت کا المیہ یہ ہے کہ جس کے پاس یہ ہوتی ہے وہ ذہن سے نہیں اپنے ہتھیار کی نالی سے سوچتا ہے۔ اور تاریخ کی کتاب میں ان کیلئے کوئی سبق نہیں ہوتا -

نوجوان شاعر عاصم تنہا کا لاجواب قطعہ ھے --

یہ وہم تھا مرا یا پھر ہوا کا جھونکا تھا
تھا محو خواب اٹھایا بلا کا جھونکا تھا
اکھاڑ پھینکا ہے جس نے درخت کو جڑ سے
وہ ظلمتوں کے نگر کی انا کا جھونکا تھا
مری صدا ترے کانوں تلک جو پہنچی تھی
قصوروار برابر ہوا کا جھونکا تھا

رھے نام اللہ کا --

نہ کفر میں خوش ھے نہ ایمان میں خوش ھے۔

کیسے کیسے ھیرے فوج پروان چڑھاتی ھے بھٹو ، نواز شریف ، عمران خان جیسے فاشسٹوں جن کی "میں میں" ھی ختم نہی ھوتی تھی کو مسیحا بنا کر پاکستان پر مسلط کرتی ھے ساتھ ھی ساتھ دھشت گرد فرقہ پرست اور نام نہاد لسانی فاشسٹ سیاسی تنظیموں کی بھی بھرپور سرپرستی بھی جرنیلی چھتر چھایا میں عشروں سے کی جاتی رھی ھے پھرکچھ عرصہ بعد ان سے چھٹکارا بھی چاہتی ھے ..
ھیرا یا ھیرے تو مذ کر ھیں اور ھیرے کی مؤنث کا ھمیں علم نہی ھے کیونکہ پنجاب میں ایک " زنانہ ھیرا " اب بلاشرکت غیرے جی ھاں بلا شرکت غیرے اقتدار کے سنگھاسن پر 2024 سے رونق افروز ھیں اور جنکی تصویر والے جھنڈے پنجاب کے تعلیمی اداروں میں پاکستانی جھنڈے کے ساتھ ساتھ لہرا رھے ھیں یہ وھی محترمہ ھیں جو چند سال قبل جلسوں میں نعرے لگاتی تھیں " یہ جو دھشت گردی ھے اس کے پیچھے وردی ھے " اور اب " جسے پیا چاھے وھی سہاگن " کے موافق ھیں۔
نہ کفر میں خوش ھے نہ ایمان میں خوش ھے ۔

خود فوج میں کیسے کیسے ھیرے پنپ رھے ھوتے ھیں ایک آئ ایس آئ چیف وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے خلاف سازش کرتا رھا جب ٹرانسفر ھوا اور خود کو آرمی چیف بنوا نہ سکا تو آرمی چیف کے خلاف سازش شروع کردی (جنرل حمید گل ~جنرل آصف نواز) ۔ ایک آئ ایس آئ چیف نے آرمی چیف کو قادیانی ثابت کرنے کے لیئے باقائدہ ایسی جان لیوا مہم چلائ کہ آرمی چیف کو کفر کے فتوؤں سے خود کو بچانے کے لیئے اپنے گھر پر لگا تار کئ محفل میلاد کے پروگرام کروانے پڑگئے تاکہ ان کو مسلمان سمجھا جائے (جنرل رضوان اختر ~ جنرل باجوہ)۔

تین آئ ایس آئ چیفس نے عمران خان کو نجات دھندہ بنانے کے لیئے سر دھڑ کی بازی لگا دی ، جنرل پاشا ، جنرل ظہیر اسلام اور جنرل فیض حمید کے علاوہ آرمی چیف جنرل باجوہ بھی عمران خان کی پشت پر ساڑھے تین سال کھڑے رہ کر کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا ق لیگ ، ایم کیو ایم ، باپ پارٹی اور ڈیڑھ درجن آزاد بھیڑوں کے ریوڑ کو عمران خان کے پٹوٹے کھلا تے رھے ۔ آئ ایس آئ نے اسد عمر ، شوکت ترین، بابر علی، موٹو گینگ ، قبضہ مافیا ، شوگر مافیا ، اینگرو مافیا ، آئ پی پی مافیا غرض یہ کہ ھر قسم کی مافیاز کو جمع کر کے عمران خان کی چڑی میں ڈال دیا تھا ۔

اگر ورلڈ کپ جیتنا کوئ چمتکار ھے تو کلائیو لائیڈ ، کپل دیو ، اسٹیو وا ، مہندرا سنگھ دھونی اپنے اپنے ملکوں کے سربراہ ھوتے ، اگر کینسر اسپتال بنانا کوئ فن ھے تو لاھور میں قائم اسپتالوں کو بنانے والے سر گنگا رام پنجاب کے وزیر اعلی ھوتے اور شکار پور سندھ میں تارا چند اسپتال بنانے والے سیٹھ تارا چند بھی وزیر اعلی سندھ ھوتے ، صنعتکاروں کے چندوں سے سالوں محنت کر کے گردے کا سب سے بڑا اسپتال ایس آئ یو ٹی بنانے والے ڈاکٹر ادیب الحسن رضوی کم سے کم سندھ کے وزیر اعلی تو ھوتے ۔
پشاور والوں کو چاہیئے تھا کہ لیڈی ریڈنگ صاحبہ کو صوبہ سرحد کا سب سے بڑا اسپتال بنانے پرڈاکٹر خان کی جگہ وزیر اعلی ھی بنا دیتے ۔ اس دور میں آئ ایس آئ ھوتی تو سر گنگا رام ، لیڈی ریڈنگ صاحبہ ضرور اقتدار میں آ جاتے ، ڈاکٹر ادیب الحسن آئ ایس آئ سے کیسے رہ گئے ؟ اور تو اور ایشیا کی سب سے بڑی ایدھی فاؤنڈیشن کے سربراہ عبدالستار ایدھی کو تو تاحیات صدر پاکستان ھونا چاہیئے تھا ۔
پاکستان وہ واحد ملک ھے جس میں کونسلر ، ٹاؤن ناظم ، میئر بنے بغیر ھی اصحاب و خواتین وزیر اعلی اور وزیر اعظم بنا دیئے جاتے ھیں جو اپنا گھر ، گلی ، محلہ ، ٹاؤن، شہر، ضلع نہی چلا سکتا ھو وہ فوج کی چھتری تلے وزیر اعلی اور وزیر اعظم بنا دیئے جاتے ھیں پھر یہی چھتری اپنا سایہ کھینچ لیتی ھے تو کوئ صدر صاحب جرنیلوں کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی گیڈر بھپکیاں دیتے ھیں ، موجودہ خاتون وزیراعلی پنجاب یہ جو دھشت گردی ھے اس کے پیچھے وردی ھے جیسے نعرے برسوں جلسوں میں کھلم کھلا لگاتی رھیں ، موجودہ وزیر دفاع قومی اسمبلی میں اعلان کرتے تھے کہ فوج پاکستانی عوام کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھا رھی ھے اور تو اور مسیحائے اعظم خان اپنے ایکسٹینشن دیئے گئے آرمی چیف کو میر جعفر اور میر صادق کہتے رھے --
عجب دنیا ھے عجب دنیا ---

پاکستان کی کہانی کچھ اس جیسی ھے --
ایک بندہ راولپنڈی سے چلنے والی ٹرین تیزگام میں سفر کر رہا تھا۔ جب ٹرین نے حیدرآباد کراس کیا تو اس بندے نے مسافروں سے پوچھا کوٹری کب آئے گا مجھے اترنا ہے تو مسافروں نے بتایا بھائی یہ تیزگام ہے وہاں سے سے گزرے گی مگر رکے گی نہیں یہ سن کر وہ گھبرا گیا مگر مسافروں نے کہا گھبراؤ نہیں کوٹری اسٹیشن سے گذرتے ہوئے یہ ٹرین آہستہ ہو جاتی ہے تم ایک کام کرنا جیسے ہی ٹرین آہستہ ہو تو تم

دوڑتے ہوئے ٹرین سے اتر کر آگے کی طرف بھاگ پڑنا ، جس طرف ٹرین جا رہی ہےاس طرح کرو گے تو تم گروگے نہیں .
کوٹری آنے سے پہلے ہی مسافروں نے اس بندے کو گیٹ پر کھڑا کر دیا
اب کوٹری آتے ہی ٹرین آہستہ ہوئی تو وہ ان کے بتائے طریقے کے مطابق پلیٹ فارم پر کودا اور کچھ زیادہ ہی تیزی سے دوڑ گیا
اتنا تیز دوڑا کہ اگلے ڈبے تک جا پہنچا
اگلے ڈبے کے کچھ مسافر دروازے میں کھڑے تھے ان مسافروں نے دیکھا کہ ایک بندہ سوار ہونے سے رہ گیا ھے تو کسی نے اس کا ہاتھ پکڑا تو کسی نے شرٹ پکڑی اور اسے ڈبے میں کھینچ کر ٹرین میں چڑھا لیا
اب ٹرین رفتار پکڑ چکی تھی اور سب مسافر کہے رہے تھے
تیرا نصیب اچھا ہے جو تجھے یہ گاڑی مل گئی
ورنہ یہ تیزگام ہے اور کوٹری میں نہیں رکتی ھے -

اب مسافر کون ھے ، ٹرین کا کیا مطلب ھے ، اترنے والے کو واپس ٹرین میں چڑھانے کا مطلب لیا جائے !
جناب ھر استعارے کے مجازی مطالب ھم کیسے سمجھا سکتے ھیں آپ تمام عقل مند افراد ھیں - کوشش کیجیئے --- یا انتظار فرمایئے ---

احقر بہاری صاحب نے کیا خوب فرمایا ھے ---

دکھائیے آج روئے زیبا اٹھائیے درمیاں سے پردہ
کہاں سے اب انتظار فردا یہی تو سنتے ہیں عمر بھر سے

نہ بے قراری کا ڈھنگ آیا نہ اشک پر خوں کا رنگ آیا
چمک کے بجلی ہزار تڑپی گرج کے بادل ہزار برسے

ادھر سے چلمن ہٹا کے جھانکا ادھر سے پردہ ہٹا کے دیکھا
لگایا ظالم نے تیر ہم پر کبھی ادھر سے کبھی ادھر سے

****

28 ویں آئینی ترمیم کے مثبت نتائج

28 ویں آئینی ترمیم کے مثبت نتائج یہ ہوں گے ہر صوبہ این ایف سی ایوارڈ میں ملنے والے بے تحاشہ فنڈز میں سے پنجاب تین ہزار ارب روپے ، سندھ پندرہ سو ارب روپے ، کے پی کے آٹھ سو ارب روپے اور بلوچستان چار سو ارب روپے وفاق کو واپس دیا کریں گے ۔ شنید ھے کہ وفاق اس میں سے آدھی رقم قرضوں کی واپسی اور آدھی رقم دفاعی بجٹ میں اضافے کی مد میں لگائے گا کیونکہ آرمی چیف دنیا سے ڈالروں کی بھیک مانگ مانگ کر تھک چکے ھیں اور انکا یہ کہنا ھے جو تین چارارب ڈالر ہم مانگ تانگ کر لاتے ھیں وہ تو نکمے اور نا لائق صوبے لے جاتے ھیں اور باتیں فوج کو سننی پڑتی ھیں کہ جی سارا پیسہ فوج کھا جاتی ھے ---

وفاق کو واپس کی جانے والی رقم ڈالرز میں تقریبا 5.5 ارب ڈالر بنتی ھے اس میں سے تین ارب ڈالر بیرونی قرضوں کی واپسی اور ڈھائ ارب ڈالر اضافی دفاعی بجٹ کے لیئے استعمال ہوگی ۔
اگر حقیقتا ایسا ہو جائے تو بہتر ھی ہو گا ۔ آپ یہ پڑھ کر بے ہوش نہ ہو جائیں تو عرض کر دیتا ہوں کہ پاکستان کے موجودہ سات ارب ڈالر کے دفاعی بجٹ میں سے پاکستان ائیر فورس کو صرف ایک ارب ڈالر ھی مل پاتے ھیں یہ وہ ائیر فورس ھے کہ مئ 2025 میں بھارت کے جنگی جنون آپریشن سندور کو کل تین گھنٹوں میں آپریشن ودھوا میں تبدیل کر کے بھارتیوں پر ٹھنڈ پروگرام ڈال دیا تھا اور پوری کی پوری انڈین ائیر فورس کو پرواز کے قابل ھی نہی چھوڑا اور سینکڑوں رفائل ، SU ، MIG 29 30 بھارتی طیارے ھینگرز میں آج سات نومبر تک چھپے ہوئے ھیں صرف میراج طیاروں کے دو اسکوارڈن آپریشنل ھیں اور وہ بھی پاکستانی ائیر اسپیس سے تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر لڈو کھیل رھے ھیں اور دو ہزار سے زائد ونگ کمانڈر اور اسکوڈرن لیڈرز باری باری طویل چھٹیوں پر آجا رھے ھیں ۔
اب پاکستان ائیر فورس کے بجٹ کو فوری طور پر دو ارب ڈالر کی اضافی رقم ملنی چاہیئے ۔

ھمارا پختہ یقین ھے کہ اب ٹینکوں ، توپوں کا زمانہ گزر چکا ھے اب ائیر فورس تگڑی ہو گی تو بھارت صرف ایک گھنٹے کی مار رہ جائے گا ۔
****

پبلک انٹرسٹ کا لالی پاپ اور جنگلی ہاتھی---

پاکستان کے مقدس مسیحاؤں کا طریقہ واردات اس مثال سے سمجھ لینا چاہیئے ---

جنگلی ہاتھی پر قابو پانا اور پکڑنا اور سدھانا جان جوکھوں کا کام ہوتا ہے، تو اس پر قابو پانے کے لیے شکاری ایک چال استعمال کرتے ہیں۔وہ ہاتھیوں کے رستے میں ایک ہاتھی کی جسامت کے مساوی گہرا گڑھا کھود کر اسے درخت کی شاخوں سے ڈھانپ دیتے ہیں۔ جب ہاتھی اس گہرے گڑھے کے اندر گرتا ہے تو اپنی طاقت اور زور کے باوجود اس سے باہر نہیں نکل سکتا۔
اب شکاریوں میں اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ غصے میں مبتلا ہاتھی کو گڑھے سے فوراً باہر نکال کر اس کے غضب کا سامنا کریں۔

ہاتھی کو شانت کرنے اور اسے مکمل طور پر اپنے بس میں کرنے کے لیے پہلے مرحلے کے بعد شکاری مزید دیگر چالوں کا سہارا لیتے ہیں:

شکاری خود کو دو گروہوں میں تقسیم کر لیتے ہیں:
ایک گروہ میں شامل شکاری سرخ رنگ کا لباس پہن لیتے ہیں..
اور دوسرا گروہ نیلے رنگ کا۔
ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ ہاتھی دونوں رنگوں میں واضح طور پر فرق کر سکے۔

پہلے لال کپڑوں میں ملبوس شکاری آتے ہیں اور ہاتھی کو لاٹھیوں سے بری طرح سے پیٹتے ہیں، جسمانی تشدد کے بعد جب کہ وہ شدید غصے میں ہوتا ہے اور ہلنے جلنے سے قاصر ہوتا ہے۔
تو پھر نیلے لباس والے شکاری آتے ہیں، اور وہ سرخ لباس والے شکاریوں پر غصہ کرتے ہیں اور انہیں وہاں سے بھگا دیتے ہیں ، اور وہ ہاتھی کو تھپتھپاتے ہیں ، لاڈ پیار کرتے ہیں، اور اسے چارہ کھلاتے اور پانی پلاتے ہیں، لیکن وہ اسے باہر نہیں نکالتے، اور چلے جاتے ہیں۔

عمل متعدد بار دہرایا جاتا ہے اور ہر بار، سرخ لباس والا گروہ، مار پیٹ اور تشدد کا دورانیہ بڑھاتا ہے اور نیلا گروہ برے شکاریوں کو بھگانے، ہاتھی کو کھانا کھلانے اور پانی پلانے کے لیے اچانک آگے بڑھ آتا ہے۔

اس نفسیاتی کھیل میں ہاتھی کے نزدیک سرخ گروہ بدمعاش اور ظالم افراد اور نیلا گروہ ہمدرد اور مہربان افراد یعنی نجات دھندہ کا درجہ حاصل کرلیتے ہیں.

جب شکاری دیکھتے ہیں کہ ہاتھی دونوں گروہوں سے اچھی طرح مانوس ہوچکا ہے اور رفتہ رفتہ مار پیٹ کے دوران مزاحمت کرنے کی بجائے نیلے لباس والے نجات دھندہ گروہ کا انتظار کرنے لگتا ہے تاکہ وہ آکر ہاتھی کو سرخ لباس والے ظالموں سے نجات دلا کر کھلائیں پلائیں اور ہمدردی جتائیں، تو ایک دن، وہ نیلا گروہ جو ہاتھی کا اعتماد جیت کر دوست اور ہمدرد کا درجہ پا چکے ہوتے ہیں وہ گروہ ہاتھی کی مدد کرتا ہے اور بالآخر اسے گڑھے سے باہر نکال لیتا ہے.

ہاتھی مکمل تابعداری، فرمانبرداری اور دوستانہ جذبات کے ساتھ اس اچھے نیلے نجات دھندہ گروہ کے ساتھ رہنا شروع کردیتا ہے۔

ہاتھی کو یہ خیال نہیں آتا کہ اگر نیلا نجات دھندہ گروہ اچھا اور طاقتور ہے اور اسے باہر نکالنے پر قادر بھی تھا ، تو اس نے اسے اس ساری اذیت کو برداشت کرنے کے لیے گڑھے میں کیوں چھوڑ دیا ؟ اور کیوں اس کو سرخ لباس والے ظالموں سے کیوں نہی بچایا ؟
پہلے دن ھی اسے بچا کر باہر کیوں نہیں نکالا ؟.
نیلے لباس والا گروہ ظالم لوگوں کو تھوڑی دیر کے لیے کیوں بھگاتا تھا ؟
اگر نیلا گروہ طاقتور تھا تو سرخ گروہ کی بار بار وہاں آنے کی ہمت کیسے ہوتی تھی؟
یہ تمام سوالات قوی الجثہ ہاتھی کے ذہن سے نکل گئے تھے۔

جس طرح ہاتھی کو قابو کیا گیا تھا ٹھیک اس طرح پاکستانی عوام کالانعام کو قابو کیا جاتا ہے۔
پاکستان کے عوام بھی ایسے ھی جناور ھے جو نجات دھندہ کے انتظار میں رہتا ھے اسکو علم ھی نہی کہ مارنے اور بچانے والا گروہ ایک ہی ہوتا ہے مگر بھیس بدل کر

آنے والے نیلے لباس والوں کا لوگ شکریہ ادا کرتے ہیں اور وہ اس بات سے لاعلم رہتے ہیں کہ جنہوں نے انہیں بچایا ہے دراصل وہی ہیں جنہوں نے اس مصیبت میں دھکیلا تھا۔

آج ہم جس دکھ اور مصیبت میں مبتلا ہیں اس کا سبب وہی لوگ ہیں جو ہمارے اردگرد ہمارے ہمدرد اور مہربان بنے ہوئے ہیں اور اب آئس پیار نے ایک نئ درفنطنی چھوڑی ھے جسکا عنوان ھے پبلک انٹرسٹ !

اور آپ کو اچھی طرح اندازہ ہے کہ وہ کون ہیں۔

اب آپ سرخ لباس والوں کو سیاسی جماعتیں سمجھ لیں اور نیلے لباس والوں کو ملٹری اسٹیبلشمنٹ سمجھ لیں اور دوبارہ سے اس داستان کو پڑھیں تو دماغ کی بتی گل ہو جائے گی -ع

هم زنده قوم هيں ، پائنده قوم هيں
هم سب کی پہچان پیارا جرنیلستان

****

کراچی وفاق کو 3256 ارب کے ٹیکس دیتا ھے ساتھ ھی سندھ حکومت اربوں روپے صوبائی ٹیکسز کی صورت میں لے جاتی ھے ۔ این ایف سی ایوارڈ میں سندھ کو 2400 ارب روپے ملتے ھیں جس میں سے صرف 26 ارب روپے کراچی کو ملتے ھیں ، چلو کراچی کو ترقیاتی فنڈ نہی ملتے تو لاڑکانہ ، سکھر ، کندھ کوٹ ، سکرنڈ ، تھر پارکر ، ٹنڈو جام ، سانگھڑ ، ھالا ، دادو ، روھڑی ، شہداد کوٹ ، جیکب آباد ، رانی پور وغیرہ بھی جدید موئن جو دڑو بن چکے ھیں صرف زرداری کے ضلع نواب شاہ میں کچھ ترقیاتی کام ھوئے ھیں ورنہ پورا سندھ صوبہ موئن جو دڑو بن چکا ھے ، آخر یہ کھربوں روپے جاتے کہاں ھیں ؟سندھیوں کے پاس اس سوال کا جواب تو ھوتا نہی ھے بس وہ معصوم بے چارے سندھی اجرک ، سندھ کی ثقافت ، موئن جو دڑو سے اپنی رشتہ داری کا راگ الاپتے رھتے ھیں ۔

****

مذاکرات ... اور چوہا

جنرل حمید گل ، مشہور کالم نگار ہارون رشید اورضلع گوجر خان کے مشہور صوفی احمد رفیق اختر نے عمران خان کے دماغ میں یہ خیال پختہ کر دیا تھا کہ آپ ھی پاکستان کے مسیحا ھیں ۔ جنرل حمید گل نے اپنا ڈاکٹرائن " پروجیکٹ عمران " کے نام سے آئ ایس آئ کی جڑوں میں انجیکٹ کر دیا تھا جو بلاخر آئ ایس آئ کے ڈی جی لیفٹیننٹ جنرل احمد شجاع پاشا کے دور میں ترو تازہ ھوکر فائلوں سے باھر آ گیا ۔ جنرل احمد شجاع پاشا خود بھی اچھی کرکٹ کھیلتے تھے حتیٰ کہ فوج میں آنے کے بعد بھی کرکٹ کھیلتےتھے لیفٹیننٹ کرنل بننے کے بعد فوجی ذمہ داری بڑھی تو کرکٹ کھیلنے کے مواقع کم ملتے تھے لیکن کرکٹ سے لگاؤ میں اضافہ ھوتا چلا گیا اور عمران خان تو بلاشبہ دنیائے کرکٹ کے ھال آف فیم ٹاپ آل راونڈر اورفائٹر کپتان رھے ھیں ، عمران خان بطور کرکٹر جنرل پاشا کے آئیڈیل رھے تھے۔ جنرل حمید گل کے اسٹاف آفیسر رھنے والےمیجر احمد شجاع پاشا کو جنرل حمید گل کے منہ سے عمران خان کی تعریفیں سننا اچھا لگتا تھا اور عمران خان سے انکی عقیدت بڑھتی چلی گئ اور یہی عقیدت انکے بعد آنے والے ڈی جی آئ لیفٹیننٹ جنرل ظہیر الاسلام میں بھی منتقل ھوگئ اور آئ ایس آئ کی انتہائ موثر چھتری تلے عمران خان کو پاکستان کے مسیحا کے طور پر پورٹریٹ کیا جاتا رھا ۔
پھر جنرل فیض حمید کا دور شروع ہوا اور وہ ڈی جی سی ISI بنا دیے گئے اور یہیں سے عمران خان کے اقتدار کی گھنٹی بجنی شروع ہوئی .

ڈی جی سی کیا ھوتا ھے ؟

ڈی جی سی کی پوزیشن آئ ایس آئ میں ایسی ھوتی ھے کہ بندہ پورے پاکستان کا مالک ھی سمجھیں ، پورے دس دن کی ایسی جامع بریفنگ ھوتی ھے کہ بندے کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ھیں اور اس کا انگ انگ جوش سے بھر جاتا ھے پورے ملک کے سیاستدانوں ، صنعتکاروں ، سرمایہ داروں ، کاروباری اداروں ، بینکوں ، اسٹاک مارکیٹوں ، بینکوں ، گولڈ مارکیٹ ، منی ایکسچینجرز ، منشیات فروشوں ، لینڈ مافیاز ، منی لانڈرز، صحافیوں ، جوئے کے اڈوں ، پیشہ ور قاتلوں ، نامی گرامی پیروں اور مزاروں ، ٹرانسپورٹروں ، بڑے اسپتالوں ، بڑے شاپنگ مالز، بڑے برانڈز، ٹی وی چینلز

، ایف آئ اے ، آئ بی ، ضلعی انتظامیہ ، پولیس ، رینجرز ، نامی گرامی وکلا ، ججوں ، مذھبی فرقہ پرست گروھوں ، غیر ملکی سفارت خانوں، پیشہ ور کال گرلز ، با قاعدہ ڈکلیئرڈ اور پوشیدہ غیر ملکی جاسوسوں ، اسمگلروں ، بڑے تعلیمی اداروں وغیرہ کے بارے میں تفصیلی بریفنگ اور ریکارڈ ڈی جی سی کے لیئے دستیاب ھوتا ھے ۔
کون کیا کرتا ھے کہاں آتا جاتا ھے ،کون کس کس سے کتنے پیسے لیتا اور دیتا ھے ، کیا کھاتا اور کیا پیتا ھے کون کون سے شوق رکھتا ھے کس کس نے کتنی عورتیں پالی ھوئ ھیں کس کس کے گھروں خواب گاھوں باتھ روموں میں خفیہ کیمرے اور وائس ڈیواسز لگی ھیں مذید کہاں کہاں لگانی ھیں ، لاکھوں تصاویر اور وائس ریکارڈنگز وغیرہ ۔ اس کے علاوہ فنڈز کہاں کہاں سے جنریٹ ھوتے ھیں جو آئ ایس آئ کے مختلف آپریشنز میں استعمال ھوتے ھیں پورے ملک میں کون کون سا بندہ اپنی کرسی سے کتنے پیسے پیدا کررھا ھے کہاں لگا رھا ھے کس کے بچے کس ادارے میں پڑھ رھے ھیں ، کس کس پاکستانی افسر کے پاس دھری شہریت ھے ، کون سا افسر اندرون ملک اور بیرون ملک سرمایہ کاری کر رھا ھے کس افسر کو کہاں لگوا کر بڑے بڑے کا م کروانا ھے کس چھوٹی تنظیم کو فنڈنگ کروا کر راتوں رات بڑا بنا کر اپنے کام کا بنانا ھے ، بڑے تاجروں زمینداروں کی مکمل ھسٹری شیٹ ڈی جی سی کے فنگر ٹپ پر ھوتی ھے ۔ ڈی جی سی بذات خود کسی کو فون کرکے کسی کام کا کہہ دے تو وہ بندہ خوشی سے ایسا نہال ھو جاتا کہ گویا آسمان اس سے مخاطب ھوا ھو ۔ یہ تو انتہائ مختصر تعارف ھم نے کرایا ھے تفصیل بتانے کے لیئے تو کم ازکم دو ھزار صفحات کی کتاب کی ضرورت پڑے گی یہ الگ بات ھے کہ یہ کتاب پاکستان کی تاریخ کی بیسٹ سیلر کتاب بن جائے گی لیکن ھم کو بیرون ملک فرار ھونا پڑے گا جو فی الحا ل ھم نہی چاہتے ۔ غرض یہ کہ ڈی جی سی بہت بڑی توپ چیز ھوتا ھے۔

ایک چوہا بلی سے بڑا تنگ تھا ۔
ہر وقت اسے بلی کے حملے کا خوف رہتا تھا ۔ اس نے اپنی فریاد کسی کو سنائی جس نے چوہے کو بتلایا کہ فلاں جگہ کرامت والا مرشد ہے ۔
تم اسکے پاس جاکر اپنی فریاد سنا دو ۔
چوہا مرشد کے پاس پہنچا اور اسکو اپنی پریشانی سنائی ۔
مرشد نے چوہے سے کہا "بولو تم کیا بننا چاہتے ہو؟" چوہے کے ذہن پر چونکہ بلی کی وحشت کا بہوت سوار تھا ۔

اس لئے چوہے نے مرشد سے فرمائش کی کہ اسے بلی بنا دیا جائے ۔
مرشد نے اپنی کرامت والی لاٹھی چوہے کے پیٹ پر مار دی جس سے چوہا بلی میں تبدیل ہو گیا۔
اب چوہا بلا خوف زندگی گزارنے لگا ۔
تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ اسے احساس ہونے لگا کہ بلی بن جانا کافی نہیں ہے کیونکہ اسے اب کتا تنگ کرنے لگا تھا۔
چوہا ایک مرتبہ پھر مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اسکی نسل بلی سے تبدیل کرکے کتا بنایا جائے ۔
پھر کرامت والی لاٹھی اسکے پیٹ پر پڑی جس سے بلا کتے میں بدل گیا ۔
کچھ عرصہ گزرا تھا کہ اس نے دیکھا کہ کتے کی اہمیت شیر کے آگے کچھ نہیں ۔
اسے حرص ہونے لگا اور وہ ایک مرتبہ پھر مرشد کی خدمت میں پہنچا اور اس سے فرمائش کر ڈالی کہ اسے کتے سے تبدیل کرکے شیر بنا دیا جائے ۔
یہ فرمائش بھی پوری کر دی گئی۔
اب کتا شیر بن گیا تھا ۔
شیر بننے کے بعد اس کے تیور مکمل طور پر بدل گئے تھے وہ دیگر جانوروں پر بلاوجہ رعب جھاڑنے لگا تھا ۔
ایک دن اس کے ذہن میں خیال آیا کہ میں تو طاقتور ہوں لیکن مجھسے زیادہ طاقتور تو مرشد ہے جس نے مجھے چوہے سے بلی پھر بلی سے کتا پھر کتے سے شیر بنایا تو کیوں نا میں سب سے طاقتور یعنی مرشد بن جاؤں۔
اس خیال کو حقیقت میں بدلنے کےلئے اس نے سب سے پہلے مرشد پر حملہ کرنے کا پلان بنایا اور پھر اس پلان پر عمل کرنے کیلئے مرشد کے پاس پہنچا اور مرشد پر حملہ کر دیا ۔
لیکن مرشد تو مرشد ھوتا ھے ۔
اس نے کرامت والی لاٹھی سے وار کرکے اس کو پھر سے چوہا بنا دیا ۔
سب کچھ کھونے کے بعد چوہے نے اپنی حرکت بر پشیمان ہوکر کہا:

"میں مذاکرات کے لیے تیار ہوں بیٹھ کر بات کرتے ہیں "۔

شاید آپ سمجھ گئے ہوں ۔

پاکستان کے معاشی مسائل کی جڑیں کہاں تک پھیلی ہوئ ہیں؟

آج 18 جنوری 2026 ھے اور میں جن الفاظ سے ابتدا کروں گا ان ھی الفاظ پر اختتام کروں گا ۔آئیے شروع کرتا ھوں ۔۔

” پاکستان کی مثال بازار میں کھڑے اس برف فروش کی طرح ھے جسکی برف تیز گرمی کی وجہ سے پگھلتی جا رھی ھے اور خریدار نہی ھیں “ ۔

سب سے پہلے تو یہ طے ھونا چاہیئے کہ پاکستان کے معاشی مسائل کی اصل جڑ یں کہاں کہاں تک پھیلی ھوئ ھیں !
پاکستان میں پارلیمانی نظام حکومت کو کئ عشروں سے انتہائ درجے کی ناکامی کے باوجود قائم رکھا جا رھا ھے ۔ یہ پارلیمانی نظام کچھ کیئے بغیر سالانہ چار ارب ڈالر ڈکار لیئے بغیر ھضم کر جاتا ھے، دوسری طرف ھمارے نصف درجن سے زائد آرمی چیفس سعودیوں اور یو اے ای کے حکمرانوں کے سامنے ھر سال ایک ایک ارب ڈالر کے لیئے بھیک مانگتے نظر آتے رھے ھیں ۔
آخر یہ پارلیمانی نظام عوام کو دے کیا رھا ھے ؟ ن لیگ اور پی پی پی کو چھوڑیئے وہ تو عوام کا خون پینے والی ڈائن جماعتیں ھیں لیکن پی ٹی آئ اور عمران خان کے لیئے تو پاکستانی ملٹری اسٹیبلشمنٹ نے برسوں سخت محنت کی تھی اور بھانت بھانت کے ماھرین معیشت عمران خان کی گود میں لا بٹھائے تھے جتنی محنت جنرل باجوہ اور جنرل فیض حمید نے عمران خان کو وزیراعظم بنوانے اور حکومت چلانے کی تگ و دو کی اتنی تو وہ اگر کسی گدھے کے لیئے بھی کرتے تو وہ بھی کچھ نہ کچھ نتائج دے جاتا ۔ ساڑھے تین سال سے زیادہ ایسا اقتدار جس کو آرمی چیف جنرل باجوہ اور ڈی جی آئ جنرل فیض حمید اپنا اپنا پورا پورا زور لگا کر عمران خان کی جھولی میں ڈالتے رھے پھر بھی وہ ککھ بھی ڈیلیؤر نہ کر سکے ۔
عمران خان کے اقتدار نے دو بچے جنے ایک بچہ عثمان بزدار دوسری بچی فرح گوگی تھی جن کی وارداتوں کا صرف دس فیصد ھی سامنے آیا ھے جو انتہائ ھوشربا ھے ۔ وہ تو جنرل باجوہ ھر سال دو تین ارب ڈالر مانگ تانگ کر مڈل ایسٹ سے لے آتے تھے جو گزارا ھو جاتا تھا باقی کام قرضے لے لے کر چلایا جاتا تھا کچھ ایف بی آر جمع کر لیتا تھا ۔ جتنا ایف بی آر جمع کرتا رھا ھے اس سے زیادہ ایف بی آر کے چپراسیوں،

کلرکوں، آئ ٹی اوز ، رنگ برنگے کسٹم اپریزروں اور کلیکٹرز وغیرہ کی جیبوں میں
چلا جاتا ھے۔
پاکستان کو ھر سال تقریبا چار سے پانچ ارب ڈالر کے لیئے عربوں ، چینیؤں اور آئ ایم
ایف کے سامنے ہاتھ پھیلانے پڑتے ھیں اور یہ عمل ھر آرمی چیف کو دھرانا پڑتا ھے ۔

ٹیکس نظام اتنا ظالمانہ ھے کہ بڑے بڑے تاجر و صعنتکار ٹیکس چوری کرتے ھیں جس
سے ایف بی آر اہلکاروں کی چاندی ھوتی چلی آ رھی ھے اور ہزاروں ارب روپے سالانہ
سرکاری خزانے کی بجاۓ ایف بی آر اہلکاروں کی جیب میں چلے جاتے ھیں۔ بجلی اتنی
مہنگی ھے کہ صعنت کاروں کے لیئے ایکسپورٹس کے لیئے چین اور بھارت تو چھوڑیئے
بنگلہ دیش ، کمبوڈیا اور سری لنکا کا مقبلہ کرنا ممکن نہی رھا وہ تو شکر ادا کریں
یورپ و امریکہ کا کہ پاکستان کے لیئے بھی کوٹہ مقرر کر رکھا ھے ورنہ ھماری
ایکسپورٹس بہت کم ھو جائیں ۔ ھزاروں ارب روپے کی ایف بی آر اہلکاروں کی اوپر کی
کمائ درجن بھر انٹیل ایجنسیوں کے باوجود جاری و ساری رہتی ھے ۔ حکومتوں کی تو
ٹیکس پالیسیز زیرو ھیں جو کالے انگریز بیوروکریسی میں عشروں سے براجمان ھیں وہ
ھی ایسی پالیسیز بناتے چلے آ رھے ھیں جن میں کھانچوں کی بڑی گنجائش ہوتی ھے۔ ن
لیگ اور پی پی پی کو رھنے ھی دیں کہ ان کا موٹو ھی لوٹو اور پھوٹو رھا ھے
مسیحاۓ اعظم عمران خان کے اسد عمر جیسے غبی اور شوکت ترین جیسے ناکام بینکر
جن سے اپنا بینک نہی چلتا تھا وہ وزرا خزانہ بناۓ جاتے رھے اس کے علاوہ عبدالحفیظ
شیخ جیسے چلے ھوۓ ٹھس پھس کارتوس جنکی تیس سالوں میں مختلف حکومتوں
کےلیئے بنائی گئ کوئ ایک بھی پالیسی کامیاب ثابت نہی ھوئ عمران خان کی حکومت
میں وزیر خزانہ بناۓ جاتے رھے ۔

ایک زرعی ملک ھونے کے باوجود ھر سال اربوں ڈالر (پانچ سے چھ ارب ڈالر) کی
زرعی اجناس امپورٹ کی جاتی رھی ھیں جس سے قیمتی زرمبادلہ باھر چلا جاتا ھے ۔
عشروں سے کسی بھی حکومت کی زرعی پالیسی کا کوئ وجود نہی ھے۔
اب میں قومی سرماۓ کی بربادی کی داستان سناتا ھوں۔ اس بربادی کا نام این ایف سی
ایوارڈ ھے

این ایف سی (NFC) ایوارڈ کے تحت وفاقی حکومت کے قابلِ تقسیم محصولات
(Divisible Pool) میں سے صوبوں کو مجموعی طور پر **57.5 فیصد** حصہ دیا
جاتا ہے، جبکہ وفاق اپنے پاس 42.5 فیصد رکھتا ہے۔

مالی سال **2025-2026** کے بجٹ تخمینوں کے مطابق صوبوں کے حصے کی تفصیل درج ذیل ہے:

صوبوں کا فیصد حصہ اور رقم (بجٹ 2025-2026)

مجموعی طور پر صوبوں کو **8,205 ارب روپے** منتقل کیے جانے کا ہدف ہے:

پنجاب: اس کا حصہ **51.74%** ہے اور اسے تقریباً **4,760 ارب روپے** ملنے کا تخمینہ ہے۔

سندھ: اس کا حصہ **24.55%** ہے اور اسے تقریباً **2,430 ارب روپے** ملنے کا تخمینہ ہے۔

خیبر پختونخوا: اس کا بنیادی حصہ **14.62%** ہے، تاہم دہشت گردی کے خلاف جنگ کے اخراجات کے لیے اسے مجموعی فنڈز میں سے اضافی **1%** بھی دیا جاتا ہے۔ اس طرح اسے کل **1,342 ارب روپے** ملنے کا تخمینہ ہے۔

بلوچستان: اس کا حصہ **9.09%** ہے اور اسے تقریباً **743 ارب روپے** ملنے کا تخمینہ ہے۔

اس قدر بڑی رقومات صوبوں میں برباد ہوتی چلی آ رہی ھیں اگر ھم گذشتہ دس سالوں کا حساب لگائیں تو پنجاب کو دس سالوں میں 35,000 ھزار ارب روپے ، سندھ کو 20,000 ھزار ارب روپے ، کے پی کے کو 10,000ھزار ارب روپے اور بلوچستان کو 5,500 ھزار ارب روپے ملے ۔ اب ان 70,000 ھزار ارب روپے سے ان صوبوں میں کیا کام ھوا ؟
اسکول کالج یونیورسٹیز اسپتال پرائیوٹ سیکٹر بنا رھا ھے یا مخیر افراد کے چندوں سے بنائے جا رھے ھیں ، سرکاری یونیورسٹیز طلبا سے بھاری فیسیں لے لے کر چلائ جا رھی ھیں،سڑکوں اور نکاسی آب کا حال موئن جو دڑو اور ھڑپہ کو شرما رھے ھیں ۔ کراچی میں گردوں کا اسپتال بزنس گروپس کے بھاری چندوں سے چل رھا ھے ، کراچی کا دل کی بیماریوں کا سب سے بڑا اسپتال عوام سے فیس لے کر چل رھا ھے ، پنجاب

میں اس سے بھی برا حال ھے، ٹرسٹ کے اسپتال کام کر رھے ھیں سرکاری اسپتالوں کا برا حال ھے پنجاب کے بڑے سرکاری تعلیمی ادارے طلبا کی فیسوں پر چل رھے ھیں ۔صوبائ حکومتوں کے پاس بے تحاشہ پیسے ھیں ابھی حال ھی میں پنجاب کی وزیر اعلی نے ملاؤں کو خریدنے کے لیئے پنجاب میں 65000 ملاؤں کے لئے دس دس ھزار روپے ماھانہ وظیفے کا اعلان کیا ھے ظاھر ھے اربوں کھربوں روپے فالتو ھیں تو ھی یہ معاملات ھو رھے ھیں ۔ پنجاب میں وزیر اعلی نے کئ ارب روپے اپنی تشہیر پر لگائے ، سندھ کے سینیئر وزیر شرجیل میمن نے دعوی کیا ھے کہ انکی موجودہ صوبائ حکومت نے کئ ھزار ترقیاتی منصوبے مکمل کیئے۔ یہ ترقیاتی منصوبے کسی اور سیارے پر مکمل کیئے گئے ھوں گے سندھ کا دامن ایسے جنتی ترقیاتی کاموں سے پاک ھے ۔ ھر صوبائ حکومت ھر سال اربوں روپے کی گاڑیاں سرکاری افسران کے لیئے خرید رھی ھے جو کوئ کام نہی کرتے ۔

ایسی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ھیں کہ کے پی کے اور بلوچستان کا دامن بھی ترقیاتی کاموں سے فارغ ھے ۔

پاکستان میں 171 اضلاع ھیں چند ایک کے علاوہ باقی اضلاع موئن جو دڑو، ھڑپہ کے کھنڈرات سے بھی بد تر حالت میں ھیں اور انکے نام پر صوبائ حکومتیں ھزاروں ارب روپے ڈکار جاتی ھیں ۔

گذشتہ دس سالوں میں سندھ کو ملنے والے بیس ھزار ارب روپے میں سے پاکستان کے سب سے زیادہ ٹیکس دینے والے شہر کراچی کو بہ مشکل سو ارب روپے ہی ملے ھوں گے تو آپ سوچتے ھوں گے کہ پی پی پی کی حکومتوں نے باقی پیسے کراچی کے علاوہ باقی سندھ پر لگائے ھوں گے تو جواب نفی میں ھے سوائے نواب شاہ شہر میں دو چار سڑکیں بنی ھیں کہ وہ صدر زرداری کا آبائ شہر ھے ورنہ باقی پورا سندھ ٹن ٹن گوپال کی مالا جپتا ھے۔ پورا سندھ کھنڈر بنا ھوا ھے وہ تو شکر ھے بھارتیوں کو سندھ میں انفرا اسٹرکچر کی تباھی کاعلم نہی تھا ورنہ وہ دعوی کر دیتے کہ مئ 2025 میں بھارتی بمباری نے سندھ کو کھنڈر بنا دیا ۔

سوال یہ ھے کہ آخر اتنا پیسہ جاتا کہاں ھے ؟ کاغذی اسکیموں کی بھرمار ھے اگر چارلس پونزی زندہ ھوتا تو پنجاب اور سندھ کی حکومتوں کا مرید ھو جاتا ۔ایک ایک کلومیٹر کی سڑک بنانے پر دو دو ارب روپے کا خرچہ دکھایا جاتا ھے سڑک کے نام پر موٹی روڑی پر بجری ڈال دی جاتی ھے اگر کوئ شہری علاقہ ھو تو تارکول کا چھڑکاؤ بھی ھو جاتا ھے ۔ دیہی علاقوں میں اسکول کے دو کمرے اور ایک باتھ روم بنانے پر

چھ چھ کروڑ روپے کا خرچہ کاغذوں میں دکھایا جاتا ھے اور یہ اسکول مریخ پر پایا جاتا ھے ۔ سرکاری اسپتالوں کی اپ گریڈیشن کے نام پر اربوں روپے ڈکار لیۓ جاتے ھیں ۔ ھر سال کئ کئ بار حکومتی اراکین کے درجنوں غیر ملکی دورے کھبی عمرے و حج کے نام پر تو کھبی یورپ کے ترقیاتی منصوبوں کے مطالعاتی دوروں کے نام پر تو کھبی ٹریڈ ڈویلپمنٹ کے نام پر ھوتے ھیں جن سے ایک ڈالر کی آمدنی نہی ھوتی ۔

گذشتہ دو سالوں یعنی 2024-2025 میں بلاول بھٹو زرداری نے اپنے دوستوں کے همراہ یورپ و امریکہ کے درجنوں دورے کیۓ جن کا کوئ مثبت نتیجہ نہی نکلا اور کئ ارب روپے خرچ ھوئے ، وزیر اعلی پنجاب مریم نواز گزشتہ سال کئ کئ بار اپنے ساتھیوں کے ھمراہ عمرے کرنے جاتیں ھیں سرکاری خزانے سے اربوں روپے خرچ کرتی ھیں پھر بھی انکی پیشیاں ھی ختم نہی ھوتیں ۔اسکے علاوہ وزیر اعلی پنجاب مریم نواز نے اپنی خواتین ساتھیوں ، عملے کے ارکان اور ایک پورے فلم یونٹ کے ھمراہ جاپان کا طویل دورہ کیا جس کے فوٹو شوٹ پوری دنیا نے دیکھے ، ٹوکیو میں فائیو اسٹار ھوٹلوں میں مہنگے ترین سویٹ اس گینگ کے لیۓ پورے ایک ھفتے بک رھے مہنگے ترین کھانے کھاۓ جا رھے تھے، شاندار لیموزین گاڑیاں مختص تھیں۔ اس تفریحی دورے پر کئ ارب روپے خرچ ھوۓ ۔ پنجاب حکومت کی ترجمان خاتون وزیر اطلاعات عظمی بخاری جو اس وفد کا حصہ تھیں اور رنگ برنگے فوٹو سیشن کروا رھی تھیں واپسی پر ایک مضحکہ خیز بیان دے رھی تھیں کہ اس دورے کے تمام اخراجات وزیر اعلی مریم نواز کے ذاتی اکاؤنٹ سے ادا کیۓ گۓ۔ الیکشن 2024 میں جمع کراۓ گۓ مریم نواز کے گوشواروں میں تو نقد رقم چند لاکھ روپے ظاھر کی گئ تھی یہ اربوں روپے کہاں سے آئے ؟ جب یہ سوال اٹھا تو وزیر اعلی مریم نواز نے عظمی بخاری کو اچھی خاصی جھاڑ پلائ کہ اگر آزاد الیکشن کمیشن ھوتا تو اس پر مجھے تا عمر نا اھل قرار دے دیتا ۔

سندھ حکومت کے اکثر وزرا اپنے اپنے اھل خانہ اور بچوں کے دوستوں کے ھمراہ بیرون ملک دوروں پر آتے جاتے رھتے ھیں اور سندھ حکومت کا ترجمان کہتا ھے کہ وزیر ٹرانسپورٹ برطانیہ کے مطالعاتی دورے پر روانہ ھو گۓ جہاں وہ انڈر گراونڈ ریلوے نظام پر بریفنگ لیں گے یا وزیر سیاحت سوئٹزر لینڈ کے دورے کے دوران سیاحت کو فروغ دینے کی کانفرنس میں شرکت کریں گے۔ اس قسم کے تماشے عشروں سے جاری ھیں اور قوم کا خون نچوڑ نچوڑ کر نت نئے ٹیکسوں کی بھرمار سے جمع کیا

جانے والا پیسہ بے دردی سے حکمرانوں کی عیاشیوں پر ضائع کیا جا رہا ھے ، اکثر دوستوں کو 2010 میں آنے والا سیلاب یاد نہی ھوگا جس نے پورے ملک میں تباھی مچا دی تھی سندھ بھی شدید متاثر ھوا تھا سیلاب متاثرین کے لیئے بے تحاشہ امدادی رقوم بھی سندھ حکومت کو بھی ملی تھیں جو اربوں روپے تھیں اب ھوا یہ کہ گذشتہ سال 2025 کے اخبارات میں خبریں شائع ھوئیں اور بڑی بڑی تصاویر چھپیں کہ بلاول بھٹو زرداری 2010 کے سیلاب متاثرین میں جھونپڑی نما گھر تقسیم کر رھے ھیں آخر پندرہ سال تک یہ اربوں روپے کس کے پاس رھے اور پھر چند افراد میں تقسیم کیئے گئے جھونپڑی نما گھروں پر اربوں روپے لگ گئے یاد رھے کہ 2008 سے سندھ میں پی پی پی بلا شرکت غیرے حکومت کر رھی ھے ۔

ریاست عوام سے ٹیکس کیوں جمع کرتی ھے ؟

ریاست عوام سے ٹیکس اس لیئے جمع کرتی ھے کہ یہ جمع شدہ پیسہ قوم کی اجتماعی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے گا ، قوم کے تحفظ اور ملکی سرحدوں کی حفاظت پر مامور افواج پر خرچ کیا جائے گا ، ریاست کا نظم و نسق چلانے والی سول انتظامیہ پر خرچ کیا جائے گا ، عوام کو قانونی تحفظ فراھم کرنے والی عدلیہ پر خرچ کیا جائے گا ۔

بات اپنے موضوع سے دور جا پڑے گی اور بہت طویل ھو جائے گی اس لیئے صرف پاکستان کے معاشی مسائل کے حل تک محدود رہتا ھوں ۔
چونکہ ھمارا سیاسی شعور صرف نعرے بازی تک ھی محدود ھو کر رہ گیا ھے اور ھم بہ حیثیت قوم سیاسی بت پرستی میں مبتلا ھیں کہیں لاڑکانہ میں دفن بت ھیں تو کہیں جاتی امرا کا قبر میں پاؤں لٹکایا ھوا بت ھے کہیں جیل میں بند 804 والا بت ھے کہیں موٹی توند والا ڈیزلی بت ھے ان سب بتوں نے عوام کو شدید گمراھی میں مبتلا کر رکھا ھے یا عوام خود گمراہ ھونے کے شوقین ھیں یہ ایک طویل مکالمہ کا موضوع ھے جس پر کسی اور دن بات کریں گے ۔

جیسا کہ شروع میں ھی عرض کر چکا ھوں کہ پاکستان کا پارلیمانی نظام ھر سال چار سے پانچ ارب ڈالر کا پڑتا ھے اور حاصل وصول کچھ نہی ھوتا ۔ اسی طرح این ایف سی ایوارڈ جیسا عوام دشمن بندر بانٹ نظام ھزاروں ارب روپے کھا کر نتائج نہی دے رھا تو

پارلیمانی نظام اور این ایف سی ایوارڈ جیسے عوام دشمن پیسہ کھاؤ نظام کو ختم کرنے کا وقت آگیا ھے ۔
گائے بھینس بکری اگر چارہ کھاتی ھے تو دودھ دیتی ھے گوبر کو خشک کر کے ایندھن کا کام لیا جاتا ھے گوشت بھی حاصل ھوتا ھے اور نقد آور ھوتے ھیں ، کتے کو اگر بچی کچی ھڈیاں اور چھیچھڑے کھلائے جاتے ھیں تو جواب میں چوکیداری کرتا ھے رات بھر بھونکتا ھے گدھے کو اگر گھاس پھوس اور سبزیوں و پھلوں کے چھلکے کھلائے جاتے ھیں تو دن رات وزن ڈھوتا ھے ، مرغیوں کو ایک وقت دانا ڈالا جاتا ھے تو وہ انڈے دیتی ھیں ۔
صرف پاکستان کا پارلیمانی نظام اور این ایف سی ایوارڈ ایسی ڈائن ھے تو صرف عوام کا خون پیتی ھیں اور اپنا گوبر تک چھپا دیتی ھیں۔

پھر سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ موجودہ پیسہ کھاؤ اور خون چوسنے والے نظام کا متبادل کیا ھے ؟
ابتدائ طور پر قومی اور صوبائ اسمبلیاں ختم کی جائیں اور تمام حکومتوں کو گھر بھیج دیا جائے ۔ اس کے فوری بعد بلدیاتی انتخابات کروا کے ضلعی حکومتیں قائم کی جائیں اور تمام ضلعی حکومتوں کو ضلع کے رقبے اور آبادی کے حساب سے ترقیاتی فنڈز دیئے جائیں ۔ یہ ضلعی حکومتیں چار سال کی مدت کے لیئے ھونگی ۔
پاکستان میں 171 اضلاع ھیں جن میں لاھور جیسا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا ضلع ھے اور تور غر کے پی کے اور ھرنائ بلوچستان جیسےکم آبادی والے اضلاع بھی ھیں ۔
پچاس لاکھ کی آبادی والے ضلع کو 100 ارب روپے کا ترقیاتی فنڈ دیا جائے ۔ چھوٹے اضلاع کوھرایک لاکھ کی آبادی کو دو سے تین ارب کا ترقیاتی فنڈ دیا جائے اور بڑے اضلاع میں تین سے چار ارب روپے فی ایک لاکھ آبادی کے لحاظ سے ھوگا۔ وفاق کے لیئے پچاس رکنی سینٹ کافی ھے تمام قومی اور صوبائ اسمبلیوں کو پچاس سال کے لیئے بین کر دیا جائے ۔ پارلیمانی نظام کے خاتمے کے بعد صدارتی نظام قائم ھوگا صدارت کی مدت دو سال ھوگی ، ضلعی حکومتوں کے سربراہ یا ناظمین یا میئرھر دو سال بعد صدر کے انتخاب کے لیئے ووٹ دیں گے۔
اس فارمولے کے تحت عوام سے جمع کیئے گئے پیسے اجتماعی طور سے عوام پر ھی استعمال ھوں گے
-

پاکستان جیسے ملک میں کرپشن کو ختم نہی کیا جا سکتا البتہ کنٹرول کیا جا سکتا ھے ۔ تخمینہ لگایا گیا ھے کہ اس ضلعی نظام سے وفاق کو چالیس ہزار ارب روپے یا چودہ ارب ڈالر سا لانہ کی بچت ہوگی اور پورے ملک میں حقیقی ترقیاتی کاموں کی رفتار تیز ہو جائے گی اور ہر آرمی چیف ہر سال عربوں ، چینیؤں اور آئ ایم ایف کے سامنے دامن پھیلا کربھیک مانگنے سے بچ جایا کریں گے ۔ اس نظام کے بعد آئ ایم ایف کے پاس جانے کی ضرورت باقی نہی رھے گی ۔

ایک بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ پاکستان میں نئے صوبے بنانے کا منصوبہ جس عقل سے فارغ بندے نے تیار کیا اس بندے کو پاگل خانے میں داخل کروانا چاہیئے چاھے وہ فوجی ھو یا غیر فوجی ھو۔ ھم تو ھزاروں ارب روپے کے فضول اخراجات ختم کر کے عوام تک ان کے ٹیکسوں کے پیسے سے اجتماعی فلاح و بہبود کے حقیقی کاموں کا ثمر پہنچانے کا منصوبہ پیش کر رھے ھیں نا کہ مزید صوبے بنا کر عوام کے پیسوں کی مزید بربادی کے دجالی منصوبوں کا شیطانی پروگرام شروع کیا جائے۔ نئے صوبوں کا پروگرام صرف مافیا نما سیاسی کارٹلز کو سوٹ کرتا ھے ۔

پاکستان میں سب سے بڑے معیشت دان سولہ سال تک وزیر خزانہ و اقتصادی امور رھنے والے حضرت اسحق ڈار کا یہ بیان نظر سے گذرا "معیشت کی سمجھ آتی جارہی ہے۔" (اسحاق ڈار کا تازہ ترین ارشاد)جن سے معیشت نہ چل سکی تو مجبورا ان کو وزیر خارجہ بنا دیا گیا کے اوپر یہ چند لائنیں فٹ بیھٹتی ھیں ---

ایک دیہاتی نے اپنے بیٹے سے پوچھا 8×7 کتنا ہوتا ہے؟
بیٹا بولا : 68
دیہاتی نے بیٹے کو شاباش دی اور انعام میں چاکلیٹ دے دی۔
پاس بیٹھا دوست بولا
8×7 تو 56 ہوتا ہے، تم نے 68 پہ انعام دے دیا؟
دیہاتی ہنس کر بولا, پہلے سے بڑا فرق ہے ،.... اے پہلے 92 دسدا سی ❗

" ھم JF-17 طیارے بیچیں گے IMF سے ھماری جان چھوٹ جائے گی اور ھماری معیشت ٹھیک ھو جائے گی ۔ (وزیر دفاع خواجہ آصف کا جنوری 2026 کے پہلے ھفتے کا بیان)۔ پتا نہی اس خواجے جیسے فاتر العقل کو وزیر دفاع کس نے بنا دیا اس خچر

وزیر دفاع کو علم ھی نہی کہ ان طیاروں میں لگنے والے RD 93 ma انجن روسی ھیں پہلے یہ انجن روس سے چین منگواتا ھے پھر یہ انجن پاکستان کو ملتے ھیں JF - 17 میں لگنے والے روسی RD 93 ma انجن سال میں چالیس سے پینتالیس انجن بن پاتےھیں ، روسی کمپنی تمام انجن ٹیسٹ کر کے چائنا بھیجتی ھے، چائنا بھی انجن ٹیسٹ کر کے پاکستان بھیجتا ھے ۔ ایک طیارہ بنانے اور ٹیسٹ کرنے میں تین سے چار ماہ لگ جاتے ھیں ، JF -17 بلاک III کی ایکسپورٹ پرائس تمام ساز و سامان کے ساتھ 40 ملین ڈالر ھے، تیاری میں 25 ملین ڈالرکا خرچہ آتا ھے ، ایکسپورٹ کی صورت میں چین کو 3 ملین ڈالر فی طیارہ رائلٹی دینی ھوگی تو پاکستان کو بچت بہ مشکل10 سے 12 ملین ڈالر فی طیارہ ھوگی یعنی اگر روس ، چین اور پاکستان دو سے تین سالوں میں دن رات کام کر کے 100 طیارے تیار کرکے ایکسپورٹ کر پائے تو پاکستان کو ایک ارب ڈالر کی آمدنی ھوگی وہ بھی دو سے تین سالوں میں اس شرط پر کہ روس اتنی بڑی تعداد میں انجن تیار کرکے با قائدگی سے دیتا رھے !
تو اس تین چار سو ملین ڈالر سالانہ آمدنی سے آئ ایم ایف سے جان کیسے چھوٹے گی ؟ کیونکہ آئ ایم ایف کے آگے حالت رکوع میں ریاست پاکستان بھیک میں ھرسال ڈیڑھ سے دو ارب ڈالر کے لیئے جھولیاں پھیلاتی ھے۔

پنجاب کے پاس اتنا پیسہ فالتو ہے ہے کہ چیف منسٹر پنجاب مریم نواز کے لئے 2026 میں11 ارب روپے کا لگژری جہاز خریدا گیا ہے ..

حرف آخر یہ کہ شیطانی پارلیمانی نظام سے جلد از جلد چھٹکارا اور این ایف سی ایوارڈ کو ختم کیئے بغیر پاکستان کے معاشی مسائل کو حل کرنا ناممکن ھے ۔

پاکستان کی مثال بازار میں کھڑے اس برف فروش کی طرح ھے جسکی برف تیز گرمی کی وجہ سے پگھلتی جا رھی ھے اور خریدار نہی ھیں ۔